

اقتاب ملت بجواب راہ ہدایت

مصنف:

جانشین اشرق العلماء

مدرسہ

پاسیان مسلک امام احمد رضا خان قادیانی

مفتی انصاریہ اسلام آباد

حضرت علامہ مولانا

مفتی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب علیہ السلام

جامعہ غوثیہ مہرہ منیر الاسلام

پونچھور علی روڈ سرگودھا

آفتاب ہدایت بجواب راہ ہدایت

مصنف:

جانشین اشرف العلماء
پاسہاں مسلک امام احمد رضا خان قادری

محقق العصر یادگار اسلاف

حضرت علامہ مولانا

مفتی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب مدظلہ العالی

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام

یونیورسٹی روڈ سرگودھا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جلد حقوق بن مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب

آفتاب ہدایت بحساب راہ ہدایت

مصنف

چائشیں اشرف العلماء پاسبان مسلک امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ
یادگار مسکن مفتی احقر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام نصیر الدین سیاحوی صاحب

شفا مست

415 صفحات

ناشر

جامعہ غوثیہ مہرپہ مشیر الاسلام یونیورسٹی روڈ سرگودھا 0483-724695

تاریخ اشاعت

شمال المکرم ۱۳۳۱ھ ستمبر 2010



• جامعہ غوثیہ مہرپہ مشیر الاسلام یونیورسٹی روڈ سرگودھا

• اکرام کیسٹ ہاؤس دوکان نمبر 10 زلیخاروڈ اتار بار لاہور 03004609880

• جامعہ ضوہیہ احسن القرآن دیرہ 0544-533881

• مکتبہ قادریہ اتار بار مارکیٹ لاہور

• مکتبہ جمال کرم اتار بار مارکیٹ لاہور

• کرم انوائٹ بک شاپ اتار بار مارکیٹ لاہور

الحمد لله وكفى والسلام على عباده الذين اصطفى والصلوة
والسلام على سيد الانبياء واحمد المجتبي الذي كان نبيا
وادم بين الطين والماء.

اما بعد!

حمد و صلوة کے بعد گزارش یہ ہے کہ اہلسنت اور دیوبندیوں کے درمیان کافی
مسائل مختلف یہ ہیں جن میں ایک مسئلہ نبی کریم علیہ السلام کے مختار ہونے کا بھی
ہے۔ وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کسی شے کے مالک و مختار نہیں ہیں جب
کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے اذن سے دنیا
و آخرت کی تمام چیزوں کے مالک و مختار ہیں اور پوری کائنات میں متصرف ہیں۔

لیکن ہمارا یہ عقیدہ غلطی ہے جو آدمی نبی کریم علیہ السلام و اہلسنت کی گستاخی کا
مرتب نہ ہو اور نہ گستاخی کرنے والوں کی گستاخی کو برحق جانتا ہو بلکہ گستاخی کرنے
والا کوئی بھی ہو اس کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہو لیکن اس عقیدہ (مختار کل) میں
اہلسنت سے اختلاف کرتا ہو ہم اس کو کافر یا شمرہ قرار نہیں دیتے لیکن دجال لعین یا
شیطان کو تو مختار مانتا ہو اور نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں اس کے عقیدے کی
زبان یہ ہو کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا ایسے شخص کے
بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ مسلمان نہیں کیونکہ اگر اس کا انکار کرنا توحید کی حمایت
کی وجہ سے ہوتا تو شیطان لعین یا دجال کیلئے اختیارات کا قائل نہ ہوتا تو اس کا ان
ظہور امتیاز کے بارے میں مختار ہونے کا عقیدہ رکھتا اور فخر موجودات غلط غائب
ممکنات رتبہ لامعا لعین شفیق امین فخر الاولین والآخرین عالم ماکان و مایکون حضرت
محمد مصطفیٰ امیر المومنین سے مطلقا ہر قسم کے اختیارات کی نفی کر دینا اس بات کی دلیل

ہے کہ اس کے دل میں نبی کریم علیہ السلام کی محبت نہیں اور جس کے دل میں نبی کریم علیہ السلام کی محبت نہیں وہ اور تو سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ ارشاد نبوی ہے نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

لَا يُولُو مِنْ أَحَدِكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ

اجمعین۔

ترجمہ:

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی محبت میرے ساتھ اولاد والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائے۔

دو ہندی حضرات کے دلوں میں نبی کریم علیہ السلام کی محبت نہ ہو سکے کی دلیل انکی کفریہ عبارات ہیں جو صراحتاً نبی کریم علیہ السلام کی توحید پر مشتمل ہیں ہم ان عبارات کی ایک اجمالی فہرست قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔
(تفسیر الجہاد ص ۲۵)

نوٹ:

یہ کتاب ہائی مدرسہ دعوہ ہند ناٹو کی صاحب کی ہے۔

انہی کی دوسری عبارت باطل کذب کو منافق شیان نبوت باری معنی سمجھنا کہ معصیت ہے اور انبیاء کریم معصیت سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔

۲۔ مولوی حسین علی وائس پٹروی بلوچہ اخیر ان میں لکھتا ہے کہ انسان خود مختار ہے اچھے کام کرے یا نہ کرے اور اللہ کو پہلے علم بھی نہیں ہوتا بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد

معصوم ہوتا ہے اور آیات قرآنی جیسا کہ وَلِيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ أُصْنُوا وَغَيْرُهُمْ اِذَا مَلَكَتِ السَّاعَةُ

پر مشتمل ہیں۔
۳۔ مولوی خلیل احمد براہین قاطعہ میں لکھتا ہے۔ الی اصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر علیہ السلام کے ثابت کرنا شرک نہیں تو ایمان کا کونسا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔
(براہین قاطعہ)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۷ (۵۲) پر لکھتا ہے اعلیٰ علم میں روح مبارک علیہ السلام کا تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ ﷺ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہے چہ جائے کہ زیادہ۔

۴۔ مولوی خلیل احمد براہین قاطعہ میں کہتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اپنی تجارت کا علم نہیں ہے۔
(براہین قاطعہ ص ۵۱)

۵۔ نبی کریم علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱)
۶۔ اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ نبی علیہ السلام جیسا علم انبیا پانگوں اور ہاتھوں کو بھی حاصل ہے۔
(حفظ الایمان ص ۸)

۷۔ اسماعیل دہلوی لکھتا ہے کہ زمانہ کے دوسرے نبی کی جماعت کا خیال بہتر ہے اور نبی کریم کے خیالی سے گدھے اور تیل کے خیال میں دُوب جانا بہت اچھا ہے اور نبی کریم علیہ السلام کی طرف توجہ کا مبذول ہونا گدھے اور تیل کے خیال میں غرق ہونے سے بدرجہا برا ہے۔
(صرح المستقیم ص ۸۲)

۸۔ رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتا ہے! رحمۃ اللعالمین ہونا نبی پاک ﷺ کی صفات میں سے نہیں ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ)

۹۔ نبی کریم علیہ السلام کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی ماننا یہ بے وقوف لوگوں کا خیال ہے اہل عقل کے نزدیک آخری نبی ہونے میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

(تحدیر الناس ص ۳)

۱۰۔ اگر بالفرض نبی علیہ السلام کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ اقدس کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۱۱۔ نبی کریم علیہ السلام کو اردو زبان کا علم مدرسہ دیوبند سے سیکھنے کی وجہ سے آیا۔

۱۲۔ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت لہب کے ساتھ عہد کے اندر نکاح فرمایا۔

(بلغتہ اخیر ان)

۱۳۔ مولوی حسین علی اسی کتاب میں لکھتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ پل صراط سے گزر رہے ہیں تو میں نے آپ کو گرنے سے بچایا۔

۱۴۔ دیوبندیوں کا کلمہ اس طرح ہے لا الہ الا اللہ اللہ اللہ رسول اللہ۔

(رسالہ امداد)

۱۵۔ انبیاء علیہم السلام ہمارے بھائی ہیں اور ان کا ادب بڑے بھائی جتنا کرنا چاہیے۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۳)

۱۶۔ مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں بھی ایک دن سرکشی میں ملنے والا ہوں

۱۷۔ اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں یہ لکھتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور کسی سے نہ ڈر۔

۱۸۔ اسی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۱۰ پر لکھا ہے کہ ہمارا جب خالق اللہ ہے اور

اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ ہم اپنے کام پر اسی کو پکاریں۔ اور کسی

انسان کو کیا کام جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے

رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑھے چمار کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

۱۹۔ مولوی اسماعیل دہلوی انبیاء کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہتا ہے اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے تو سب رعب

میں آکر بدحواس ہو جاتے ہیں۔

۲۰۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور

فرشتے جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

۲۱۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۲۲ پر لکھتا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی

چیز کا مالک و مختار نہیں۔

۲۲۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

۲۳۔ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ پر لکھتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی تعریف میں زبان

سنبھال کر بولو اور جو بشری سے تعریف ہو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔

۲۴۔ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵ پر لکھتا ہے اللہ جیسے بردست کے ہوتے ہوئے ایسے

عاجز لوگوں کو پکارنا جو کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے یہ شخص بے انصافی ہے کہ

ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔

۲۵۔ اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸ پر لکھتا ہے یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو

یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

۲۶۔ مولوی اسماعیل دہلوی اسی کتاب میں رقمطراز ہے کہ سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد

رسول اللہ ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ گنوار کے منہ سے اتنی بات

نیچے ہی مارے وحشت کے بے حواس ہو گئے۔

۲۷۔ مولوی حسین علی داس پھر وہی اپنی تفسیر بلغتہ اخیر ان کے صفحہ ۳۳ میں یہ لکھتا ہے

عالم حق کے معنی کلمہ بعد من دون اللہ فہو الطافوت اسی معنی کے لحاظ سے فرشتوں اور

جنوں اور رسولوں کو طغوت بولنا جائز ہوگا۔

۲۸۔ قسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں انبیاء و اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو اس میں ہر اوقات ہر اثنی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

۲۹۔ اسمعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے عاصی کے معانی میں سب اللہ تعالیٰ کے نبی اور ولی یکساں ہے خبر اور نادان ہیں۔

۳۰۔ اسمعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے جیسے ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار تو ان معنوں میں ہر نیکو ہر اپنی امت کا سردار ہے۔

۳۱۔ مولوی حسین علی اپنی کتاب ہفتہ اخیر ان میں لکھتا ہے اذکذا الباب عبدالباب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو کہ نزدیک تھی اور باقی تفسیروں کا کذاب ہے اس عبارت میں مولوی حسین علی نے تمام مفسرین کو کذاب قرار دے دیا۔

۳۲۔ رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتا ہے کہ محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا کبیل لگانا، شربت پانا یا پیندہ کبیل اور شربت میں دینا سب غلط اور تہکہ و افش کی وجہ سے حرام ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳ حصہ سوم)

۳۳۔ ہندو جو بیچ پانی کی لگاتے ہیں اور اس پر سو والا روپیہ خرچ کرتے ہیں اس کا پینا جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳ جلد نمبر سوم)

۳۴۔ اسی کتاب کے حصہ دوم ص ۱۲۳ پر گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ ہندو تہوار ہونی یا دیوانی میں اپنے استاد یا احکم یا نوکر کو کھپیس یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ دیکھتے ہیں ان سب چیزوں کو کھانا جائز ہے۔

۳۵۔ اسی فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۱۳۰ پر تحریر ہے جس جگہ زانیہ معروف کو اکثر حرام

جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کے کھانے والے کو ثواب ہوگا۔

۳۶۔ مولوی محمود الحسن شیخ الہند اپنے مرثیہ گنگوہی میں لکھتا ہے۔

زبان پر اعلیٰ ایوا کی ہے کیوں اعلیٰ میں شاید

انعاما لم سے کوئی باقی اسلام کا ثانی

گو وہ اس شعر میں محمود الحسن نے اپنے ہر کوئی کریم علیہ السلام یا اللہ تعالیٰ کے مثل قرار دیا۔

۳۷۔ یہی محمود الحسن صاحب اسی مرثیہ میں لکھتے ہیں۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

۳۸۔ محمود الحسن صاحب اسی مرثیہ میں رقمطراز ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اسی مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

۳۹۔ اسی مرثیہ میں ایک اور مقام پر گل افشانی فرماتے ہیں۔

بھریاں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہی کا رستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

ہندو جہاں عبارت کی رو سے دیوبندی حضرات کو گستاخ کہا جاتا ہے کیونکہ

ان عبارت میں صراحتاً انبیاء علیہم السلام اور مالک اور اولیاء کرام کی توہین پائی گئی۔ لیکن دیوبندی حضرات بجائے ان عبارت کا صحیح اور ٹھوس جواب دینے کے اننا

جست و جماعت کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں اور عوام الناس کی توجہ اپنی ان سیاہ کاریوں اور روایاتوں اور بدعتوں سے ہٹانے کیلئے آئے روز اہل سنت کو نمائے

یا رسول اللہ، نور و بشر، حاضر و ناظر اور علم غیب و غیرہ کے اختلافی مسائل پر پہنچ کر رہتے ہیں اور اہل سنت کے علماء کو ان مسائل پر دعوت مباحثہ و مناظرہ دیتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت کا اصل نزارع ان کے ساتھ ان کی کفریہ عبارات کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوران حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب الحق المسکون میں ارقام فرمایا ہے ہم برکت کیلئے حضرت کی وہ تحریر قارئین کی عدالت میں پیش کر رہے ہیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

اہلسنت اور دیوبندیوں کے درمیان بنیادی اختلاف کا باعث وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب کریم علیہ السلام کی صریح اور صاف الفاظ میں توہین کی گئی ہے لہذا حسب منہج دیوبندی علماء اپنی ان عبارات سے تائب نہیں ہوں گے اور ان عبارات کے قائل کا جو شرعی حکم ہے وہ نافذ نہیں کریں گے تو اہل سنت ان سے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ (الحق المسکون)

تو امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کی اس منقولہ عبارت سے ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کا دیوبندیوں سے بنیادی اختلاف ان کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے ہے لیکن چونکہ یہ حضرات عہد الناس کے اندر نبی کریم علیہ السلام کے اختیارات اور علم غیب اور آپ ﷺ کی نورانیت کا مسئلہ چھیڑتے رہتے ہیں اس لئے مجبوراً اہل سنت حضرات کو ایسے مسائل کے اندر بھی قلم اٹھانا پڑتا ہے اسی سلسلہ میں سرفراز خان صفدر نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے راہ ہدایت۔ اور انہوں نے اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عام انسانوں میں صرف یہی فرق ہے کہ نبی علیہ السلام وصف رسالت سے موصوف ہیں۔ اور باقی انسان رسالت و نبوت سے موصوف نہیں ہیں۔

اور سرفراز صاحب نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معجزات

اور کرامات میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا قطعاً کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ہم انشاء اللہ اس کتاب میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اقوال علماء بلکہ خود دیوبندی اکابر کے اقوال سے ثابت کریں گے کہ انبیاء علیہم السلام معجزات کے صادر کرنے میں بااختیار ہوتے ہیں اور معجزات ان کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں۔ اس بارے میں ہم کئی ابواب قائم کریں گے اور برہانی اور جدلی دلائل سے ہم اپنے دعووں کو پایہ ثبوت تک پہنچائیں گے اور سرفراز کے بے سرو پا شبہات کا ازالہ بھی کریں گے اور ان کی اکابر علماء کرام کے اقوال میں خیانت کو بھی طشت ازہام کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نبی کریم علیہ السلام کی نظر کرم سے اس امر کو مبرا بن گیا جائے گا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کائنات میں متصرف ہیں۔

باب اول

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متصرف ہونے کا بیان از روئے قرآن ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ

ترجمہ:

اور یاد کرو اس وقت کو جب تمہارے رب نے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں۔

خاتم النبیؐ شیخ امام المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت قدسیہ کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی تفسیر فتح العزیز میں ارشاد فرماتے ہیں۔ طریق دادن خلافت آن خلیفہ کہ روح اور انھوں صفات خود سوا فرمودہ از علم و حکمت کہ عبارت از دریافت کلیات و قواعد و اصول و اختیارات۔

ترجمہ: اس خلیفہ کو خلافت دینے کا طریق یہ ہوگا کہ اس کی روح کو اپنی صفات کاملہ سے مبرا فرما دیا جائے گا اور اس کو ایسا ارادہ و اختیار عطا فرمایا جائے گا جس کی وجہ سے تمام کائنات کے امور کی تدبیر کے قابل ہو جائے گا۔ اور اس کو ایسا علم و حکمت بھی عطا کیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ دنیا کے تمام قواعد و کلیات کو جان لے گا۔

اس کے متصل ہی شاہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے اندر ایک ایسی روح چھوٹک دی جائے گی کہ اس روح کی وجہ سے آسمان میں رہنے والوں پر اور ستاروں کے موکلات پر حیرانی کرے گا اور ان کو اپنے کام میں مصروف و مشغول کرے گا۔ (تفسیر عزیزی جلد ہفتم صفحہ ۱۵۵)

تو شاہ صاحب کی عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین و آسمان میں متصرف تھے اور چونکہ ہر نبی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ ہر نبی جو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے تو جو کمالات حضرت آدم علیہ السلام کیلئے عبارت ہوں گے وہ تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے ثابت ہو جائیں گے نیز قائل بالفصل کوئی نہیں۔ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کے تصرفات کے منکر ہیں وہ تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے اس صفت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور جو لوگ قائل ہیں وہ تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے قائل ہیں۔

باب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کیلئے زمین میں متصرف ہونا ثابت ہو جائے گا تو تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے ثابت ہو جائے گا۔ اور اس آیت کریمہ سے ان لوگوں کا رد بھی ہو جائے گا۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام چہار سے بھی زیادہ قبیل ہیں (معاذ اللہ) نیز ان کا یہ عقیدہ بھی ہے انبیاء علیہم السلام ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں اور نہ کارو لوگ ہیں۔ اور انبیاء کرام بتوں کی طرح بے بس اور بے القہار ہیں کیونکہ جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ اپنا نائب اور قائم مقام بنائے ان کے بارے میں ایسے نظریات رکھنا یہ سراسر قرآن کریم کی اس آیت کی تکذیب ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَہٗ فِی الْاَرْضِ

ترجمہ:

اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا۔

جس طرح آدم علیہ السلام کی خلافت ان کے متصرف فی الکائنات ہونے کو

مستلزم تھی۔ اسی طرح داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہی الفاظ وارد ہیں لہذا ان کیلئے بھی یہی کمال بطور عبارت انصاف ثابت ہو جائے گا۔ نیز مولوی سرفراز صدور اپنی کتاب اتمام الہربان میں لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ہمارے روحانی باپ ہونے کا درجہ رکھتے ہیں اور ان کا فیصلہ ہمارے لئے حلف آخر ہے۔ کیا حضرت شاہ صاحب کی منقولہ مالہ عبارت کا مطالعہ فرمانے کے بعد ہم حضرت سے امید رکھیں کہ آپ حضرت شاہ صاحب کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے اور اپنے اس عقیدہ سے توبہ کر لیں گے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و حقدار نہیں۔

اسی طرح دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن بھی اپنے حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا۔ کیونکہ اس کمال علمی کے بغیر خلافت اور دنیا پر حکومت ممکن نہیں۔ اگر سرفراز صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب کی بات کو نہیں مانتے تو کم از کم اپنے شیخ الہند کی بات تو مان لیں کیونکہ وہ ان کے بالواسطہ استاد بھی ہیں نیز حضرت سے یہ بھی گزارش ہے کہ اپنے اکابر کی ان عبارات کو تسلیم فرمایا کریں جن سے شان رسالت ظاہر ہوتی ہے صرف کفری عبارات کو تسلیم کر کے اور ان پر ایمان لا کے اپنے آپ کو جہنم کا ایدھن نہ بنایا کریں۔

علیہ کرام علیہم السلام کے متصرف فی الکائنات ہونے پر دوسری دلیل بارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا يُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَّبِعْهُ اَنْبِيَاؤُهَا

ترجمہ:

اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو زمین میں جگہ پکڑا تھا اس میں جہاں

پاک تھا۔ (پ ۱۳ سورۃ یوسف)

دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یوسف علیہ السلام جہاں چاہتے اترتے اور جو چاہتے تعریف کرتے۔ گویا ریان بن ولید برائے نام بادشاہ تھا حقیقت میں یوسف علیہ السلام بادشاہی فرما رہے تھے۔ (تفسیر عثمانی ص ۴۱۹)

اس طرح کی عبارات کتب تفسیر کے اندر بھی موجود ہیں مثلاً تفسیر خازن، معالم التنزیل، جمل، قرطبی، روح المعانی، صاوی، تفسیر ہامیدی، تفسیر مدارک، تفسیر روح البیان، البحر المحیط، تفسیر عنایت القاضی، شیخ زاوہ مع المصنوع، تفسیر زاد المسیر، تفسیر کبیر، تفسیر ابوسعود، تفسیر مظہری۔

نوٹ:

ان تفسیر میں اور تفسیر عثمانی میں صرف الفاظ کا فرق ہے مضمون ایک ہی ہے۔ سرفراز صاحب اگر پرانے مفسرین کی بات نہیں مانتے یا قرآن مجید کی آیت کو ہی نہیں مانتے (کیونکہ دیوبندی دھرم میں قرآن مجید کی آیت کا وہ مرتبہ نہیں ہے جس کے اکابر کے اقوال کا مرتبہ ہے) کم از کم اپنے شیخ الاسلام کی بات تو مان لیں سرفراز صاحب سے استفسار یہ ہے کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کیلئے اگر ہماری زمین میں بادشاہی ثابت ہو جائے تو تم اس کو تسلیم کرو گے یا نہیں۔ صورت اولیٰ میں یوسف علیہ السلام کا ایک ایسے کمال سے متصف ہونا لازم آیا جس کمال سے قبول اصحاب کی کریم علیہ السلام خالی ہیں۔ اور بصورت ثانیہ اگر یوسف علیہ السلام کیلئے بادشاہی تسلیم نہ کریں تو قرآن کی اس آیت کا انکار لازم آتا ہے۔ اب سرفراز صاحب ان کی تسلیم کریں گے تو ان کو سرکار علیہ السلام کیلئے بھی تسلیم کرنی پڑے گی کیونکہ ان

کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی شہباز ثاقب میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کو تمام کمالات چاہے وہ مٹی ہوں یا مٹی ہوں یا اور کوئی کہاں ہو اس کے ساتھ آپ کو اولاد موصوف مانتے ہیں، یعنی جو بھی کمال ہو اور جو بھی نعمت ہو وہ پہلے نبی کریم علیہ السلام کو ملتی ہے۔ پھر آپ کے واسطے سے کسی اور کو ملتی ہے پھر بھی ان کو سرکار علیہ السلام کیلئے اختیارات ماننے لازم آجائیں گے۔ اور ان کو نبی کریم علیہ السلام کو مختار ماننا پڑے گا۔

اور اگر یوسف علیہ السلام کیلئے تسلیم کریں اور نبی پاک علیہ السلام کیلئے نہ کریں تو پھر کیا یوسف علیہ السلام خدا کے شریک ہو سکتے ہیں نبی پاک علیہ السلام نہیں ہو سکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کو اختیار عطا فرمادے تو اس کی حکومت میں کوئی کی لازم نہیں آتی اگر نبی کریم علیہ السلام کو عطا فرمادے جو سید المرسلین ہیں تو پھر اس کی حکومت اور اقتدار میں کی کیسے آسکتی ہے۔

مولوی سرفراز صاحب یہ بتائیں۔ کیا نبی کریم علیہ السلام کو مختار ماننے سے شرک لازم آتا ہے۔ باقی انبیاء کرام کو مختار ماننے سے شرک لازم نہیں آتا؟ اس کی کیا وجہ ہے کہ باوجود اپنے آپ کو سرکار کا اتنی کہلانے کے نبی کریم علیہ السلام کے اختیارات کا انکار کیوں کیا جاتا ہے (اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ تھی۔ نجد یوکلہ پڑھانے کا بھی احسان گیا)۔ ارے وہ تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سرسبز۔ ارے تجھ کو کھائے تپ ستر تیرے دل میں کس سے بخاد ہے۔

دلیل نمبر ۳:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔

ترجمہ:

اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں (کامل وقادار بندوں سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے ان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی اور اس زمین اور جنت کی زمین کا وارث بنایا۔ چنانچہ فرمایا۔

إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

ترجمہ:

بے شک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے اور آخرت کا اچھا انجام متقین کیلئے ہے۔ (سورۃ اعراف رکوع ۱۵)

دلیل نمبر ۴:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ (سورۃ نور رکوع ۷ پارہ ۱۸)

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کیے کہ ضرور بر ضرور ان کو زمین میں اقتدار عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو اقتدار عطا فرمایا تھا۔

دیسک نمبر ۵:

رشاد وہی ہے۔

لَقَدْ اَوْفَا اٰلِ اِبْرٰهٖمَ مِڪْتَبًا وَّلَحْمٰكِهِ وَاٰلِهٖم مِمَّا عَظِيْمًا

(سورۃ النساء پ ۵۰)

ترجمہ:

سوہم نے تو دے ہے براہیم کے خاندان کو کتاب اور علم و ران کو دی ہے ہم نے بڑی عظمت۔ (ترجمہ محمود الحسن)

ابو بند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ہم نے براہیم علیہ السلام کے گھر نے میں کتاب اور علم و عظمت عظیم عنایت کی ہے۔

وجہ استدلال

مولوں سرفراز و اس کے بزرگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کسی شے کے مالک نہیں ہیں لیکن ان کے شیخ الاسلام صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم کے گھر نے میں کتاب و علم و عظمت عظیم عطا کی ہے مگر مولوی سرفراز کو عربی تفسیر کا مطالعہ کرنے کی فرصت نہیں تھی تو انہوں نے یہ کہہ کر اپنے شیخ کو مدام کی تفسیر کو ہی مدح و تحسین کرتے ہوئے کہہ دیا کہ یہ شیخ اہل ہند کا ترجمہ اختیار کرنے کی لٹی کیسے راہ ہدایت جیسی ہے معزز و درویش تندرست پر مبنی کتاب لکھے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

دیسک نمبر ۶

ارشاد ورنی تعالیٰ ہے۔

قُلْ اَللّٰهُمَّ مَلِكٌ لِّمَدَنٍ تَوَدَّ تِلْیٰ مَدَنٍ مِّنْ لِّشَہ

بمیر نو کہ یہ اللہ ملک عظمت کے تو عظمت ہے جس کو چاہے۔

(ترجمہ محمد حسن) (سورۃ اس عمر پ ۳۰)

مہمونی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روم کے جن ترانوں کی کئی اللہ نے ہے نبی محمد ﷺ کے ہاتھ میں دی تھیں وہ ان عظیم رضی اللہ عنہ کے رہنے میں وہ خزانے عظیم مدام کے درمیان تقسیم ہوتے۔

رور مصدر صاحب پر اس بات قر یہ فاکوئی شرمیں ہوتا تو کم ر کم ہے۔ اس کی اس بات کو تسلیم میں کہ نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ میں روم و فارس کی چابی تھیں۔

دیسک نمبر ۷

تعالیٰ تعالیٰ ہے۔

مَلِكٌ لِّمَدَنٍ تَوَدَّ تِلْیٰ مَدَنٍ مِّنْ لِّشَہ

م نے اس کو جہاں ملک میں وہ دیا تھا اس کو ہم نے ہر چیز کا سامان (ترجمہ محمود الحسن)

تعالیٰ ایک مسلمان بادشاہ کو زمین میں لڑا دے گا فرما سکتا ہے تو نبی کریم کو بھی زمین کی بادشاہی عطا فرما سکتا ہے۔

دیسل نمبر ۸:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ تَقْلَقُونَ أُولَٰئِكَ نَبْشِطُ لَهُمُ الدُّنْيَا خِزْيًا عَظِيمًا
(سورہ الحج پارہ ۷)

ترجمہ:

جن لوگوں نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کے رستے میں پھر مارے گئے یا مر گئے
اللہ نے ان کا روزی جگہ (محمود الحسن)

مہاجر کا ایک معنی تو یہ ہے کہ یہ گھر چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلا جائے
اور ایک معنی حدیث پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہاجر من ہاجر باہمی اللہ عہ
(بخاری شریف)

ترجمہ:

مہاجر وہ ہے جو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ رب العزت نے منع
فرمایا اس لحاظ سے ادب و کرام حضرت و اتنا صاحب حضرت خواجہ معین الدین چشتی
جہیری رحمۃ اللہ علیہ یہ سب مہاجر ہیں اسی طرح دیگر ادب و کرام بھی مہاجر کے ملبوم
میں داخل ہیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ضرب اللہ مثلاً

عَمَّا مَسْكَنُكَ لَا بَقْدَرُ عَلٰی شَيْءٍ مِّنْ دَرَكَاہِ مَا دَرَكْتُ حَسْبُ فَبُھُو یَنْفِق
مِنہ سر و جہور
(سورہ النمل پارہ ۱۳)

ترجمہ:

لہ نے بتائی ایک مثال ایک بندے کی کہ یہ دے دے نہیں قدرت رکھتا

پھر پر اور ایک جس کو ہم نے روزی دی پٹی طرف سے جگہ روزی سودا خرچ
نہیں سے چھپا کر دوسب کے روزی۔

ان دونوں آیتوں کے ملائے سے ثابت ہو کہ ادب و کرام کو اللہ تعالیٰ کی
نعمتیں عطا ہوتی ہیں وہ نعمتیں ان کے تقسیم کرتے ہیں تو چاہا وہیہ سرم کو
وہ یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ وہ نعمتیں تقسیم کر لے ہیں تو پھر نبی کریم علیہ
نہیں یا مثال ہوگی یا عدم تو نعمتیں تقسیم کرتے ہیں ورنہ ان کے تقسیم معاد اللہ

نہیں ایم علیہ السلام کے حق رکھ ہونے پر ۱۳ ویں دیسل
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا تَقْضُوا لَهُمْ اِلَّا اَنْ اَعْلٰمُ اللّٰہِ وِرْسُوْنُہِ مِنْ فَضْلِہِ (سورہ توبہ پارہ ۷)

اور یہ سب کچھ سی کا بدستور کہ دوست متد کر دیا ان کو اللہ نے اور اس کے
پہنچا ہے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

نہیں ایم علیہ السلام کے مختار ہونے پر ۱۴ ویں دیسل:
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا تَقْضُوا لَدٰی اَلْعَمٰلِہِ لَہِ عَلٰیہِ وَالْعَمَلُ عَلٰیہِ

اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور تو نے

نوٹ

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم عطا فرمائے گئے ہیں۔

نبی کریم علیہ السلام کے محتکر کل ہونے پر ۱۵ ویں دلیل۔

رشد و پاری تعالیٰ ہے۔

رب انعم فی رجب من مہنگا لا یبغی لاحد من بعدی انک انت الوهاب
لست عوانہ الیوم لہجری بامرہ و رخصۃ حیث اصابت و لشیطن کل بناء
و غو ص و اخریں مفرین فی الاصلاد عطا و ان لامن او امسلک بغیر
حساب (سورہ ص پارہ ۲۳)

ترجمہ

دعا مانگی یہاں علیہ السلام نے کہ سے میرے رب معافی کر مجھ کو اور بخش
مجھ کو وہ ہادشاں کہ مناسب نہ ہو کسی کے میرے پیچھے ہے شک تو ہے صہ کچھ بخشے
اور پھر ہم نے مانع کر دیا ہو و چلتی تھی اس سے ختم سے جہاں دو بکچنا چاہتا و مانع
رہے شیطان سارے عمارتیں بنانے وے و رگوں لگانے و اسے در بہت سے
اور عوام جہاں ہوتے ہیں بیڑیوں میں یہ ہے بخشش ہماری بہ تو حسان کر پارکھ
چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

ابو ہد کے شیخ الامام شہیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے
ہیں۔ یعنی کسی کو بخشش دینا نہ دو تم مختار ہو اور اس قدر ہے حساب دینا اور حساب کتاب
کا موازنہ بھی نہیں رکھا درمہرانی کی اتنی دنیا اختیار کر دیا۔

(تفسیر عثمانی صفحہ ۸۲)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ابو ہد یوں کے حکیم، امت اشرفی تھانوی
لکھتے ہیں۔ یہ ہمارا عطیہ ہے خواہ کسی کو دینا نہ دو تم سے کوئی دار و گیر نہیں یعنی جتنا
ہم نے تم کو دیا ہے اس میں کچھ حارث نہیں بنایا جیسا دوسرے ملوک فرما لیں
ملک کے مالک نہیں ہوتے تاہم ہوتے ہیں بلکہ تم کو مالک بنادیا۔

(بیان القرآن جلد ۲ ص ۸۸۹)

نوٹ

مومن سرفراز صاحب اپنی کتاب عہدات افکار میں لکھتے ہیں کہ ابی
ہد اسد نے یہ آیت کو رشاد دیا کہ تھانوی صاحب کی کتاب میں
اس آیت کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ جواب ہے تو پھر سرفراز صاحب کی
کتاب میں لکھا ہے کہ یہ جواب ہے تو پھر سرفراز صاحب کی کتاب میں لکھتے
ہیں کہ اس صاحب نے یہی نسخہ ہم مستعمل کرتے ہیں اور اسے
وہابی پیاروں کا علاج کرتے ہیں تو تھانوی صاحب کا یہ ایسا ہی نسخہ
ہے کہ اس ایسا ہی نسخہ کے درجے نہیں دیکھ سکتے
دست کے انکار و رد و حافی پاری کا علاج کیوں نہیں کیا جاتا میں
میں ہوں سے مراد وہ نسخے تو ہیں جو ہشتی رپور سے ۲۰ میں ہیں

انتہا

آیت میں اگرچہ یہاں علیہ السلام کے تصرف کا ثبوت ہے لیکن جو

تصرفات کے منکر ہیں وہ سیمین علیہ السلام کے تصرفات کے بھی منکر ہیں ورنہ نبی کریم علیہ السلام کے تصرفات کے بھی منکر ہیں یعنی قائل بالخصص کوئی نہیں جو منکر ہیں وہ نبی علیہ السلام کے بھی قائل نہیں اور سیمین علیہ السلام کے تصرفات کے بھی قائل ہیں اور جو قائل ہیں آہ سیمین علیہ السلام کیسے بھی اور نبی علیہ السلام جیسے بھی قائل ہیں جب سیمین علیہ السلام کا متصرف ہونا آیت سے قطعی ثابت ہو گیا تو نبی علیہ السلام کیسے بھی ثابت ہو جائے گا۔

اگر مرد و صاحب یہ تھا، فرما دیا کہ دیوے۔ مگر اللہ تعالیٰ نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اور نبی کریم علیہ السلام کو عطا نہیں فرماتا تو ان پر یہ مثال چلی آئے کہ فرمیں المطر و قحط الحیراب۔ تو ایک ہستی کیسے دے گا نیکار کیا در بے شمار ایسے کر م کیسے دے گا، ازم تھا تو ہم سرفراز صاحب سے بھی گزرتی کریں گے کہ جس راستے پر وہ چل رہے ہیں وہ ہدایت کا راستہ نہیں ہے بہتر یہی ہے کہ تو بہ کر کے سنی ہو جائیں۔

ترجمہ کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا
تو کہ تو ہی روں پہ تہ تاب ست

دلیل نمبر ۹:

اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
ایسی وحدت امروۃ لعلکم و اولیت من یکن شیئ (سورہ النمل پارہ ۹)

ترجمہ

میں نے اپنی وحدت کو حوں پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز میں ہے۔

(ترجمہ محمود حسن)

۱۰ استدلال

جو حد بلقیس جیسی کا وہ کہ تانا ملک و سرسارہ، مان عطا فرما سکتا ہے وہ ایسے
ہے مان اسلام کو بھی یہ و آخرت کی بادشاہ عطا فرما سکتا ہے۔ نیز یہ بات بھی
ہے کہ اگر سے۔ حسب اللہ تعالیٰ کے ملک یا نبی بادشاہی بلقیس کو عطا فرمائی تھی تو کیا
نبی کا قبضہ اس ملک پر ختم ہو گیا تھا؟

اگر اللہ تعالیٰ بلقیس کو ملک عطا فرما دے تو اللہ تعالیٰ کا اس ملک پر اقتدار ختم
نہیں آتا تو اگر اپنے حبیب علیہ السلام کو عطا فرما دے تو پھر بھی اس کا قبضہ ختم نہیں

۱۱ نمبر ۱۰

ارشاد ہدایتی تعالیٰ ہے۔

و لعلی الدی حاج ابراہیم فی ربہ ن اللہ الملک (سورہ بقرہ پارہ ۳)

یہ کہ نبی تعالیٰ نے اس شخص کو جس سے جھگڑا یہاں سے اس کے ہاتھ
سے لے لی تھی اللہ تعالیٰ سے اس کی سلطنت۔

۱۲ استدلال

اب اللہ تعالیٰ مرود جیسے دافر کو ملک عطا فرما سکتا ہے تو ایسے محبوب مرید علیہ
اس کا کیا کتنا کرم ہوگا۔

دوستانہ رکھی کئی محروم

تو کہ بادشاہان نظر رہی

دیس نمبر ۱۱:

ارشاد ہادی تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا كُفْرَهُمْ وَمَنَاسِقَهُمْ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
وَرِيسَةً (سورہ توبہ پ ۱۰۰)

ترجمہ۔

اور کیا چھ ہوتا مگر وہ راضی ہو جاتے اس پر جو دین ان کو اللہ نے اور اس
کے رسول نے دے سکتے کافی ہے ہم کو اللہ دے گا پے فضل سے اور اس کے رسول۔
ترجمہ محمد اسحاق

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے رب بندوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی
لکھتے ہیں بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ حد نبی کے ہاتھ سے دئے اس پر آدمی
راضی قانع ہو اور جو کچھ ہری اور باطنی دوست خدا اور اس کے رسول کی سرکار سے
ملے گی پر مسرور اور مطمئن ہو۔

وجہ استدلال

مگر نبی کریم علیہ السلام کا اپنی مقام و مرتبہ ہوتا جو مولوی سر فرید صاحب
پاک کتاب زاد ہدایت میں پیش کر رہے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نبی کریم علیہ السلام کی یہ
شان بیاں فرماتا اور سر فرید صاحب کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب اس
آیت کی یہ تفسیر کرتے۔

دیس نمبر ۲

شہداء میں سے

وہادی فرعون فی قومہ قال یقوم ایس لی مثلک مصر

(سورہ خرف پارہ ۲۵)

ترجمہ۔

اور پکارا فرعون پتی قوم میں اور کہا سے میری قوم کیا نہیں ہے میرے ہاتھ میں

مصر

وجہ استدلال

جو حد فرعون جیسے کافر و ملک و سلطنت عطا فرما سکتا وہ ہے نبی کریم ﷺ کو
جس نے جب ان کی ہادسی عطا فرما سکتا ہے نیز اس آیت سے نبی پاک ﷺ کا مقصد
وہاں طور ولایت کے ثابت ہو جانے کا۔ کیونکہ جب نبی علیہ سلام مقصد ہیں
اللہ تعالیٰ سے یہ کمال عطا فرمائے ہیں۔ تو نبی کریم علیہ السلام تو ان سے
میں تو اس کے سے بدرجہ ادنیٰ یہ کمال ثابت ہو جائیں گے۔ نیز نام ربی
ہے آیت کریمہ و مَنَاسِقَهُمْ اَللّٰہِی لَہٗ فَبَہِہٖہٗم اَقْنَدُہٗی تَکْفِیْرَہٗ
فرماتے ہیں کہ تمام نبیاء علیہم السلام میں جو خوبیاں اور کمالات تھے۔ نبی کریم
ﷺ اللہ تعالیٰ نے تمام عطا فرما دیئے ہیں۔

حسن یوسف دم بخشی پر بیضاوری

نچے حوٹاں ہمہ دارند تو تہاوری

وہاں ایو بند لکھتے ہیں۔

نبیاء کے بارے میں اس کچھ میں ہیں

تیرے کمال کی میں نہیں مگر دوجا

اور سر فرید صاحب کے ستار محترم شیخ الاسلام شہاب ثاقب میں لکھتے ہیں کہ

ہی کریم علیہ السلام ہر کمال کے ساتھ اور عظیم متصف ہیں اور باقی جس کو کمال اور خوبی ملتی ہے اور جودست ملتی ہے وہ نبی کریم علیہ السلام کے طفیل ملتی ہے تو اگر دیوبندی وہابی سیماں علیہ السلام کیلئے تو اختیار مانیں اور نبی کریم علیہ السلام کیسے نکار رہیں تو بقول ان کے شیخ و امام کے اگر یہ کہ جو طفیلی ہوں وہ تو متصرف فی کائنات ہوں لیکن جس کے طفیل انکو یہ مقام حاصل ہو ہا وہ ان کو اس سے محروم ہوں یہی صورت میں رہا یہ شعر مستطبق ہو جائے گا۔

درت پر میرے قاک کی عنایت رہی

عہد پورے چھوڑے گا بھی حساب کیا

یاد وہ ان شعر کے مصدق بن جائیں گے۔

میرے وہ تو عمر بھر رہے فیض و جود ہی سرور

رہے تھے کھانے کی سترجی سے دل میں کس سے بھر رہے

ہیز اس مرکی وضاحت کیلئے کہ نبی کریم علیہ السلام کو بھی جوں و در شیطانوں

پر تصرف حاصل تھا ہم ایک حدیث پاک پیش کر رہے ہیں۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز و افرا رہے تھے

شیطان میں آیا اور نبی کریم علیہ السلام نے نماز میں جھل نکاد اور ہرے کی کوشش کی اور

محسوس روایت میں یہ بھی ہے کہ ان نے اپنے ہاتھ میں ایک لکڑہ ٹھایا ہو تھا تاکہ

نبی کریم علیہ السلام سے چہرہ اقدس پر معاذ اللہ چھینکے تو نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں

کہ میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد شریف کے ستون کے

ساتھ ہاندھ دوں تاکہ ہڈی کے بچے اس کے ساتھ کھینچیں پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان

علیہ السلام کی دغا یا آئی اور میں نے اس کو چھوڑ دیا اور ایک روایت جو صحیح بن جہاں

کی ہے ان میں یہ لفظ بھی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو

ان سے پکڑ لیا ہاں ہر کوشش کی وہ ان کی رہاں کی میں سے اپنے ہاتھوں پر
ان کی حضرت شیخ خلیف شاہ عہد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح
نے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو تمام جوں و در ساتوں پر تصرف
میل تھا نبی کریم علیہ السلام نے ان کے ان کو چھوڑ دیا تاکہ سلیمان علیہ السلام
ان کا دھرم کی طور پر خلاف ارادہ آئے ورشہ نبی کریم علیہ السلام کی قدرت اور
تہا سلیمان علیہ السلام سے زیادہ تھا۔ (اشعۃ المنجات جلد اول)

نوٹ

موسوی سرگرم صاحب نے اپنی کتاب راہ ہدایت میں اور تمام میراں میں

شیخ عہد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب مدارج النبوة کا حوالہ پیش کیا ہے

کہ ان میں علیہ السلام سے ارادہ کو عمل نہیں ہوتا اس عبارت کا صحیح

صاحب مٹھلے اور ق میں بیان کر رہے ہیں۔ فی ان گزشتہ یہ ہے کہ اگر سرگرم

صاحب نے یہ حضرت عہد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت یا روایات سے

لیتی تھیں تو یہ بھی حضرت کی عبارت ہی ہے یہ کہوں قائل جوں نہیں ہے

ان سے اپنے فائدہ مطلب کی تکمیل ہوتی ہو اس کو بڑے طعنے لگنے سے پیش

ان عبارت کے قائل کی بیسیوں دوسری عبارت کو نظر انداز کر دینا تو کسی

ان سے زیادہ سرگرم صاحب کے ان رویے کے بارے میں ایک ہی جگہ ملتا ہے

دفعۃ صبری

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر ۱۵ ویں دلیل۔

ان کی بات حق ہے۔

ما عطیعت لکون

ترجمہ

ہے کہ ہم نے کی تھو کو کٹر۔ (ترجمہ محو۔ احسن)
حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو صبر امت ہیں جن کو نبی
کریم علیہ السلام نے دعا دی تھی۔

اللہم صلہ النبیین ولفہ فیہم (بخاری شریف)

ترجمہ

اے اللہ! ان کو قرآن کی تفسیر کا ماہر بنا اور دین کی سمجھ عطا فرما۔

وہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں الکوتر هو المصیر لکثیر
کنہ یہی معنی حنائ کے عقائد کے مام ابو منصور مابڑی کے پٹی تفسیر میں بیان
فرمایا ہے۔ اس طرح مام راری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ
علیہ علامہ قاضی ثناء اللہ پالی پٹی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ آذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن حوری رحمۃ اللہ
علیہ اور علامہ علاء الدین خوارزمی اور علامہ قرطبی اور علامہ اسماعیل حقی رحمۃ
اللہ علیہ نے پٹی تفسیر میں یہاں فرمایا اور اب اس مقام پر مام فرار صاحب سے شیخ
الاسلام شیخ احمد عثمانی کا حوالہ پیش کر رہے ہیں وہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کوثر
کے معنی حیرت کے ہیں جسکی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری یہاں اس سے کیا چیز مراد
ہے بحر الحید میں اس کے متعلق چھبیس اقوال کر کے ہیں۔ اخیر میں اس کو ترجیح
دی ہے اس لفظ کے تحت میں برہم کی دینی ریتیں وحسی معنوں معنیں داخل
میں اسی مضمون کی عبارت تفسیر جمل اور صوفی کے اندر بھی موجود ہے یہ حضرت
عبداللہ بن عباس کی تفسیر جو ہم نے پہلے بخاری شریف کے حوالہ سے بیان کی ہے کہ

اس سے رشا فرمایا ہو الخیر المکثیر کنہ وراہم حاکم مستدرک میں فرماتے
ہے کہ اس کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے علامہ ڈھکی نے بھی مستدرک
کا یہ ٹکس یہی ہمت لٹا فرمائی۔

یہ بدیوں کے حکیم راست شرعی تھانوی اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے
ہیں کہ ہر تفسیر معنی خیر کثیر کے ہیں اور اس حیرت میں وہ حوض بھی داخل ہے جو
اس سے مشہور ہے صحاح میں بھی دانتوں تفسیریں اور ایک تفسیر کا دوسری تفسیر
اس میں ہونا چاہیے۔ (بیان القرآن ص ۱۵۶)

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے ثابت ہو کہ نبی کریم علیہ السلام تھوک مہرب بھی مشکل تھا۔ جس کی تھوک مہرب مشکل تھا اور حاجت ادا کرنے میں یہ ہنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و غلام نہیں کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

نوٹ

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو کہ غزوہ بدر میں علیہ السلام نے اس سے صاف ہونا ہے۔ بعد میں نبی کریم علیہ السلام بھی چوتھے سے اس کی تکفیر نہیں ہو جا میں اس سے تو حجاب نہیں آپ سے اس کی آنکھوں میں ڈالنا یہ امر حارق معذرت ہے کیونکہ عادیہ ہر مدے کی تھوک سے تو آنکھیں شیب میں ہو جاتیں کیا روبرو سب گرجن کی آنکھوں میں تھوک دیں دیکھی تکفیر نہیں ہو جا میں گی؟ ہمیں امید ہے کہ پیسے سے بھی خراب ہو جائیں گی جس طرح مسیہ کہ کا واقعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چوتھی دلیل

یہ صحابی غلبہ منی اللہ تعالیٰ علیہ کی چار ہواں تھیں وہ بڑی اعلیٰ قسم کی خوشو مستعد کرتی تھیں جس جو خوشبو حضرت عثمان سے بد سے آتی تھی وہ سب پر لو قیت کھنٹی تھی انہوں نے پوچھا کہ کیا وہ سے تیرے بدن سے آئے ان خوشبو ہم سب کی خوشبو پر ہوتی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک بار میرے ساتھ بدن پہنچا ہوا تھا میں تو میں حاضر ہو آپ ﷺ سے ملا ہوا کہ تمہیں تیار میں نہیں تیار کر آپ ﷺ کی ہوا گاہ میں بیٹھ گیا تو سرفرا علیہ السلام سے

اپنے ہاتھ پر غلبہ منی کر میرے جسم پر اس سے میری تکفیر بھی دور ہو گئی اور اس وجہ سے خوشبو بھی پیدا ہو گئی

عام طور پر اس حدیث کو مقیم اس میں نقل فرمایا ہے۔ امام سیوطی سے حصہ میں کہیں میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ چھٹی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے مولوی سرفراز صاحب صمدی اصل وچند رشتہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کو پچھلے وقت صحیح و در عظیم کی پرکھ میں تھی تو اس کو تھی۔

اس قدر

نبی کریم کے مختار کل ہونے پر پانچویں دلیل

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ حد میں طیر لگنے سے لکھ نکال گئی تو لکھ کا اید سے نبی کریم علیہ السلام کی ہوا گاہ میں حاضر ہوئے تو نبی کریم علیہ السلام سے آپ کی خوشبو تو اس لکھ کا ہوا سونے لکھ سے برہ گیا اور جب کبھی دوسری لکھ میں ہوا تھا تو اس لکھ میں نہیں ہوتا تھا۔

یہ حدیث عام پہنچی ہے اہل انبوہ میں اور امام بخاری نے اصل اسوہ میں عام اس جوڑوں سے اس حدیث میں نقل فرمایا ہے اس حدیث کی سند پانچویں قسم کی حرج منقول نہیں ہے یہ حدیث صحیح ہے

وجہ استدلال

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر ثابت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے چاہنے سے لوگوں کی مشکلات حل ہوتی ہیں اور جس کی بیماری ختم ہو چکی ہو اس کی بیماری بحال ہو جاتی ہے۔

نوٹ

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حجرہ نبی کریم علیہ السلام کے
 سے ہی صادر ہوتا ہے۔ چونکہ یہ نبی پاک علیہ السلام کا حجرہ تھا۔ چونکہ محدثین
 نے اس کو ہی پاک علیہ السلام کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کیا اور معجزہ و دلیل ہوتے
 دتے۔

ایک اہم نوٹ

دوسرے بعض خطا حضرت جب اس حدیث پاک کو بیان کرتے ہیں
 تو کہتے ہیں۔ چھوڑو۔ تاکہ وہ تعاد سے بنائی تھی وہ تھی حسین نہیں تھی اور جو آنکھ نبی کریم
 علیہ السلام سے عطا فرما دی ہے وہ زیادہ حسین ہے۔ حالانکہ نبی کریم علیہ السلام کا اللہ
 تعالیٰ سے ساتھ ناقابلِ ثابہ عطا ہے۔ چونکہ (۷۰) آنکھوں میں نور اللہ تعالیٰ کا ہی پیدا
 ہوتا ہے۔ پس اس صحت ہونا چاہیے۔ جو آنکھ ماں باپ کے واسطے سے ملی تھی اس کا
 نور تھی اور جو سرکار علیہ السلام کے ظہور کی اس کا نور زیادہ ہے۔

یہ اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ نبی کریم علیہ السلام وہ جو اپنی عظمت و شان
 سے بد تعاد کے تو عمد ہی ہیں صیبا کہ ہمارا الٰہی مہر، دیں دست اعلیٰ حضرت اہم
 احمد رضا صاحب دہلوی فرماتے ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تیری سب ہیں بری
 حیرتوں میں میرے شاہ کہ کیا یا ہوں تجھے
 نہیں صانع خستہ کن کہ پہ پہ
 حلقہ بندہ خلق کا آقا ہوں تجھے

تو جس طرح ہمارے خطاب یہ حدیث پیش کرتے ہیں اس پہ وہم و

دنا سے کہ نبی کریم علیہ السلام کی قدرت اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہے۔ بے سوچ
 الفاظ ستمنا کرنا چاہ رکھیں۔

نوٹ

دہلی حضرت کی اطلاع کینے عرض ہے کہ اس حدیث کو ان کے امام حافظ
 ابن کثیر نے اہد یہ والنہیہ کے اندر بھی نقل کیا ہے اور اس کے کسی راوی پر کوئی حرج
 نہیں کی۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چھٹی دلیل

ایک یہودی (یہودی) جو نبی پاک علیہ السلام کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا
 تو ایک صحابی حضرت عبداللہ ابن عقیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جا کے اس کو قتل کر دیا
 اس کو قتل کر کے پیر حیروں سے تر رہے تو اسے کی وجہ سے اس کو شدید چوٹ
 آئی اور ان کی پنڈی نوٹ گئی تو وہ اپنی پنڈی کو پگڑی کے ساتھ باندھ کر نبی کریم علیہ
 السلام کی پارگاہ میں حاضر ہوئے سرکار علیہ السلام نے ان کی پنڈی پر بے دست اقدس
 پھیر دیا وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دست قدس پھیرنے کے بعد مجھے یہ
 محسوس ہوتا تھا کہ گویا مجھے کبھی وہ دہا ہی نہیں ہے۔

(صحیح بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف)

وجہ استدلال

یہ حدیث پاک اس امر پر قطعی دلائل سے مدد نبی کریم علیہ السلام کو
 اسباب امور میں تصرف فرما سکتے ہیں اور آپ ﷺ سے چاہنے سے لوگوں کی
 مشکلات تسکین ہوئی ہیں اور اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ

اللہ کے اونٹ سے مختار کل ہیں اور اگر اس کا عقیدہ یہ ہوتا کہ نبی کریم علیہ السلام کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور نبی علیہ السلام معجزہ کے واسطے ہیں اس طرح ہیں اس طرح کاتب کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے تو ہر گز نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوتے بلکہ کسی طبیب سے پنا علاج کروا لے۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر ساتویں دلیل۔

حضرت زید بن ابی حنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صرب کا نشان حضرت سید بن کوح رضی اللہ عنہ کی ہڈی میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یہ کیسی صرب ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ صرب مجھے خیبر کے دن چنگی لوگوں نے کیا کہ اب سمرقند ہو جائے گا پس میں سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے تین مرحلہ پھونک ماری اب اس کے بعد سے آج تک مجھے درد نہیں ہوا (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ مسند امام احمد)

جب استدلال اس حدیث پاک میں ہر اس شخص کے لئے جس کی بصیرت اور بصارت کو اللہ تعالیٰ نے کافی نہیں کر دیا اور ہر اس انسان کیسے جو بعض رسالت میں نہ تھا نہیں ہو گیا اس مرکا و لڑبھوت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے دس سے مختار کل ہیں لہذا کوئی عقل داسٹ سے اندھا اور بد طبیعت انسان ہی کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو مختار کل ماننے کا شراب ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار کل ہونے پر آٹھویں دلیل۔

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ جب جاں آئے گا تو زمین پر

اس کی حکومت وگی یعنی زمین سے تمام جس جس نے قہقے میں اس کے اور جب چاہے گا کہ تو اس سے چاہے پر آسمان بارش سے گا اور زمین اس سے چاہے سے برہے گا کی تو اس کی خدمت میں پہنچی ہوگی اور آسمان پر بھی ہوگی وہ ایک شخص کو قتل کرنے کے بعد برہے بھی کر رہے گا۔

وجہ استدلال

جب اللہ تعالیٰ اس جیسے معجزات کو جسے خدایت سے لکھتے تو نبی کریم علیہ السلام جو سید انجمن ہیں اس سے خدایت کا کیا عام ہوگا خیرت کی بات ہے۔ اچان کیسے تو یہ وہ خدایت مانتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ اس کے چاہنے سے چاہے سور و قلع پر رہوں گے لیکن نبی پاک علیہ السلام کے واسطے میں اس کا عقیدہ یہ ہے کہ اس سے چاہے سے بچے نہیں ہوتا۔ کچھ میں نہیں آتا کہ اس وجہ سے واقعی عقیدت کیوں ہے؟

نوٹ

موسوی ہر فر صدر اس حدیث پاک کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام سے خدایت کو اچان سے خدایت پر قیاس کرنا نبی کریم علیہ السلام کی وہیں ہے حالہ موسوی سرلر زکا و داغ غریب ہے کیونکہ ایک تو وہ دعا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ اس امر کو پہنچ چکے ہیں کہ وہاں سنت سے استدلال کی سمجھ ہی نہیں آتی اہلسنت کا استدلال یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے اشیوں سے خدایت دے سکتا ہے تو اپنے خدایہ اور ذاتیں کو جسے خدایت کیوں نہیں دے سکتا کیونکہ اگر کسی غیر اللہ کو مختار کل ماننا شرک ہے تو پھر جاں بھی تو غیر اللہ ہی ہے مگر اس سے اندر ملے کہ ان ماننا شرک نہیں تو نبی کریم علیہ السلام کے خدایت ماننا کیسے شرک

بولتا ہے۔

شواہد اللہ کدرت دہوی شرک کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدت مخصوص کو اس کے غیر کیلئے ثابت کیا جائے تو مومن ہر فرزند صاحب بنائیں کہ کتاب سے ہاش کا نام لے کر ان میں سے حاجات کا گنا مردوں پر عہدہ نامزد کیا ہو دینا یہ سب مورد اللہ تعالیٰ کی صفت ہیں یا نہیں اور جان غیر اللہ سے بائیں بے رحم و صاحب وہ ہر مہیت میں چسک گئے گناہوں کو غیر اللہ دیتے ہیں تا پھر بھی شرک جتنے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے لئے رہے ہیں اور وہاں احد ماننے ہیں اس لحاظ سے پھر شرک ہو گئے

دگوں رنج و غم دست چاہیوں

برائے صحبت سنی و فرقت سنی

میں۔ گو یہ ایسا نہیں کہ

مصلحت ہیں وہاں گناہیں کہ

گر مفرر صاحب یہ رش و فراہمیں کہ وہاں کے عقیدت تو عہدانی ہیں اور شرک اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب عقیدت ذاتی مانے جائیں پھر اہل سنت کو شرک کیوں قرار دیتے ہیں ہم بھی تو عطا ہی مانے ہیں گناہوں کیلئے تو عقیدت عطا ماننا شرک نہیں تو نبی کریم علیہ السلام کیلئے عقیدت ماننا شرک کیسے ہو سکتا ہے۔

مفرر صاحب اپنی کتاب "اس کا رد" میں رقمطراز ہیں کہ بریدی کے ردیف ہر قسم کے حد سے اور بیوقوف کہتے ہیں کہ یہ لوگ عطا کی عقیدت کے ماننے میں حضرت کا اس دامن میں تھرو یہ ہے کہ یہ بات انتہائی پُر اور چوڑی سے کیونکہ کسی ملکہ کسی شرک نے بے معبود کو ذاتی عقیدہ مانا ہو سکتا ہے بلکہ یہ فرق مومن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بنیاد علیہ السلام کو تمام عقیدت سوا کچھ ہیں اب

حکمت یہ رش فراہمیں کہ اگر انبیاء و اولیاء ایسے عطا کی عقیدت مانے اور فرقہ منہ صمدی طرح مشرک ہے تو پھر وہاں کیلئے ماننے والا بھی مشرک ہونا چاہیے جب وہاں آپ کے دھرم میں حد کا شریک ہو سکتا ہے تو نبی کریم علیہ السلام نہیں ہو سکتے مگر تمہارے دس میں ہی پاک علیہ السلام سے ہمارے میں اتنی قدرت کیوں ہے؟

خامو محبوب کا حق تھا یہی عشق نہ ہدے عداوت کیلئے۔

(رے تجھ کو کھائے تپ مت تیرے دس میں اس سے بخار ہے)

موسوی مفرر صاحب اس حدیث پاک کا جواب دیتے ہوئے یہ گل نشان بھی فرماتے ہیں کہ جہاں جب ایک دوسرا بندے کو مانے گا تو پھر اس کو بددے کرے گا اور پھر ماریا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو عجز و ردے گا۔

تو مومن مفرر صاحب کے جواب کا حاصہ یہ ہے کہ اگر وہاں عقیدہ ہوتا تو پھر اس کیوں ہوتا۔ اس بارے میں رش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس کو عجز کرنا اپنی اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے اس سے پاؤں اٹھتا تھا کیونکہ عجز کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی قدرت مہاشہ ہو سکے مگر قدرت دی ہی نہ تھی ہونو پھر اس کے موثر اور غیر موثر ہونے کا تو اس ہی نہیں پیدا ہوتا اگر اس کو زندہ کو ماننے کی اور مرے ہوئے کو زندہ کرنے کی قدرت دی ہی نہیں گئی تھی تو پھر اس کو اس کام سے عجز ماننے کا یا مضطرب ہے ہر مفرر صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عجز کیلئے ہی چھنے کی چیز دی ہے قدرت دی ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اس قدرت کو عطا کرے کے بعد اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ہمیں چھنے پھرے ورد کیلئے پڑے سے روکے سے یہاں یہ یہ مفرر صاحب سے نہیں پڑیگی۔

وما تشاؤون الا ان يشاء الله ربنا العظیم

نیز مفرر صاحب نے بخاری شریف کے اندر حضرت سارہ والے واقعہ کے

میر خاتم بادشاہ کے ہاتھ بار بار پاشل پہنچتا تھا ملاحظہ نہیں کیا اور جنگ بدر کے بعد مسلمانوں کا کافروں کو دو بڑے خطرے اور کافروں کا مسئلہ ان کو تیس سو تیرہ سے بھی کم نظر آتا تھا قرآن مجید میں نہیں دیکھا۔

کما قال الله تعالى يرؤهم من حيث هم رأي العين

ترجمہ: کافر مسلمانوں کو اپنے آپ سے دو گنا دیکھتے تھے اور مسلمان کافروں کو اپنے آپ سے کم دیکھتے تھے۔

كما قال الله تعالى يَتَذَكَّرُ فِي عَمَلِكُمْ

عقلانی اختیار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہو عقلی اختیار موثر نہیں ہوتا یہ ہم ایک چیز کا رد کرتے ہیں اور وہ کام ہے جس سے اندر بھی ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہیں ہوتی تو وہ کام وقوع پذیر نہیں ہو پاتا۔ عقلی اختیار کی چیز و موضوع پذیر کرے گا سبب تو ہے لیکن عصبیت نامہ نہیں ہے جس طرح سنگ جڑے کا سبب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی۔ ہو تو نہیں جڑ سکتی۔

حس طرح : ہم صلیہ : سلام کو بھرتی ہوئی آگ میں دھکی تو اللہ تعالیٰ کے فرما : پانا کوئی بد کے تحت : تلک ٹھنڈی ہو گئی۔

مولوی سرفراز صاحب سے یہی گز رہا ہے کہ

لَا تُفْهِمُ وَلَا تُبَيِّنُ وَلَا تُكَيِّنُ مِنَ الْفَصِيحِينَ

نبی کریم علیہ السلام کے محقر کل ہونے پر نویں دلیل۔

شفاء شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنگ بدر میں لڑ رہے تھے تو بنو کاہلہ ہاتھ مبارک کٹ گیا لیکن ایک معمولی سا حصہ

نہیے سے بچ گیا، وقتاً بہ وقت کہ رُئی میں رکھا دیا جوتھا تو اسہوں سے اس کو اپنے پاؤں سے پیچے رکھ کر جسم سے سینکھ دیا تاکہ کھانکے ساتھ قتل کرے میں وہ رکاوٹ باقی نہ رہے پھر سرکار علیہ السلام نے اپنے صاحبِ قدس سے کہ کو جوڑ دیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

ہجرت شہدوں

اگر حدیث پاک سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا معاذ
قدس بھی مشکل شدہ اور حاجت روا ہے جس ہستی پاک ﷺ کا معاذ وہن مشکل شدہ
اور حاجت روا ہوا وہی است قدس کے مشکل شدہ اور حاجت روا ہوے میں کیا
شک ہو سکتا ہے وہابی حضرت کہتے ہیں کہ حضرت میں نبیاء علیہم السلام کا قصد اور
رہ نہیں ہوتا تو اس سے متفحص یہ ہے کہ حسب نبی کریم ﷺ نے پنا معاذ قدس
کا کر اس سے ہاتھ دو۔ ست کر دیا تھا تو کیا نبی کریم علیہ السلام چاہتے نہیں تھے کہ اس
کا ہاتھ دست ہو جائے کوئی عقل کا ٹکڑا اور بے بصیرت آدمی اس سے کہتا ہے کہ نبی
کریم علیہ السلام کا ارادہ نہیں تھا درحقیقہ وہ کہنے کے ہی آپ سے اسے کہتے ہوں
ہاتھ دیا جب وہ وہابی حضرت دجس کو اس کے استدراج میں ہا اختیار سمجھتے ہیں
تو پھر نبی کریم علیہ السلام کو تعجب سے صواب سے میں ہا اختیار کیوں نہیں سمجھتے شاید وہی
نے اہل سنت مجددین و ملت مومنا احمد رضا جان فاضل ہدیوں رحمۃ اللہ علیہ
نے رتبہ فرمایا۔

حبیب پورا کا عمر بھر کے شیخ و خود ہی سر

مے تجھ کو کھائے تب ستر تیرے دل میں کس سے ہمارے

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر دسویں دلیل

حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما رضادہائی میں کہ نبی کریم علیہ السلام کا ایک جہد مبارک تھا جو کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پاس تھا جب اس کا بھابھ ہو گیا تو اسے میں نے حاصل کر لیا ہم سب جہد مبارک کو دیکھ کر پانی مریضوں کو پیتے ہیں اور شفاء حاصل کرتے ہیں۔ (مسلم شریف جلد ۱)

وجہ استدلال

جب نبی کریم علیہ السلام سے جہد قدس سے کس ہونے والے جہد مبارک کا یہ مقدم ہے کہ اس کا عسکر مریضوں کے لیے شفاء بخش دے تو پھر نبی کریم علیہ السلام کا یہ مقدم ہوگا جس کے بعد قدس سے کس ہونے کی وجہ سے وہ حتیٰ یہ کات کا حامل ہے تو پھر نبی کریم علیہ السلام کی شان کا کیا انداز لگایا جاسکتا ہے و آپ کے مشکل مشاورہ بہت ہوتے ہیں یہ شک ہو سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متصرف ہونے پر گیارہویں دلیل

حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حضور علیہ السلام کے چند موئے مبارک تھے جن کو انہوں نے چوہی کی رگوں میں رکھا ہوا تھا جب کسی کو نظر بد لگ جاتی یا کوئی اور مصیبت پہنچتی تو وہ پانی کا ٹکڑا حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس بھیجتا آپ سر کا علیہ السلام کے موئے مبارک کو پانی میں ڈبو دیتے تو اس سے بعد وہ بیمار آدمی اس پانی کو پیتا اور شفاء پاب ہو جاتے یہ حدیث پاک بخاری شریف میں ہے۔

(بخاری شریف)

وجہ استدلال

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر قدس سے جدا ہونے والے موئے مبارک یہ شام وچوہی رکھتے ہیں کہ ال کی وجہ سے مریض شفاء پاب ہو جاتے ہیں تو نبی کریم علیہ السلام کی شان ہوتی ہوگی۔

نوٹ

دہائی سترم حدیث مبارکہ سے جو اس میں تفسیر ہے اس کے پہلے تو معجزات میں حدیث سے استدلال جاری رکھیں۔

تو اس سے جو آپ میں گمراہی ہے کہ قرآن مجید کی آیات بھی تو معجزہ ہیں یہ بھی پیش نہیں کرتی چاہیں۔ ہر جو چیز شرک ہے وہ بطور معجزہ ہوتی پھر بھی شرک ہے یا ان آدمیوں کو کہ حدیث کا دعویٰ شرک ہے نہیں بطور معجزہ حدیث کا دعویٰ شرک نہیں؟

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر بارہویں دلیل

بخاری شریف کے اندر حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام سے شام فرمایا۔

انہی اعطیتم معاف ترحم الخرائن الارض

ترجمہ

مجھے زمین کے تمام مخرموں کی چاہیں عطا کر دی گئی ہیں

یہ حدیث مبارکہ ہمارے دعویٰ پر قطعی الدائم ہے کہ نبی کریم علیہ السلام مختار

کل میں

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے کی تیرھویں دلیل۔

یہ ن شریف کے اندر حدیث پاک ہے کہ نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے

ہیں۔

بسم الله باسم اوبیت بمقام بیح حر نس الارض لم یصعب فی یدی

ترجمہ

میں سویا ہوا تھا کہ تمام زمین کی چابکوں میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔

حضرت علامہ رحمہ اللہ اور حضرت علامہ قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ شاہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام تمام دنیا کے خدووں کے مالک ہیں اور حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ زمین و آسمان اور تمام ملک و مملکت میں حاکم ہیں۔

نوٹ:

مواہبی سررہ صدر سے اپنی کتاب ۱۰۰ حدیث میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ معمرہ سے بدرنیا کے قصد و غل نہیں ہوتا۔

مواہبی سررہ صاحب صدر نے حضرت شیخ صاحب کایہ حوالہ بڑے مطلق سے پیش کیا ہے یہ حضرت شیخ کی اس عبارت پر بھی غور فرمائیں کہ جو ہم سے پیش کی ہے۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر چودھویں دلیل

نبی کریم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

اوتیت بمقامیہ لدب علی فرس ابلی

ترجمہ

تمام دنیا کے غزلوں کی چابکوں میرے پاس ایک ہتھکھوڑے پر رکھی گئیں۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک کے اندر بھی ہر اس شخص کیلئے جس کی بصارت پر انہیں سے بغض رسالت کی پٹی نہ پاندھ دی ہو وہ جس کی بصیرت ماؤف نہ ہو چکی ہو اس امر کا افسوس ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے ذریعے مختار کل ہیں۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر پندرھویں دلیل

خاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

واعلموا انما الارض لله ورسوله

ترجمہ

جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

بحاری شریف کے اندر حدیث پاک جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آپ سر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے پانی کی جوگی تو نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تلاش کرو جس کے پاس بھی کوئی پانی ہو لو

کے کھانا کھانے والے ہیں۔ چنانچہ لوگ آپس برتن کے آگے جس میں وہ ساری پانی تھی یہی مریم علیہ السلام نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈال اور فرمایا کہ اس کا پانی اور حدیثی رستہ حاصل رہا۔ حضرت بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی نکلنے کی طرح پھوٹ رہا ہے۔

اسی لئے امام اہل سنت محمد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی فرماتے

تہ۔

انگوٹوں میں ٹیڑھیں پر فوٹے ہیں جیسے جھومر کی

نہریں پنجاب رحمت کی ہیں جاری و ساری ۱۱۵۵

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ عقیدہ رکھنا نہ رسول کے چاہے۔ کچھ نہیں ہوتا یا یہ کہتا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہے۔ یہ عقیدہ باطل ہے۔ یہ صحیح حدیث کی نکتہ یہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر سولویں دلیل

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام سے وضو پینے پانی طلب کیا جب رسالت تو مجھ سے فرمایا۔ گفتگو میں سے پانی کو تلاش میں سے تلاش کرنے کے بعد عرض کیا کہ قاعدہ بھر میں ایک قطرہ بھی پانی نہیں ہے۔ آپ ابھاری نبی کریم علیہ السلام سے نے پانی مشابہ میں پانی مخلوط کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا اس کے پاس جا کر دیکھو ہو سکتا ہے اس کی مشک میں پانی ہو جب ریختہ کیا تو اس میں معصوم پانی تھا یہی مریم علیہ السلام نے پانی کو ہاتھ مبارک پر کیا ورس پر چمچ پر صاف پیر میں کو پیے ہاتھ پر ملنے لگے اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اسی لئے پاس میں ہو جو پیر سے قافلے کو کافی ہو جائے وہ اس کو آگے لے گا۔ آپ نے خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ شیعہ و دہلی کو میرے ہاتھ پر ڈالو میں نے سم اللہ پر چمک کر پانی ہاتھوں پر سے اس میں ڈالتا تو میں نے دیکھا کہ پیسے آپ کی انگلیوں سے پانی نکلا پھر پیر سے نبی پھیل گیا۔

نوٹ

یہ حدیث پاک صحیح مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے ثابت ہو کہ نبی کریم علیہ السلام حب چاہیں پانی انہماں مبارک سے پانی کے چشمے جاری نہ سکتے ہیں

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر سترھویں دلیل

صحیح مسلم شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ گفتگو میں پانی نہیں تھا تو سرکارِ مدینہ اسلام نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے پاس معصوم پانی ہے تو ہم سے عرض کیا کہ مجھ تو ہے تو سرکارِ مدینہ اسلام نے خدمت میں ایک برتن پیش کیا تو اس میں معصوم پانی تھا آپ نے اپنی مبارک انگلیوں برتن کے اوپر پھیریں تو آپ کی مقدس انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے بھی ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو انتہائی بدترین

کے ہاتھ کہتے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک اعتقاد نہیں اور اس
ملت کے اس عقیدہ کی پرور تائید ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ نے ذات سے
مختار کل ہیں۔ یہ حدیث پاک موسیٰ سرفراہ نے بھی کی بار بار چھائی ہوئی لیکن
ہاتھ اکی ہے۔

فانها لانعمی لابلصار ونکن تعمی لعلوب لنی فی صدور
یہ روش رہائی ہے

فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضاً

نبی محترم ﷺ کے مختار کل ہونے پر اٹھارویں دلیل:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک
مرتبہ سرکار علیہ السلام کے ساتھ حرم میں تھا کہ عصر کی مار کا وقت آگیا۔ آپ ﷺ کے
سامنے ایک برتن میں معمون ساپاں پیش کیا گیا۔ آپ سے اس میں پتی متبرک لگیں۔
پھیلا دیں اس کے بعد فرمایا کہ آدھو کے پانی کی طرف اور اللہ کی طرف سے مارل
ہوئے وان برکت کی طرف۔

میں نے دیکھا کہ پانی پھوٹ پھوٹ کر آپ کی انگلیوں سے نکلنے لگا حتیٰ کہ
تمام صحنہ نے وضو بھی کر لیا اور پانی بھی سیرا اس وقت صحنہ پر کمر کی تعداد چودہ ہوئی۔

نوٹ

یہ حدیث پاک مسم شریف کے اندر موجود ہے اور یہ حدیث پاک مسند امام
احمد کے اندر بھی موجود ہے۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام متصرف فی
لکھناٹ ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار کل ہونے پر
انیسویں دلیل:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ایک اور حدیث پاک مروی ہے کہ
صبح حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ پاؤں نہ مل سکا اور اس وقت پراس گئی نبی کریم ﷺ کے سامنے
چڑے کا تھوہہ تھا آپ سے اس سے پاؤں لے کر وضو فرمایا لوگ پانی کچھ نہ لائے
کی صورت میں اس طرف لپکے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول
اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ وضو کیلئے پانی ہے اور نہ ہی پیے کیلئے سس پانی ہے نہ آپ کے
پاک ہے۔

نبی کریم علیہ السلام سے تھیلے میں یہ ہاتھ مبارک ڈالو پانی حوض یا
اور حوض کو بھی چاہیہ اور وضو بھی کیا اور لوگوں نے بھی اس سے وضو کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم اس وقت کتنے تھے تو آپ
نے فرمایا ہم چودہ سو تھے مگر ہم ایک کھجور کے تو پاؤں ہمارے سے کافی تھا۔ یہ
حدیث پاک بخاری شریف مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام
ما فوقیہ اسباب مورد متصرف ہیں اور آپ اپنی شان و کجاری سے قلیل پانی کو بھی

کہ آدمیوں کیسے سیر ہوں کا باعث بن سکتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر بیسویں دلیل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مقدمہ دارہ میں تھے مار کا وقت ہو گیا لوگوں کے پاس ہوں جب تھا تو نبی پاک علیہ السلام سے چارہ منگو یا جس میں بالکل معمول ہا پان تھا آپ نے اس میں چارہ تھ مار کا ذرا تو پانی آپ کی انگلیوں سے نکلے گا اس وقت صحابہ رحمہم اللہ تہیں سو تھی اور پان سب بیسے ہائی ہا یہ تو یہ حدیث پاک بھی صاف سے اس جوی پر صاف ہا ہا ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ سے آپ سے مختار کل ہیں وہ یہ عقیدہ رکھنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چہرہ کا مالک مختار نہیں ہا یہ کہنا کہ رسول کے چاہے سے معاد اللہ چھ نہیں ہوتا اس حدیث پاک کی رو سے سراسر باطل اور مردود ہے۔

نوٹ

یہ حدیث پاک مسلم شریف اور مستدرک امام اعظم میں موجود ہے۔

نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار کل ہونے پر اکیسویں دلیل

صحیح مسلم شریف میں حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک رات پان تم جو صبح کے وقت نبی پاک ﷺ سے پانی کا برتن منگو یا جس میں تھوہ سا پان تھا آپ نے اس سے خفقہ وضو فرمایا اور اس سے جو پان چا تھا اس سے متعلق فرمایا کہ اس کو محفوظ رکھا جائے جل اس سے ایک بڑا حجر اٹھ کر ہو گا۔

جب دن خوب چڑھا تو اور سورج کی گرمی سے ہر چیز جلنے لگی تو لوگوں نے

آپ نبی بارگاہ میں عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ہم تو پیاس سے مر گئے تو نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ تمہیں کچھ نہیں ہو گا اور تم کو پانی بدکت نہیں یہ فرمایا کہ آپ ﷺ سے وضو سے پان کا برتن منگو یا اور برتن کچھ اس پر دگ منڈ پڑے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ خلاق نہیں کہ وہ تم میں سے کون بھی پیاس نہیں رہے گا تم مارے سیر ہا ہوا دے مار کا علیہ السلام سے پانی منگو یا شروع کیا اور حضرت بوقتہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پانی نا شروع کر دیا یہاں تک کہ مار سے لوگ سیر ہا ہو گئے نبی کریم علیہ السلام اور حضرت بوقتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عداوت کوئی بھی یہ نہیں ہا جو پان ہا دینا ہا حضرت بوقتہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو دشمن فرما دیجئے نبی کریم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا پہلے تو پیاس ہوئے پان سے وال سب سے آخر میں پان پیتا ہے۔

نوٹ

حدیث پاک نے یہ لفظ جاب و ہایت پر تو کتب شہابی میں یہ نکتہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں کو پان سے وال سب سے آخر میں پیتا ہے۔

حادثہ نبی پاک ﷺ تو پان نبیل سے تھے اور حضرت ابوبکر و لوگوں کو پان سے تھے تب تک جو تک اصل ماتی نبی کریم ﷺ ہی تھے یہ نکتہ نبی کریم علیہ السلام سے متعلق وہ جب سے وہ خد و خلاق کی وجہ سے پان میں اتنا صاف ہو گیا کہ پورے شکر و کفایت کیا اس لیے نبی کریم علیہ السلام نے اپنے آپ کو ساقی (پانے والا) فرمایا

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے ہر اس شخص کیسے جو شرم و حیا کا کوئی ادا بھی نہ کرتا ہو

در غیرت یدنی کا کوئی شے بھی بھٹا ہو یہ بات بالکل واضح ہے کہ نبی ﷺ مختار کل ہیں اور اس حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ میں غور کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے نہ ہی کریم ﷺ عقودت کے صدور کرنے میں یا اختیار ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے رشتہ فرمایا کہ اس رشتہ کو مستطیع کر رکھو عنقریب اس سے ایک بڑا منجر و طائر ہوگا نیز سرکار علیہ السلام کا یہ ارشاد گرامی کہ تم سارے میرا یہ ہو جاؤ گے کوئی بھی یہ سہ نہیں رہے گا اس مرتبہ قطعی دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اپنی ذات قدس پر اتنا دھتور تھا کہ میں اس قبیل پالی کو چورب شکریہ کیسے پیاس بھانے کا سبب بنا سکتا ہوں مگر نبی کریم علیہ السلام کا یہی نظریہ ہوتا کہ میرے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو سرکار علیہ السلام کے مذکورہ بالا ارشادات درست نہ ہوتے۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر پانچ سو دلیل

بجاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب جنگ خندق کے موقع پر نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو کھانا تیار کیا ہے سرکار علیہ السلام خود تشریف لائیں اور چند آدمی اور ہوں تو نبی کریم علیہ السلام نے اطلاع فرمادیا۔

يا هاهل الخندق حي هلا بكم قد صنع لكم جابر مسور

ترجمہ۔

اے خندق والو، سارے آج تمہارے لئے جابر نے کھانا تیار کیا ہے

پھر نبی کریم ﷺ خود تشریف لے گئے اور ہنڈیا میں عذاب دکن ڈال اور فرمایا کہ: "ایسا پچھانے والی کو بد ڈھیر نبی کریم علیہ السلام سے ہے عذاب دکن کو آٹے میں ڈال تو نبی کریم علیہ السلام لے وہ کھانا جو چند آدمیوں کے لئے تیار کیا گیا تھا اس

سے خراہ دمیوں کو سیر فرمادیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اذا عصبیت کنجوز کما هو و لہ برعتا لفظ کما ہی

آٹے کے اندر بھی کوئی کی نہ آئی اور سامان کے اندر بھی کوئی کی نہ تھی۔

نوٹ۔

بجاری شریف میں حدیث پاک سے کہ جب کسی دعوت دی جائے تو مہمان مہربان کی جائزت کے بغیر کسی دوسرے کو ساتھ نہیں لے جاسکتا لیکن یہاں نبی کریم علیہ السلام کو جب عرض بھی کر دیا گیا کہ صرف آپ علاوہ ضرور ہوں اور آپ کے ساتھ صرف چند آدمی ہوں اس کے باوجود نبی علیہ السلام نے عام عدت کر دیا کہ اے خندق والو! تم تمام آج کا دن تمہارے لئے کھانا تیار کر دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کو اپنے آپ پہ عطا تھا کہ میں آنحضرت دمیوں کا کھانا ایک آدمی کو کھاسکتا ہوں تو وہاں حصرات کو چاہیے کہ اس حدیث پاک کا ہمارا مطالعہ کریں اور غور کریں کہ اگر ہم کسی کھانے میں تھوک دیں تو کیا اس کے اندر کسی طرح برکت پیدا ہو جائے گی؟ یا اس کا یہ اثر ظاہر ہوگا کہ جو پہلے کھانے کیسے تیار بیٹھے ہیں وہ بھی کھانے سے نکال کر دیں گے اور تھوکے دے کی دعا کی کیفیت سے ہمارے میں سوچ بچار میں مصروف ہو جائیں گے بلکہ تھوکے دے کی اس حرکت کی وجہ سے اس کے ساتھ کوئی نارو سلوک بھی کیا جاسکتا ہے ہلکہ وہاں حصرات کو چاہیے کہ نبی پاک ﷺ کو آپ پر قیاس نہ کیا کریں اور اس عقیدہ باطلہ پر اصرار نہ کیا کریں کہ نبی کریم علیہ السلام ہماری طرح مجبور اور بے اختیار ہیں بلکہ وہاں حصرات کو چاہیے کہ توبہ کے کسی ہو جائیں اور نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر

یہاں سے آئے تھے تاکہ قیامت کے دن ان کو پہچاننا پڑے
آج سے ان کی پہچان آج ہمارے ہاتھ سے
پھر یہاں سے قیامت میں آج ہمارے ہاتھ سے

نبی کریم ﷺ کے متصرف امور کلیہ ہونے پر تیسویں
دلیل

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
مذہبی عنہ کہی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کی طرف سے دو جنگ احد
میں شہید ہو گئے تھے ان کی شہادت کے بعد میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ
اگر آپ کہ چاہیں تو وہ قرضہ معاف کر دیں کہ میں نے ان کی شہادت کو
قبول کر کے ان کے لکارے میں سے ان کے لکارے میں سے ان کے لکارے میں سے
میرا کاروبار دوسری صفات قبول کر کے ان کے لکارے میں سے ان کے لکارے میں سے
اسلام سے مجھے حکم پڑا کہ تم کھجوریں جمع کرو اور ان کے لکارے میں سے ان کے لکارے میں سے
اس نے بعد نبی کریم علیہ السلام ایک ڈھیر پر جو جھوٹا ہوا ہے اور کسی سے سار
قرضہ و غرامہ دیا اور اس ڈھیر سے یہ کھجور بھی کم ہوئی۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے قطعی طور پر ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا کل ہیں اور
مخلوق خدا کی حاجت روائی پر قادر ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم
علیہ السلام اللہ کے ذمے سے جب چاہیں جو بھی چاہیں تصرف فرمائیں۔

انہیں احادیث کو دیکھتے ہوئے شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمارے ہاتھ سے قیامت آئے گی اور ہمارے ہاتھ سے قیامت آئے گی
خواہ ہمارے ہاتھ سے قیامت آئے گی اور ہمارے ہاتھ سے قیامت آئے گی

کہ تمام خزانے نبی کریم علیہ السلام نے قبضے میں ہیں آپ جس کو چاہیں جو چاہیں
ان کے اذن سے عطا فرمادیں۔

اس کے بعد شیخ علیہ الرحمۃ سے یہ شعر لکھا ہے۔

گر خیریت دیا دینی آرزو داری

بدرگاہش ہوا ہر چہی حوائی تھا

ترجمہ

اگر تو دیا و آخرت کی بھلائی کی آرزو رکھتا ہے تو نبی کریم علیہ السلام ہمارے ہاتھ سے
میں آرزو ہو چاہے تھا۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چوبیسویں دلیل

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں کھانا بھیجا
تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے عرض کیا کہ ہاں پوچھا کیا
کھانا ہے؟ یہ بھیجا ہے عرض کیا ہاں تو آپ سے یہ کھانا ہے چلو ہم بھی گئے
میں نبی کریم علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضرت ابو طلحہ کے گھر کی طرف چلے حضرت
ابو طلحہ نے ہم سے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام شریف ہیں ہے میں درمیان ہوں کہ
بھی آپ کے ساتھ ہیں وہاں سے پاس آتا کھانا نہیں کہ ہم سب کو کھانے کو اس پر
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ
نہ دیا ہی تھی مجھے سب سے کھانا میرا ہو کر کھانا دیا اور کھانے کے بعد کوئی کمی واقع۔

ہوتی۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی یہ بات ظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے ان سے ممتاز کل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چھبیسویں دلیل:

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے حضرت زینب بنت جحش [کے ساتھ شادی فرمائی تو شب رمان کے بعد حضرت ام سلمہ سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کچھ حلوہ دے کر نبی کریم علیہ السلام کی طرف بھیج دیں پاک ﷺ فرمایا جاؤ صحابہ صلو کہ جاؤ صحابہ صلو کی تعداد تیس تھی وہ سارے حاضر ہو گئے در حلوہ تناول فرما لے گئے حتی کہ مارے اس سے میر ہو گئے حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں پتا کہ کس وقت کھا گیا اس وقت زیادہ تھا یا کس وقت کھا گیا اس وقت رہا تھا۔

وجہ استدلال:

یہ حدیث پاک بھی اس امر پر روشن دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی شان عظمیٰ سے طعام کی نعمت کو کثرت میں تبدیل کر دیا جاتا۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چھبیسویں دلیل:

صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک جگہ تشریف فرما تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس آیت کریمہ کا مطلب پوچھا۔

وَيُطْعَمُونَ اِلٰى اَنْ يَمْسُوْا

تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اس آیت کا مطلب بتا دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے ان سے بھی اس آیت کریمہ کا مطلب دریافت فرمایا تو انہوں نے بھی اس آیت کریمہ کا مطلب بتا دیا پھر نبی کریم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے نبی کریم علیہ السلام سے بھی اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو نبی کریم علیہ السلام ان کے سوال پر مسکرائے اور ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور فرمایا جاؤ اور دودھ کا پیالہ اٹھا لاؤ جب وہ ٹھہرے تو فرمایا جاؤ صحابہ صلو کہ جاؤ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش نبی کریم دودھ کا یہ پیالہ مجھے ہی عطا فرما دیتے تاکہ میری بھوک اس کے ور پیتے سے ختم ہو جاتی لیکن نبی کریم ﷺ کے حکم کی وجہ سے ستر صحابہ کرم کو دیا۔ نبی کریم علیہ السلام نے ان سب کو وہ دودھ پلایا حتی کہ وہ سب سیر ہو گئے پھر حضرت ابوہریرہ کو ارشاد فرمایا کہ تم پیو انہوں نے خوش فرمایا پھر نبی کریم علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ در پیو چنانچہ انہوں نے مزید دودھ نوش فرمایا سرکار علیہ السلام نے پھر ارشاد فرمایا کہ در پیو تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تو میرے پیٹ میں مزید گنجائش ہی نہیں ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے ان کا چاہا ہو خود نوش فرمایا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے یہ بات مہر نیم روز کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اس سے متعارف موکلیہ ہیں۔

نوٹ:

اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ استاد کیسے شہر کا در شیخ کیسے مرید

کا تھوڑا پی پیٹے میں کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث پاک کی ترجمانی بریلی کے تاجدار نے یوں فرمائی۔

میں نے کہا کہ میں نے یہ سب سنا ہے۔

صاحبِ نواک علیہ السلام کے متصرف امورِ دنیا و عقبی ہونے کیلئے ستائیسویں ویل:

صحیح بخاری شریف کے اندر حدیث مفقودہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ایک مرتبہ صلوٰۃ پڑھائی تو نبی کریم علیہ السلام نہراٹھیں آگئے بڑھے پھر پیچھے بنے صلیبہ علیہم الرعوان سے پوچھے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم سے دیکھ آپ آگئے بڑھے اور پھر پیچھے بنے تو سرکارِ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس کے ایک گوشے پر پتھر عرشیں اس کو بے پیتھا تو تم قیامت تک اس کو کھاتے رہتے ہو وہ شخص نہ جنت نہ جہنم۔

وجہ اشتہار

۱۔ حدیث متبرہہ سے واضح ہو کہ نبی کریم علیہ السلام دست کے ہر دھڑی
بہرہ فرما سکتے ہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ حست کے مالک
ہیں۔ کیونکہ اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم حست کے مالک نہ ہوں تو آپ ایسے یہ
تصرف کرنا چاہی نہیں ہوگا اس حدیث مبارکہ سے نبی کریم علیہ السلام کے دست
قدرت کا کمال بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ یہاں (زلیں سے) ہاتھ
بوجھائیں مسرت آسوں سے پرے حنت میں ہاتھ پانچ جائے جہہ زمین سے پہلے

آسمان کی مسافت پانچ سو سال ہے اور مٹی کی مسافت ۱۰ لاکھ سال
سات آسمانوں کی پانچ سو سالہ مسافت اور پانچ سو سالہ مہمانی یہ کل سات سو سال
کی مسافت ہے تو ہی ^{۱۰ لاکھ سال} یہ چھپ چکیں تو میں پکھڑے ہوں سات سو سال کی
مسافت تک وہ رشتے میں تھک رہا ہوں۔

نوت

جامعہ رمدی شریف میں یہ جہیز پک و خود ہے کہ ہر آسمان کی مسامتہ
دوسرے آسمان تک پانچ سو ہے دوسرے آسمان کی موتوں بھی پانچ سو سال پر مشتمل
ہے

اسی سے تو ہم اہلسنت و مجتہدین و مشائخ و شہداء و محدثین و فاضل بریلی نے
کہا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

حالتِ کل میں آپ کو ہا لک کل بنا یا
رہنوں جب ہا لک آپ کے لکھنے و لکھنے رہیں

صاحبِ لوراک علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر اٹھ میسویں
دیں۔

صحیح مسلم شریف میں حدیث چمک ہے کہ جنگ بھوک کے موقع پر جب صحابہؓ رات کو تقریباً ایک لاکھ تھیں تو انہوں نے فاذ کی وجہ سے سچے سچے اونٹ دیا کہ انہوں نے وجہ رات کی کائنات ﷺ سے حاصل کر لی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنے منہ بھر کے پاس جو کچھ بھی کھانے کا سامان ہے آپ اس میں برکت کی دعا فرمائیں اور اونٹ دینے کا حکم جو آپ

سے ارشاد فرمایا ہے وہ منسوخ فرمادیں نبی کریم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس جو چہرے وہ حاضر خدمت روئے تو جس جس صاحب کرم کے پاس جو بھی چہرہ تھی انہوں نے وہ دربار مصطفیٰ ﷺ میں پیش کر دی حتیٰ کہ معمولی مقدور کچھ چیریں صحیح ہو گئیں اس کے بعد تاجدار کائنات ﷺ نے دعا فرمائی اور سب تلیں اشیاء میں یہی برکت ہوں کہ تمام لشکریوں کیلئے وہ چیریں کافی ہو گئیں۔

وجہ استدلال:

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام معجزہ کے صادر کرنے میں با عقیدہ رہی ہیں اور اس حدیث پاک سے اس عقیدہ باطلہ کا بھی رد ہو گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا اپنے بارے میں یہ عقیدہ ہوتا کہ میری چاہت سے کچھ نہیں ہو سکتا تو آپ حضرت عمر کو نوب دیتے کہ تمہیں دعا کیجئے گزارش نہیں کرنی چاہیے کیونکہ میرے چاہنے سے تو کچھ ہوتا ہی نہیں نہیں بچائے اس کے کہ نبی پاک ﷺ ان کو ٹوکنے آپ نے ان کی عرض کو شرف قبولیت بخشا دربار گاہ خدائی عام میں دست دعا درڑ کیے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشے ہوئے ان تھوڑی چیزوں میں لاکھ صحابہ کیجئے کفایت عطا فرمادی۔

نوٹ:

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمر کا یہ نظریہ نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ سے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا اگر ان کا یہ عقیدہ ہوتا تو وہ دربار رسالت مآب میں دعا کیجئے گزارش نہ فرماتے تو حضرت عمر وہ ہستی ہیں جو مہمبین میں سے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں نبی کریم علیہ السلام کا فرمان ویشان ہے۔

قد کان فی مابینکم من الامم محدثون فان یلت فی امتی احد فعمرو
(بخاری شریف)

ترجمہ:

پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن کی طرف اہم کام کیا جاتا تھا مگر میری امت میں کوئی اس صفت سے متصف ہے تو وہ عمر ابن خطاب ہے۔
جس طرح چامچ ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے۔

لو کان بعدی سی لکان عمر

ترجمہ:

مگر بالفرض میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے اور مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ
ان لحق یبطل عسی لسان عمر
کے بے شک اللہ تعالیٰ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔

ان تمام حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر کا یہ عقیدہ الہامی عقیدہ تھا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے الہام ہوا تھا کہ نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ کے متعلق یہ عقیدہ رہیں ایسی احادیث کی ترجمانی عن حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی زبان شعری میں فرمائی۔

وہ رہا جس کو سب کن کی کٹی کہیں

انکی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

تاجدار دو جہاں علیہ السلام کے کلی مختار ہونے پر اکتیسویں دلیل

مشکوٰۃ شریف، شرح السنۃ، وفاء المسند رک میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت مہاجر کے حرم میں تشریف لے گئے وہاں ایک عرکری لڑکی تھی۔ جو چنے پھرتے سے ماجر تھی لیکن کسی کی علیہ السلام نے اس سے اتنا دودھ نکالا کہ اس سے گھر سے سارے اتنا دودھ سے بھر گئے اس حدیث کو امام حاتم نے امام احمدی سے صحیح قرار دیا۔

وجہ استدلال

یہ حدیث پاک اس امر پر صریح دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو ان کا اختیار حاصل ہے کہ جس بکری میں دودھ کی صحت نہ ہو ان سے بھی دودھ حاصل دیتے ہیں بدلتوں کو پے کی عقیدہ باطلہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے جس عقیدہ کی رو سے وہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام عاجز اور بے اختیار ہیں ان کی جہات تو ان کی بہت سے اعلیٰ حضرت فاضل ربیوی فرماتے ہیں۔

کرے مصطفیٰ کی ہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جہاتیں

کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی رہے ہاں نہیں رہے ہاں نہیں

اسی طرح ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت عظیم و ہرکت فرماتے ہیں۔

وکر دے فضل کا نے نقص کا جو پا رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں میں مسترسوں اللہ

جہات دو عالم علیہ السلام کے متصرف فی العالمین ہونے کی تیسویں دلیل

صحیح بن حبان و مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے کہ حضرت عبداللہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ (جو اس وقت مسکن نہیں ہوئے تھے) کو حکام علیہ السلام نے فرمایا ایسی بکری سے دودھ جس کے ساتھ فرے جھنٹی لگی ہو وہ اسے نہ مارو یہ السلام نے اس بکری سے بھی دودھ حاصل کر لیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس معجزہ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

نبی کل عالم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر اکتیسویں دلیل

بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلق علیہ حدیث ہے کہ کفار نے نبی کریم علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ ﷺ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا تفسیر قرطبی اور فتح بہاری کے اندر یہ ضافہ بھی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو کیا تم اسلام لانا گے۔ لیکن انہوں نے وعدہ کرنے کے باوجود اور چاند کے ٹکڑے ہوئے دیکھنے کے باوجود اسلام قبول نہ کیا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنی انگلی کے اشارے سے زمین، آسمان، چاند کو روکت کر کے رکھ دیا تو اس سے نبی پاک ﷺ کا آسمانوں کے اندر بھی متصرف ہونا ثابت ہو گیا۔ تو اہل ملت کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام انہما کے اندر بھی متصرف ہیں اور زمین کے اندر بھی۔

نور مجسم شفیع معظم کے متصرف ہو نیکی بتیسویں دلیل

مشکوٰۃ شریف۔ مسند امام احمد۔ دارمی ورامسند رک کے اندر حدیث پاک

موجود ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں یہ عربی حاشہ ہو تو آپ ﷺ سے اس کو سلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں آپ کی بیعت پر آمین کہتا ہوں۔

نبی پاک علیہ السلام سے فرمایا وہ درخت جو اس طرف کھڑا ہے۔ سرکارِ علیہ السلام نے اس درخت کو بایا اور اس سے قبل اللہ کو ہی طلب کی تو اس درخت سے قبل مرتبہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم روضہ الرحیم ﷺ کی بیعت کی گواہی کی اور پھر اس درخت پر چڑھ گیا اور وہ عربی مسلمان ہو یا غلامہ رہی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اہم حاکم نے مستدرک میں اس کو صحیح قرار دیا ہے علامہ ڈبھی نے مجمع الزوائد میں فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے صراحت پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بات بات اجازت پر بھی حکمت عطا فرمائی ہے۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور قصیدہ قصیدہ پردہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

جاءت بدعو له لا شجر ساجدة

لہ شہی لہ عدی ساقی ہلا قدمہ

نوٹ۔

اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب میں لکھتا ہے کہ یہ قصیدہ مبارکہ الہام حدود کی سے لکھا گیا۔

تاجدار ہر دوسر کے متصرف ہونے پر تین تیسویں دلیل۔

جامع ترمذی کے بحر حدیث پاک ہے کہ ایک اعرابی نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا کہ میں کیسے پہچانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہیں تو نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر میں کھجور کے اس خوشے کو ہلاؤں تو کیا تو میری بیعت کی تصدیق کرے گا؟ اس نے کہا جی ہاں تو نبی کریم ﷺ سے کھجور کے خوشے کو بدیا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو پھر آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ واپس چل جا تو وہ واپس بھی چل گیا۔

اہم ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ ڈبھی نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ السلام بات بات پر بھی حاکم ہیں۔

حمد محتاج حدیث ﷺ کے مختار کل ہونے پر چونتیسویں دلیل۔

صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم روضہ الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

اللہ يعطى والى ان لاسم

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

حضرت مد علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ارشاد

ہمارے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو بھی تقدیر کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی تقسیم کرتے ہیں اور تمام نبی و انبیاء و ائمہ کی ریم علیہ السلام سے ہاتھوں سے نکلتی ہیں

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے سید دو عالم ﷺ کا کوئین کی نعمتوں کو پاٹنے والا ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اور اسی حدیث پاک کی ترجمانی بریلی کے تاجدار نے یوں فرمائی۔

معتیں ہشتا حس سست وہ دیشان گیا
ساتھ ہی ملشکی رحمت کا قلمدان گیا

رحمت دو عالم ﷺ کا اختیارات کلیہ کے حامل ہونے پر پیتیسویں دلیل

مسند ابویعلیٰ میں روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا مالک انماک در نبی کریم علیہ السلام اس بات مان کر خاموش رہے منع نہیں فرمایا۔ (مسند ابویعلیٰ جلد ۶)

نوٹ

مجمع الزوائد میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

وجہ استدلال

جب نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ آپ تمام لوگوں کے مالک ہیں تو نبی پاک علیہ السلام کا عقیدہ بھی یہی ہوا کہ آپ تمام لوگوں کے مالک

ہیں کیونکہ یہ بات خدا مولا کو نبی پاک علیہ السلام منع فرما دیئے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام اس بات سے ہوتے ہیں کہ وہ لوگوں کو غلط اعمال اور عقائد سے پرہیز کریں۔ مگر مولا ہی سرور صواب صفا کو لوگوں نے عقائد کی اصلاح کی فکر ہے اور وہ ہر وقت ہر نعم جو پیش اس میں کہ مثال رہتے ہیں تو پھر نبی کریم ﷺ جس لا للہ تعالیٰ سے مبعوث غلط عقائد کے خاتمے اور لوگوں کو شرک سے ہٹا کر سچا پاک موصد بنانے کیلئے فرمایا ہے تو ان کا لوگوں کے عقائد کی اصلاح کے بارے میں کیا حال ہوگا۔

شب اسری کے دوہا ﷺ کے مالک اختیارات کلیہ ہونے کی چوتھیں دلیل

صحیح مسلم شریف میں رکازا فرما دیشا ہے کہ حضرت ابی بن نعیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھا ایک آدمی آیا اس سے ایک قرأت کے ساتھ قرآن مجید پڑھا نبی کریم علیہ السلام نے اس کی قرأت کی تصدیق فرمائی پھر دوسرا آدمی آیا اس نے دوسری قرأت کے ساتھ قرآن مجید پڑھا اس کی بھی آقا نے عابین سے تائید فرما دی اور ایک اور آدمی خدمت میں حاضر ہوا اس نے پہلے دونوں حضرات سے مختلف طریقے سے قرأت کی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کی بھی تصدیق فرمائی حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایک تکذیب پیدا ہوا جو میرے دل سے پہلے بھی پیدا نہیں ہوئی تھی جب نبی پاک نے میرے دل کی کیفیت کو دیکھا تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میرے دل سے سب تکذیب زائل ہو گئی اور ایسا محسوس ہوا کہ گویا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں اور نبی آخر الزماں ﷺ کے ہاتھ کی برکت سے دوبارہ مجھے ایمان کی دولت نصیب ہوئی اور میرا دل نور ایمان سے روشن ہو گیا۔

نوٹ:

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے اشرفی نے التلخیص میں لکھا ہے کہ اس حدیث پاک میں نبی کریم علیہ السلام کے تصرف کا ثبوت ہے تو اگر مخالفین حدیث پاک کو نہیں مانتے تو کفر ہے حکیم، امت کی بات کو تسلیم نہیں کیونکہ وہابی حضرات کے دس میں نہ قرآن کی عظمت ہے نہ حدیث رسول کی عظمت ہے بلکہ صرف اپنے کاربن کا احترام ہے اسی لئے اپنے کاربن کی گستاخانہ عبارتوں کو درست تسلیم کر کے اپنے آپ کو جہنم میں سے چارے ہیں تو ان کو چاہیے کہ اپنے کاربن کی عبارت کو بھی مابین جن سے شرارت تاب علیہ ظاہر ہوتی ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک میں اس امر کا ذکر سامان موجود ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کی عطا سے اس مرتبہ قادر ہیں کہ ظلمت کفر کو نور عطا سے تہذیب فرمادیں اسی لیے نام رزی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

واللہ اعلمہم المقدر ما لا جملہ بتصرفون فی مواضع الخلق

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے نبیاء علیہم السلام کو ایسی قدرت عطا فرمائی جس کے ذریعہ وہ مخلوق کے دلوں میں تصرف کر سکتے ہیں۔

سید امربین علیہ السلام کے حکم ہونے پر سینتیسویں برصغرت صحیح مسلم شریف میں سرکار علیہ السلام نے باطل عن اھوی وان لہان سے

شر فرمایا کہ نبی اسرائیل کے اندر ایک لڑکا تھا جو ایک راسب کے زیر تربیت تھا سرکار علیہ السلام اس لڑکے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

کان دلت علیہ الامم والابرص ہذا وی الناس من سائر الامم ترجمہ:

وہ لڑکا ہرگز و ہر صوم کو ٹھیک کرتا اور ہر ص کے پیاروں کو تندرست کرتا اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کیا کرتا تھا۔

وجہ استدلال:

جب نبی اسرائیل کے راسب کی صحبت میں رہنے والا ایک لڑکا اتنا با اختیار ہو سکتا ہے کہ ہر ص کی بیماری ختم کر دے اور ہر ص کو سیکھیں دے دے اور باقی بیماریوں کا علاج کرے پر بھی قادر ہو (میں حدیث الکسب) پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جو اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اور تمام نبیاء کے سرور ہیں پھر آپ کے بارے میں یہ کہا کتنی بڑی امید ویری ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و حق نہیں ہے یہ کہنا کہ ہر ص کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متصرف ہونے پر ترتیبی دلیل:

ہر صوموں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنی کتاب مشفل، شمار میں اور خاصی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر انور رکھ کر جو استرحض تھے اور نبی کریم علیہ السلام عصر کی نماز پڑھ چکے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے بھی عصر میں مارا پہننا بھی تو ہی کریم علیہ السلام کی گواہی میں سرگھر رہا۔
 فرماتے رہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو جب نبی پاک ﷺ بیدار ہوئے تو آپ
 نے پوچھا کہ اے علی! تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے انہوں نے عرض کیا نہیں بارگاہ
 اللہ تو آپ ﷺ سے دعا کی۔

انہم ۛ عب کان علی طاعتک و طاعت رسولک ھارود علیہ السمس

ترجمہ

اے اللہ! یہ شک علی تیری طاعت میں تھا اور تیرے رسول کی طاعت میں
 تھا پس تو اس پر سورج کو بولادے تو پھر سورج غروب ہونے کے بعد دوبارہ پھر طلوع
 ہو گیا۔

نوٹ:

اس حدیث کو امام طحاوی نے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی نے روح
 المعانی میں فرمایا یہ حدیث صحیح ہے علامہ ابوالدین عینی نے مجمع الزوائد میں فرمایا یہ
 حدیث صحیح ہے۔ مولوی درویش کاندھلوی اپنی کتاب ہدایت مصطفیٰ میں اس حدیث کو
 صحیح قرار دیتا ہے۔

جو لوگ اس حدیث کی صحت کے بارے میں تفصیلی حورہ جات کچھ چاہتے
 ہیں وہ راقم کی کتاب عہد رات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ میں مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے بھی لوگوں کی شدید تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ
 رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث پاک سے صریحاً یہ ثابت ہو رہا

سے کہ ہوا ہو سورج ہی کریم علیہ السلام کے چاہنے سے اسی دہس گیا اور حضرت
 علی کی مارتھا۔ سوئی۔

نوٹ

اس مضمون کی ایک حدیث مجھ وسط طہران میں سے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم
 علیہ السلام سے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر کے بعد غروب ہونا بھی غروب نہ ہونا تو
 سورج کچھ دیر کے لیے رگ گیا۔

علامہ عینی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند حسن ہے اور
 علامہ علی قاری نے بھی موضوعات کبیر میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اس حدیث
 کی ترجمانی میں ملک خن کے شاہ احمد رضا خان فاضل بریلی فرماتے ہیں۔

صاحب رجعت نفس و شوق لقر

بامب دست قدرت پہ دکھوں سلام

اعلیٰ حضرت قبلہ انبیا اور مقام پر یوں رقمطراز ہیں۔

سورج لئے پاؤں پٹنے چاند اشارے سے ہر چاک

دندھے بھدلی دیکھتے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

ۛ ملک کو نبین ﷺ کے مختار کل ہونے پر انتالیسویں دلیل

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سرکار کی بارگاہ میں روتے ہوئے حاضر ہوئے درودتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول
 اللہ ﷺ میری والدہ آپ کی شارب میں گستاخی کرتی ہے اس لئے میں سخت پریشان
 ہوں آپ میری والدہ کیسے بہت دے فرماؤں؟ نبی کریم علیہ السلام سے دعا فرمائی
 انہم اھدام ابی ہریرہ ۛ

ترجمہ

اے اللہ بوہرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما، حضرت بوہرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار کے دعا فرمانے کے بعد میں جب اپنے گھر کی طرف دوڑے ہوئے گیا گھر کا دروازہ بند تھا اور میری والدہ غسل فرما رہی تھیں تو کچھ دیر کے بعد انہوں نے دروازہ کھولا اور کلہ شریف پڑھ رہی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی اور نبی کریم علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دے رہی تھیں۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے طبیعت وہابیہ کے اس عقیدہ باطلہ کی پروردہ تردید ہوتی ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہاں حضرت نبی رشاد فرمائیں یہ اس کے ترجمان سرگزشت خان صفدر جن کی ساری عمر قرآن و حدیث و اقوال علی کی تحریف معنوی کرتے ہوئے گزر گئی کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تھی کہ اب اللہ بوہرہ کی ماں کو ہدایت دے تو آپ کی ہدایت چاہتے تھے یا نہیں اگرچہ جتھے تو تمہارا یہ کلیہ ٹوٹ گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیوں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے ہی سے حضرت بوہرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ مسلمان ہو گئیں اور سر فرزند صاحب فرمائیں کہ سرکار علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ بوہرہ کی والدہ مسلمان ہو جائیں تو پھر آپ علیہ السلام نے دعا کیوں کی؟ کیا معاذ اللہ سرکار کے دل میں اور بات تھی اور زبان پر اور بات تھی حالانکہ یہ وہابیہ کا شیعہ ہے۔

يقومون بما فؤادهم مالبس لمي فلو بهم

اس سے ہم اہل سنت علیہ الرحمۃ وہابیہ کی سی صفت کی طرف اشارہ کرتے

دے رشاد فرماتے ہیں۔

انما بقی ثوب سب ما نکلہ دس میں گستاخی

سلام، سلام محمد پہ کہ تسلیم زہانی ہے

محبوب رب اعظم قیام اللہ کے تصرفات پر چاہیے سویں دلیل۔

مستدرک۔ ابن حسان اور ابو یعلیٰ میں طرونی اور مجمع الزوائد کے اندر صحیح حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی جب موسیٰ علیہ السلام یہاں سے گزریں تو میری اہل مبارک (جسد قدس) کو اپنے ساتھ لے جائیں تو جب موسیٰ علیہ السلام وہاں (مصر) میں پہنچے تو لوگوں سے پتہ کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر انور کہاں ہے تو تمام لوگوں نے اپنی لاعلمی کا ظہار کیا یہ بوہی عورت نے عرض کیا کہ گھر آپ مجھے اپنے دای صحت عطا فرمائیں اور میری جوانی وہاں بونا دیں تو میں آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم کی طرف رجسائی کروں گی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کہ میں نے تیریں جو تو واپس بونا سکتا ہوں لیکن ہے وہ صحت تجھے عطا نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اپنے ولی جنت عطا کر دو تو انہوں نے اس کو عطا فرما دی۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت عطا کرنے کے اختیار سے سر فرما فرمایا تھا جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام جنت عطا فرما سکتے تو نبی پاک علیہ السلام جن کے امتی ہونے کی قرینا حضرت موسیٰ علیہ السلام کرتے رہے ہیں۔ ان کی قدرت اور اختیار کا کیا عام

ہوگا اور نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے ایک اعرابی کو فرمایا جو مانگتا ہے مانگ لے اس اعرابی نے کہا کہ یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایک اونٹنی عطا فرمائیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے اعرابی تجھ سے تو وہ بڑی عورت جس نے موسیٰ علیہ السلام سے جنت کا سواں کیا تھا یہ دوہا سننے والی ثابت ہوئی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے ہی سے جنت کا سوال کیا تو تجھے ہم سے تھیں دیا کہ جو مانگتا ہے مانگ سے اور تو بے اونٹنی کا مطالبہ کر دیا۔

تو نبی کریم علیہ السلام نے اس ارشاد ائی سے ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام سے فرمایا کہ جو مانگتا ہے مانگ سے تو وہ جنت بھی مانگ لیتا تو سرکار علیہ السلام عطا فرما دیتے اسی سے تو فرمایا کہ تجھ سے تو وہ بڑھیا چھٹی تھی جس نے جنت کا مطالبہ کیا اور تو سننے والی کی مار کا مطالبہ کر دیا ہے حالانکہ مسلمان ہونے کے دعویدار کو جنت کی رغبت رکھنی چاہیے۔

كما قال الله تعالى وهي دلت فليتناهيس المتدلسون
جنت کی نعمتوں کی رغبت کرنی چاہیے غبت کرنے والوں کو۔ ویسے بھی جنت کی تسکین مانا حضرت یحییٰ بن خلیفہ علیہ السلام کی سنت ہے جیسا کہ انہوں نے عرض کیا۔

واجعلنی من ورثة الجنة لعیم

اے اللہ مجھے جنت کے ورثہ میں سے بنا دے۔

نوٹ

بعض اہل سنت کہتے ہیں کہ نعت حق و اور بھوٹے صوفی جنت کی بہت تحقیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں جنت نہیں چاہیے ہمیں سرکار علیہ السلام کا در چاہیے تو اس

حضرت ابو نعیم علیہ السلام کی اس دعا پر غور کرنا چاہیے اور شرم و حیا سے کام لینا چاہیے جب اللہ کے جلیل جنت کے طلبگار ہیں تو پھر وہ جنت سے کتنی نفرت کیوں کر کر سکتے ہیں یہ کہ یہ ہونا بھی بڑا تعجب انگیز ہے کہ ہمیں سرکار کا در چاہیے یوں کہ سرکار علیہ السلام نے پناہ فرما دی کہ جنت قرار دیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے۔

عابین بیتی و منبری و روضة من رياض الجنة

پیر موعظ نام، لک میں حدیث پاک ہے کہ

عابین بیتی و منبری و روضة من رياض الجنة

(بخاری شریف)

لہذا ایسے نعت خوان کو چاہیے کہ کرم فرمائیں ایسے الفاظ سے الہام کے طلب کرے کہ جنت کا حقد ہے لہذا انہیں تو یہ کرنی چاہیے۔

وسيلتنا في الدارين ﷺ کے مختار کل ہونے پر

اکیا لیسویں دلیل

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مجھے پناہ شرم گاہی اور رہاں کی حفاظت کی ضمانت دے گا میں اس کیلئے جنت کا ضامن ہوں۔ (بخاری شریف)

وجہ استدلال

اگر نبی کریم ﷺ جنت کے مالک ہی نہ ہوں اور جنت آپ کے قبضے میں ہی نہ ہو تو پھر نبی کریم علیہ السلام جنت کی ضمانت کیسے دے سکتے ہیں؟

مام لقبہ تین محبوب رب المشرقین و المغربین کے مالک

کائنات ہونے پر بیایسویں برصحت:

ایک آدمی سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو اور عرض کیا کہ رسول اللہ میرے بارے میں ایک آدمی کا کھجور کا درخت ہے اور وہ کبھی پھل بھی ہارے میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور مجھے اس کے اس طرح داخل ہونے سے یہاں حق ہوتی ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کو فرمایا کہ تو اپنا بارے مجھے سچ دے کہ میں نے کہا کہ نہیں میں ہارے نہیں دیکھتا پھر سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ درخت مجھے بہہ کر دے تو اس نے دوبارہ لکار کر دیا۔ پھر شاہد دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ درخت مجھے جنت کے درخت کے بدلے سچ دے تو اس نے اس پر بھی لکار کر دیا تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھ سے زیادہ بخیل وہی ہوگا جو اسد م کے معاملے میں بخیل ہو۔

نوٹ

یہ روایت مستند امام احمد اور طبرانی شریف میں موجود ہے مطلق اربعانی میں لکھا ہوا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا۔

وجہ استدلال۔

گرمی کریم ﷺ جنت کے مالک نہ ہوتے تو پھر جنت کے پھلوں کی بیج دنیا میں بیٹھے ہوئے کیسے فرماتے کیونکہ جنت کے پھلوں کی بیج وہی کر سکتا ہے جو جنت کا مالک ہو۔

صاحب قلوب قوسین ﷺ کے متصرف ہونے پر

تینتالیسویں دلیل

مام حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنی کتاب مستدرک علی الصحیح میں یہ حدیث مہار کے نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی پاک ﷺ سے وہاں بستی خریدی۔

نوٹ

یہ حدیث جس درجے کی ہے اس حدیث پاک کا مطالعہ کرنے کے بعد دو باتوں کے وکیل سرفراز صاحب عقور کے اس قول کا رد بھی ہو جاتا ہے جو اس سے اپنی کتاب دس کا سرور میں لکھا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام تو پے سے بھی جنت کے مالک نہیں ہیں کسی اور کو جنت کیسے دیں گے۔ حالانکہ مولوی سرفراز صاحب کو اس بات کا علم ہونا چاہیے تھا کہ نبی کریم علیہ السلام لوگوں میں جنت کا مالک رہے ہیں جو بستی پاک لوگوں میں حصہ تقسیم کر رہی کیا وہ پے سے جنت کے مالک نہیں ہو سکتے۔ مولوی سرفراز صاحب عقور نے یہ جوکل افشانی فرمائی ہے اس کا یہ منظر یہ ہے کہ اس سے اکابر ضلیل احمد اور مولوی ساعیل دھولوی سے اپنی اپنی کتابوں (۱) میں قطعہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنے جنتی ہونے کا بھی علم نہیں ہے۔ حالانکہ مولوی سرفراز اور اس کے پیشوا مگر سورۃ یس کا بھی مطالعہ کر بیٹے تو ان کو وہاں حبیب مہار کا یہ قول نظر آجاتا کہ جب اس کو جنت میں داخل کر دیا گیا تو اس نے کہا۔

یلیت قومی یعلمون بما ظہر لی ربی و جعسی من المکر میں

ترجمہ:

کہ جب اس کو کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا تو اس نے کہا کہ کاش میری قوم جان بستی جس سے بدعتیوں سے میری مفرت فرمائی اور مجھے معزز و بابر میں سے بنایا اسی طرح سورۃ بقرہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ اٰتُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اِنَّ لَهُمْ جَنَّتْ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا اَنْهٰرٌ

ترجمہ:

خوشخبری دو ن لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ن کیلئے ایسے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اسی طرح ارشاد ہاری تعالیٰ ہے۔

بِالْبَيْتِهَا اَنْفُسُ الْمُطْمَئِنِّۃِ اَرْجَعِیْ اِلٰی رَبِّکَ وَرَضِیَۃٌ مَرْضِیۃٌ دَخَلِیْ عِبَادِیْ وَدَخَلِیْ جَنَّتِیْ

ترجمہ:

اے اطمینان دہنے والے! یہاں کی طرف لوٹ آؤ اس میں کہ تو اللہ سے راضی ہو اور اللہ تجھ سے راضی ہو اور میرے نیک بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اسی طرح ارشاد ہاری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيُجۡزِیْهِمُ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا

ترجمہ:

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کو جنت میں بال خانے عدا فرمائیں گے ن حادیث مبارکہ کی صحت اور آیات کی واضح دہشت کے باوجود مولوی سرفراز اور اس کے اکابر کا عقیدہ یہی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو نہ پٹی نبوت

کا علم ہے۔ اپنی امت کی نبوت کا علم ہے تو جب دیوبندی حضرت نبی کریم علیہ السلام کو سختی نہیں مانتے تو آپ کو جنت کا مالک کیسے تصور کر سکتے ہیں وہاں حضرات اس عقیدے کی وجہ سے عیسائیت کی راہ ہموار کر رہے ہیں کیونکہ اگر کوئی عیسائی کسی دیوبندی کو کہے کہ تمہارے نظریہ کے مطابق تمہارے نبی علیہ السلام کو بچے جنتی ہونے کا علم بھی نہیں تو پھر یہ کالہ پڑھ کر درن کا امتی بن کے کیا حاصل کر دے ہمارے نبی کا کلمہ پڑھو جن کی شان شہار اقرآن بیان کر رہا ہے۔

وَالسَّامِعِیْ یَوْمَ وِلَدَتْ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعِثْ حَیًّا

حضور سیدنا جدائسن والحقین علیہ السلام کے متصرف ہونے کی چوایسویں برہان:

مشکوٰۃ شریف اور داری شریف میں حدیث پاک مرقوم ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

لِکَرَامَةِ وَ مَخَالِیۡحِ یَوْمَئِذِ بَیۡدِیْ

ترجمہ:

قیامت کے دن تمام عزتیں اور جنت کی چابکس میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ اور عام ابوعبید نے دراکل النبوة میں یہ الفاظ نقل کیے۔

مَخَالِیۡحِ جَنَّةِ یَوْمَئِذِ بَیۡدِیْ

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے نبی کریم علیہ السلام کا جنت کا مالک ہونا مہر منیر کی طرح عیاں ہوتا ہے کیسے تو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خان بریلوی

قدس سرہ العزیز نے یوں بیان فرمایا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہوا ملک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا حیرا

اور ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں۔

تجھ سے درجست سے کہا مطلب وہاں درازو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی ﷺ

نبی کریم الصلوٰۃ والسلام کے مختار کل ہونے پر پینتا یسویں

دلیل:

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ د میں ہاتھ سے کھانا کھاؤ تو اس نے کہا کہ میں دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی عادت نہیں رکھتا۔ (یعنی یہ دایاں ہاتھ شل ہے) فی الواقع اس کا دایاں ہاتھ خراب نہیں تھا اس سے غلط بیانی سے کام پتے ہوئے اس طرح کہہ دیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو دایاں ہاتھ کبھی بھی ہانپیں سکے گا اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ کبھی اس کے منہ کی جانب نہ اٹھ سکا۔

وجہ استدلال

آپ کے اس فرمان عالی شان سے یہ ثابت ہو جاتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان کلمہ کب کا حکم رکھتی ہے۔ غائب اسی حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے امام اہل محبت نے فرمایا۔

وہ زہاں جس کو سب کن کی کتنی کہیں

اس کی نافہ حکومت پہ لاکھوں اسلام

شفیع المذنبین ﷺ کے مالک کو زمین ہونے پر چھیا یسویں

دلیل:

مشکوٰۃ شریف میں حدیث مذکور ہے۔

عادی لارض مدہ ورسولہ

ترجمہ:

ویران زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی ہے۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک تہائی اور طبرانی شریف میں بھی موجود ہے اور اس کی سند حسن

ہے۔ ایک اہم اشکال اور اس کا جواب

(الترغیب والترہیب، مجمع الزوائد، تنقیح الروایات)

وہابی حضرات یہاں ایک اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ نبی

کریم علیہ السلام پوری روئے زمین کے مالک ہیں درجہ تم نے دلیل پیش کی ہے

اس سے صرف ویران زمین کا ہی مالک ہونا واضح ہوتا ہے تو یہاں دعویٰ عام ہے

دلیل خاص ہے تو تقریب تام نہیں ہے۔

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہاں اگر اس اشکال کو مان لیا جائے تو

مذہب ان کا کہ اللہ تعالیٰ بھی صرف ویران زمین کا مالک ہی ہے ویران زمین کی تخصیص

اس نے کی گئی ہے کہ اس میں کا بظاہر بھی کوئی مالک نہیں ہوتا۔ جس طرح قرآن مجید میں ارشاد پاری تعالیٰ ہے۔

لن المسک ایوم

ترجمہ:

آج کے دن ملک کس کا ہے۔

تو یہ فرمان کا بیشان اس لئے ہے کہ وہاں اس دن ظاہری طور پر کسی کی بادشاہی نہیں ہوگی۔

راحة العاشقین علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر سینتالیسویں دلیل۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی بہت ساری احادیث سنتا ہوں اور یہوں جانتا ہوں تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ چادر پھیر کر انہوں نے چادر کو پھیر دیا تو نبی کریم علیہ السلام نے اپنا خالی ہاتھ چادر میں رکھا پھر سرکار علیہ السلام نے حکم دیا کہ پانی چادر کو پتے سینے کے ساتھ لگا لو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے چادر کو سینے کے ساتھ لگا دیا اس وقت سے بے کر آج تک مجھے کوئی حدیث بھولی نہیں۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بخاری شریف میں مذکور ہے۔

مالک کو عین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالق ہاتھ میں

انیس اغریبین علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر اڑتالیسویں دلیل

حضرت محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مہرک گرم ہانڈی کے گرنے کی وجہ سے جل گئے تو نبی کریم ﷺ سے اپنا عابد دہن لگا دیا اور دعا دی تو ان کے ہاتھ ٹھیک ہو گئے۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک نسائی شریف اور شفاء شریف میں موجود ہے۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے نبی کریم علیہ السلام کا وافع الہدء ہونا اور مشکل کشا ہونا بالکل واضح ہے۔ تو اس حدیث پاک سے اس صیغہ کے اس نظریہ کا بطلان ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہ خود لک بنظر انصاف ارشاد فرما میں کہ جب نبی کریم ﷺ سے اس صحابہ کے ہاتھ پر اپنا عابد دہن لگا دیا۔ دوران کیسے شفاء پا پ ہوئے کیسے دعا فرمائی تو یقیناً آپ چاہتے تھے کہ ٹھیک ہو جائے تو معلوم ہو اس عقیدہ کا نبی کریم ﷺ کے نظریہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ سرکار علیہ السلام کا اپنی ذات کے ہارے میں وہ نظریہ نہیں ہے جو یہ لوگ ہمیں رکھنے کی ترغیب دیتے ہیں ہم وہ عقیدہ رکھنے کے پابند ہیں جو عقیدہ ہمیں ہی پاک ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔

اور ہم اس نظریہ سے اللہ تعالیٰ کی پندہا گنتے ہیں جو اسماعیل دھوی نے ہمیں

دیا۔ ہم وہابی حضرات سے یہی گزارش کریں گے مگر سچے آپ کو جہم کی آگ سے بچنا چاہئے۔ تاویل دہوی کو چھوڑ کر نبی کریم علیہ السلام کی عدی کا طوق پہ نگلے میں ڈال لو ورنہ جہنم کی آگ اس آگ سے ابھڑ دے زیادہ سخت ہے۔ گرم توہ نہیں کرو گے تو اس آگ میں داخل کیے جاو گے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولَئِہِ الذِّہْنِ وَالْحِجَارَۃُ اَعَدَّتْ لَکُمْ فِیہِ

نبی کریم ﷺ کے متصرف ہونے پر انچاسویں دلیل:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا سست رفتاری میں نبی کریم ﷺ اس پر ایک مرتبہ سواری ہوئے تو سرکار علیہ السلام کی برکت سے وہ تکتا تیز رفتار بن گیا کہ کوئی گھوڑا بھی چیز رفتاری میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بخاری شریف کے بحر موجود ہے بخاری شریف کے اندر ہی حدیث پاک ہے کہ سرکار حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر تشریف فرما ہوئے تو سرکار نے فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز چلا ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے سرکار علیہ السلام کا متصرف ہونا اور چالور کی سست رفتاری کو تیزی میں تبدیل کر دینا وظہر من الشمس ہے۔

باب دوم

نبی کریم علیہ السلام کے محق رکھ ہونے کا ثبوت کل عہد گے اقوال کی روشنی میں:

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ:

الجوہر المصنوع میں لکھتے ہیں ہو۔ جو ﷺ صحیفہ اللہ لا عظم اندی جعل عرائس کرمہ وموالیدہ تحت یدہ وراذلہ یعطی من یشاء ویمنع من یشاء (الجوہر المصنوع ص ۴۲)

ترجمہ:

نبی کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے غلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام فرزائے اور نعمتوں کے سب دستخط نبی کریم علیہ السلام کے قبضے میں رکھے ہیں آپ جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور جس کو چاہے عطا نہ فرمائیں۔

علامہ فاسی کا ارشاد:

کن ما ظہر فی العزیم فالما یعطیہ سید محمد ﷺ لا یخرج من عرائس لا ینہیہ شی الا علی یدہ (مطالع المسر، ص ۵۵)

ترجمہ:

جو کچھ ظاہر میں کسی کو نعمت ملتی ہے وہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے ملتی ہے

اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے جو کچھ کسی کو ملتا ہے نبی کریم ﷺ کے سخاوت و اے ہاتھ سے ملتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کا ارشاد:

حضرت امیر و ذریۃ طاهرہ نور الامام امت پر مغال بہران
و مرشدان می پر ستند و امور نکوینہ و ابایشان و اسستہ می دہند۔
(تحدیثا عشریہ ص ۲۲۳)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در آپ کی تمام اور دگو پوری امت انتہائی
عقیدت کے ساتھ پناہ اور مرشد مانتی ہے۔ رکائات کے تمام امور کو ان سے دست
بکھیتی ہے۔

نوٹ

مولوی سرفراز صاحب عفتدر پتی کتاب اتم البرہان میں لکھتے ہیں کہ ہم
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا روحانی باپ تصور کرتے ہیں۔ اور
ان کا فیصلہ ۱۶۷۷ء سے نئے حرف اثر کی حیثیت رکھتا ہے۔ تو امید ہے کہ حضرت یہاں
بھی نرم فرمائیں گے اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فیصلے کو تسلیم
کرتے ہوئے مسلک السلف کی حقانیت کے قائل ہو جائیں گے۔

علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد

کتبہ ﷺ ابو القاسم لاقہ علیہ السلام بقسم الحجة بین اہلہ
(طحطاوی علی ابھرتی) کذافی الزرقانی علی الموب

ترجمہ:

نبی پاک ﷺ کی کنیت ابو القاسم اس لئے ہے کہ آپ جنت کو مستحقین کے
درمیان تقسیم کرتے ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد:

حضرت بھی اپنی بخاری شریف کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بی پناہ
ﷺ کے پاس تمام اہل جہان کے رزق اور رزق کے خزانے ہیں تاکہ آپ کی
تقی مقدمہ رکاوٹیں جو وہ آپ سے طلب کریں جو بھی اس جہاں کے رزق میں
ظاہر ہو چکا ہے وہ نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ سے ظاہر ہوا ہے۔

(ذرقالی ج ۵ ص ۲۶۰) (ارشاد ساری جلد ۶ ص ۳۵۵)

اسی طرح کی عبارتیں ملائی قاری نے شرح شفاء جلد دوم صفحہ ۲۰۹ پر لکھی ہے۔
اسی مضمون کی عبارت نسیم الریاض جلد دوم ص ۲۰۹ پر بھی موجود ہے۔ اور ملائی قاری
نے شرح شفاء جلد اول ص ۱۷۲ پر اسی مضمون پر مشتمل عبارت تحریر فرمائی ہے۔

مخالفین کے گھر کی گواہی

دیوبندیوں کے شیخ احمد مولوی محمود الحسن نے اپنی کتاب دلہ کاہ میں لکھا
ہے کہ نبی کریم ﷺ بعد از غدہ ایک عظیم ہیں۔ عام جمادات ہوں یا نہات ۱۰
جہانات ہی آدم ہوں یا غیر نبی آدم سب کے آپ ﷺ مالک ہیں۔

(اولہ کاملہ ص ۱۵۳)

عربی کا مشہور مقولہ ہے۔

لفضل ما شہدت بہ لا عدو

اسی طرح حدیث پاک ہے کہ سر کا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجو (بخاری شریف)

ترجمہ: یہ شک اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے دریغ بھی رین کی تائید کرتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

”پہلی کتاب تختہ ثامن عشریہ میں شرف فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نسلوں کی گردنوں کے مالک ہیں۔ ورتام روئے زمین کے مالک ہیں اور حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ بات زیور سے نقل فرمائی ہے۔

نوٹ:

چونکہ مخالفین یہ سمجھتے ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز ہمارے عقائد کے حامل تھے اس لئے ان کے دیم کے مطابق ان کو مخالفین میں شمار کیا ہے ورنہ آپ علیہ رحمۃ ہمارے بھی بزرگ ہیں۔

پانی دیو ہند قاسم نالوتوی کا ارشاد:

وہ پہلی کتاب قصائد قاسمیہ میں لکھتے ہیں۔

فلک پہ چھٹی اور میں تو خیر سہی

زمین پہ جلوہ نما ہیں احمد مختار

نبی پاک علیہ السلام کا یہ ارشاد پاک کتنا اچھا ہے اور سچا ہے۔

ان الله تعالیٰ لیؤید هذا الدين بالرجل الفاجر

ہے شک اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے دریغ بھی دین کی تائید کرواتا ہے

(بخاری شریف)

نیز عربی کا مشہور مقولہ ہے۔

لفض الماتھد بہ لا عداء

ترجمہ:

فضیلت وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں۔

انور شاہ کشمیری کا ارشاد:

کشمیری صاحب اپنی مسودہ شرح بخاری فیض الہاری میں لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی صرف آنکھ پھوڑنے پر اکتفا فرمایا ورنہ آپ علیہ السلام کے لکڑی کی طاقت کا عالم یہ ہے کہ سات آسمان و زمین کو تباہ کر کے رکھ دیں۔
(فیض الہاری جلد چہارم صفحہ ۶۷۶)

نوٹ

انور شاہ کشمیری نے یہ عبارت ایک مشہور حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھی ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھے بغیر روح قبض کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ علیہ السلام نے غضبناک ہو کر ان کو تھپڑ مارا ورنہ آنکھ پھوڑ دی حضرت ملک الموت اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

ارسلنی الی عبدلایید الموت لقد وقع عینی لرد اللہ الیہ حیہ

ترجمہ:

تو نے مجھے اپنے سے بڑھ کی طرف بھیجا جو موت کا ارادہ نہیں رکھتا تو اس نے میری آنکھ پھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ملک الموت کو آنکھ دہلی کر دی۔

مرہا کہ جا کر ان سے عرض کر، کہ آپ پھڑے کی پشت پر ہاتھ کھ دیں جتنے ہاں
چھپائیں گے جتنی عمر بڑھادی جائے گی۔

نوٹ:

اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام پٹی موت و حیات
میں ہا اختیار ہیں۔ جس سے وہ اپنے کے اس عقیدہ کا رد ہو گیا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے
سے کسی چیز کا اختیار نہیں۔

باب سوم

معجزہ کا مقدور انبیاء ہونا

آیت قرآنی کی روشنی میں:

اللہ رب العزت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرف سے حکایت فرماتے ہیں۔
اہری الاکفہ والابوص واحیى الموتى باذن لہ

ترجمہ:

اور اچھا کرتا ہوں، اور راہ اندھے کو درکوزگی کو، اور جلاتا ہوں مردے
اللہ کے حکم سے۔

دیوبند کے شیخ مسعودی شبیر احمد عثمانی اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے
ہیں۔ ”حضرت مسیح چونکہ کلمہ جبریدیہ سے پیدا ہوئے ہیں اس سبب کو اسی نوعی
وراثت کا ایک اثر سمجھنا چاہیے۔ حضرت مسیح پر کمالات ملکیت درجہ کا غلبہ تھا۔ اس کے
مناسب آثار ظاہر ہوئے تھے لیکن اگر بشر کو ملک پر نفسیت حاصل ہے اور اگر ابو البشر
کو مسبود ملائکہ بنایا گیا ہے تو کوئی شبہ نہیں جس میں تمام کمالات بشر یہ جو صہارت ہیں
مجموعہ کرامتوں روحانیہ و جسمانیہ سے اعلیٰ درجہ پہ ہوں گے اس کو حضرت مسیح سے افضل
ماننا پڑے گا اور وہ ذات قدسی صفات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔“

نوٹ:

اس مضمون کی آیت سورۃ مائدہ میں بھی موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے
وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ بَشَرًا طَهَرَ بَاذْنِیْ فَفُضِحَ لَیْہَا فَتُکَوِّنُ طَہْرًا بَاذْنِیْ

وتروا الاكفہ ولا برعن ہادی واذا تخرج لعمولی ہادی

ترجمہ:

جب تو ہاتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر تو اس میں پھونک مارتا تھا تو ہو جاتا تھا لانے وال میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا بدلت اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑ کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے۔

دو بندہ کے شیخ اسامہ شہید احمد عثمانی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خدا کے حکم سے فاصہ حیات کے قابل کا بعد خدا کی تیار کر دینا اس میں ہاؤن اللہ روح حیات پھونکنا یا پس العروج مریموں کی حیات کو ہاؤن اللہ ہوس تو سب اسباب ہادیہ کے کار آمد و رہے عیب بتا دینا حتی کہ مردہ لاشوں میں ہاؤن اللہ دوبارہ روح حیات کو واپس سے آنا۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۵۰)

اس آیت سے استدلال پر دیکھنے کے شبہات کا ازالہ۔

وہابی حضرت بالعموم اور سرفراز خان صاحب صدر بالخصوص اس آیت کریمہ سے معجزہ کے اختیار کی ہونے پر اہل سنت کے استدلال پر یہ شبہ وار کرتے ہیں یہاں پر ہاؤن اللہ کا لفظ ہے اور جہاں ہاؤن اللہ آجائے وہاں بندہ کے کسب کا کوئی دخل نہیں ہوتا وہ محض اللہ کا فضل ہوتا ہے۔

اس شبہ کا ازالہ اس طرح کیا جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام سے جہاں ارشاد فرمایا۔

ابنکم ہما تاكلون وما تخرجون

تو یہاں ہاؤن اللہ کا لفظ نہیں ہے۔ پھر معترض کو چاہیے کہ یہاں تو تسلیم کریں کہ یہ معجزہ عیسیٰ علیہ السلام کے ردہ سے صادر ہوتا تھا کیونکہ ہاؤن اللہ موجود نہیں پھر وہابی

حضرت کا سہا بہ کلیہ ٹوٹ گیا کہ کوئی معجزہ نبی کے ارادہ سے صادر نہیں ہوتا کیونکہ وہابیہ سے یہ صاف بیان کیا تھا یہاں ہاؤن اللہ کا لفظ آئے وہاں ہاؤن اللہ کا لفظ ہوئے واسے کا کوئی ارادہ اختیار نہیں ہوتا تو جہاں ہاؤن اللہ آئے وہاں تو ارادہ و اختیار ہونا چاہیے۔ لہذا یوسف علیہ السلام کا ارشاد

ذهبوا بقمیصی هذا فانقوہ عینی وجہ ابی بات بصیر

تو یہاں بھی ہاؤن اللہ کا لفظ نہیں تو کیا یہاں تسلیم فرما سکتے ہیں کہ یہ معجزہ اختیار سے صادر ہو۔ مگر کہیں کہ یہاں بھی اس کے ارادہ کا دخل نہیں تو ان کا قاعدہ ٹوٹ گیا کہ ہاؤن اللہ جہاں ہو وہاں کوئی اختیار نہیں دیکھتے ہے۔
وہابیہ اگر اس امر پر اصرار کریں کہ جو فعل ہاؤن اللہ واقع ہو وہاں اس فعل کے فاعل کا اس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا تو متوجہ دلیل آیت کا کیا جواب دیں گے۔

ماکان لنفس ن قوم لا ہاؤن لہ

ترجمہ۔

نہیں کسی نفس کیسے کہ وہ ایمان لائے مگر اللہ کے ہاؤن سے۔

کیا وہابیہ یہاں کہیں گے کہ بندہ کے ایمان میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہے حالانکہ ایمان فعل اختیار کی کا نام ہے کیونکہ جبر و کرہ والا ایمان اللہ کی بارگاہ میں قبول ہی نہیں کیونکہ ایمان تصدیق اختیار کی کا نام ہے۔
نیز رشاد باری تعالیٰ۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن لہ

ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے

ذات سے۔

تو کیا جس لوگوں سے امت رسول کی تو اضطرب کی ان کے رادہ و اختیار کا کوئی دخل نہیں تھا۔

۳۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كبيرة باذن الله.

بہت سی چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے اذن سے غائب آجاتی ہیں۔ تو چھوٹی جماعتوں سے بڑی پر غائب آنے میں لگا کوئی اختیار و رادہ نہیں ہے۔

۴۔ فھر موھم باذن الله.

انہوں نے انکو شکست دی اللہ کے اذن سے۔

تو یہاں کو شکست دینے میں و ذریعہ السوم کے لشکر کا کوئی ارادہ و اختیار نہیں تھا۔

۵۔ و انھم بضایہ من احد الا باذن الله

(چا دوگر) نہیں نقصان دیتے کسی کو مگر اللہ کے اذن سے

حالانکہ رادہ و جارہ کے ذریعہ کسی کو نقصان پہنچا نہیں تو وہ اپنے اس فعل قبیح کے ارتکاب پر گنہگار رہوں گے اور گناہ اس فعل پہنچتا ہے جو بندہ کے ارادہ و اختیار سے صادر ہو۔

۶۔ ما قطعتم من میناء و قریکتھما فانصت علی اصولھا فباذن الله

جو تم نے کھجوریں کاٹیں یا ان کو اپنی بڑوں پر کھڑے چھوڑ دیا تو اللہ کے اذن سے تھا۔ تو کیا ان کے اس فعل میں رادہ و اختیار نہیں تھا۔

۷۔ ظالھ بولھ علی قسبھ باذن الله

یہ قرآن (جبرئیل علیہ السلام) نے آپ پر اللہ کے اذن سے نازل کیا۔

تو کیا جبرئیل علیہ السلام کے قرآن شریف لانے میں ان کے رادہ و دخل نہیں تھا۔

۸۔ من لدی یسمع عندہ لا باذنہ

کون ہے جو شفاعت کرے اس کی بارگاہ میں مگر اسکے اذن سے

۱۔ یا نبی علیکم السلام کو شفاعت کا ان اختیار میں ہوگا

۲۔ ان رستہ شہدا و مشر و مدبر و مدعی لی لہ ہادہ

ہے شک ہم نے آپ کو شاہد و مشر و مدبر کا کر بھیجا اور شہد کی طرف ہونے

والا اس کے اذن سے۔

تو کیا نبی کریم علیہ السلام کو دعوت کی اللہ میں کوئی ارادہ و اختیار نہیں تھا۔

۳۔ لعلہ الملائکۃ و الروح فیہا باذن ربھم

تے ہیں فرشتے و روح ان میں سے اس کے حکم سے۔

۴۔ ایسے سے ایک سو ہے کہ جو تصانیف و تقالید و تنبیح کا کام کرتے ہیں باذن ربھم

تے ہیں یا بغیر ان کرتے ہیں۔ مگر بغیر ان تے ہیں تو اس آیت مقدسہ کا یہ منی وگا۔

وما تشاؤون الا ان یشاء لہ رب العلمین

تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو تم جہاں لوگ کا رب ہے۔

۵۔ و اگر ماں بند کرتے ہیں تو ان کے رادہ و اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوگا

۶۔ اب رادہ و اختیار نہیں ہوگا تو وہ بھی کسی عمل پر مستحق ثواب نہیں ہوں گے۔ تو ان

سے بارے تمام جہاں مشر و رادہ و جارہ نہیں گے

۷۔ ان کتب سرکہ لیست نہ صرح لئیس من نظمہ سی سورہ باذن ربھم

اس نے آپ کی طرف کتاب لائیں کی تاکہ آپ لکھیں لوگوں کو مدح و ہر

سے اور کی طرف ان کے رب کے اذن سے۔

۸۔ وہابیہ کے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کفار کو

۹۔ اسلام کی طرف انکار کرتے ہیں تو ان کے ایک یہاں دعوت ان

۱۰۔ مومنوں پر۔ جبکہ ہا سے نزدیک آپ علیہ السلام کا موصول مطلوب ہوے

۱۔ معنی م ہے اس آیت مقدسہ سے اہل سنت کے نزدیک جو معنی ہے اس کی تحدید بھی ایک روایت کر رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هو لندی بصلی علیکم وعلآئکتہ یحییٰ بکم من الظلمت الی النور
اللہ ہر اس کے فرشتے مومنین پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں تاکہ مومنین کو کفر سے اسلام
کی طرف نکالیں۔

مذہبوں سے دور کی طرف نکالنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو مقصود تک پہنچا یا
جائے۔ نہ یہ تو مفسرین سے یہاں یہ قائم کیا ہے۔ مومنین تو پہلے ہی کفر سے
اسلام کی طرف نکلتے ہوئے ہیں تو پھر اس آپ کا معنی کیا ہوگا کہ تم کو کفر سے اسلام کی
طرف نکالے تو مفسرین نے جو ب دیا کہ معنی یہ ہے کہ تم کو ہدایت پر قائم رکھے لیکن
اہل حضرت یہاں معنی یہ کرتے ہیں کہ اسلام کی دعوت مرد ہے۔

تو پھر بھی اس سے گزر رہا ہے کہ غیبی کرم جو دعوت الی اللہ دیتے تھے تو کیا
رادہ ختم ہو کر داخل تھا یا نہیں۔ مگر فرمائیں کہ داخل نہیں تھا کیونکہ ہاں کا غلط آگیا ہے تو
پھر اس آیت کے ہاں سے میں ان کا کیا ارشاد ہوگا۔

ولقد ارسلنا موسیٰ بایمان ان اخرج قومک من الظلمت الی النور

یہاں ہاں کا غلط نہیں تو کیا ارشاد فرمائیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام دعوت الی اللہ
داد ختم دیتے تھے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ بنی کریم علیہ السلام ہاں صراط دعوت دیتے
تھے تو کیا امتی ہونے کا حق ادا کر دیا یہ معنی کر کے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما صاب من مصیبة الا بادن لہ

تو یہاں ہاں کا غلط بھی ہے لیکن ہمارا کا بن بھی کوئی عمل دخل ہے
کیونکہ مصائب شامت اعمال بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ما احصاکم من مصیبت لہما

سببت ایہ نکیم سے ثابت ہے۔

۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

وما کن من نفس الا تموت لا بادن لہ

۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

استدلال کا جواب

۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

ولا تظنوا ابایدکم لی لتھکھ

۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:
۱۔ ہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

میں تو بندہ سے بد سے عداقت و عقیدہ یا بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔
کہ نبیاء و مرسلین بھی مرض و صحت میں مبتلا کیا جاتا ہے تو کو اختیار کیا جاتا ہے
کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو اللہ سے عداقت کریں۔

بلکہ حدیث ہے کہ وہی کی وفات بھی اس کی مرضی سے ہوتی ہے۔

ما تروءت فی شئ من الہیۃ کفر وہ عن نفس المؤمن بکفرہ بموتہ وان
اکثرہ مساوئہ ولا بدصہ

ترجمہ

میں متردد ہو میں کسی شئی میں جسکو میں کرتا ہوں جتنا کہ تو دو بندہ مومن
کی (روح قبض کرنے سے) ہوتا ہے وہ موت کو ناپسند کرتا ہے میں اس کی تکلیف کو
ناپسند کرتا ہوں خاتمہ و ضروری ہے۔

جب بندہ ولی کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو مجھے یہی صورت حال
پیش آ جاتی ہے جو کہ کسی معاند میں متردد کو پیش آتی ہے کیونکہ بندہ محبوب موت کو
پسند نہیں کرتا مجھے اس کی ناز برداری محبوب ہوتی ہے۔ ورموت کا وقت بھی ہے۔
پھر اللہ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ جنت کا خوبصورت منظر اس کے سامنے کر دو و
خوشخبری دو تو فرشتے آ کے خوشخبری دیتے ہیں جیسے کہ ارشاد ہاری تعالیٰ ہے۔

و لن ندین لہم ربہا لہم ثم استقاموا لتسول علیہم لعلانکہم لا لعلانہم ولا
تحریرہم و ابشروا بالجنة لئن کلمتم توحدون

ترجمہ:

جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر کہنے پر قائم رہے تو اترتے ہیں
و فرشتے (جو یہ کہتے ہیں) نہ خوف کرو اور نہ غم تمہیں ہو خوشخبری قبول کرو جنت کی

کہ کافر سے وعدہ کیا جاتا ہے تمہارے لیے اس میں وہ کچھ ہوگا جو تمہارے نفس
کا پسند ہے تمہارے لیے اس میں وہ کچھ ہوگا جو تم چاہو گے۔

ہابیہ کے ایک اور شبہ کا ترجمہ

کہتے ہیں کہ مارنا جانا تو اللہ کا حقد ہے پھر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے
میں یہ کہنا۔ مردوں پر مردہ کرتے تھے یہ یہ صحیح ہو سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ ن کو سوس اللہ سے کرتا چاہیے یا عیسیٰ
سے۔ مارنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ کی تعالیٰ ہے۔

اذلخرج معونی بالادی

و حی معونی بالاد اللہ

تو معاند اللہ یہ لہذا فرما رہے ہیں تو گزارش یہ ہے کہ درشاہ ہادی تعالیٰ

لہم یسئلہم لا نفس حبس موتہا

و یسئلہم لا نفس حبس موتہا

و یسئلہم لا نفس حبس موتہا

و یسئلہم لا نفس حبس موتہا

و یسئلہم لا نفس حبس موتہا

و یسئلہم لا نفس حبس موتہا

و یسئلہم لا نفس حبس موتہا

و یسئلہم لا نفس حبس موتہا

طرف نظر ہے۔

اس سے معجزات کو کچھ کہیں کو خدا کا یا بے جا نہ کہ فرشتے کیسے مہر
حادثہ معادات میں ان سے بھی زیادہ طاقت رکھتے ہیں کہ اس سے جا جو اس کو اللہ
کا عہد ہونے سے کوئی نفرت نہیں۔

پس علیہ السلام کا معجزات میں کوئی ۱۵ اختیار نہ ہوتا تو فرشتے
مردوں سے دنیا و قدرتوں سے بے تاب ہیں۔

کیونکہ جہاں ہم تفصیل کا سبب ہوا چاہا وہاں غسٹ شکی میں وہاں رہ
ہوتے ہیں ان کا یہ جواب اس طرح بڑا کہ ہمت کی بات ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام
سے معجزات تو بابت رکھتے ہیں نہیں فرشتوں پر یہ معجزہ حاصل ہے اس لئے انہیں
یہ اختیار ہوتے ہیں۔ یہی وہ سبب شریعت مقصد و موافق میں دیا گیا ہے نیز روح
معانی تفسیر کبیر میں ان وغیرہ میں بھی جیسا کہ ہے۔

پھر یہ بدیہوں کو اپنے شیخ احمد سے پوچھنا چاہیے کہ اگر مرے مردہ کرنا
صرف اللہ کا خاصہ ہے تو اپنے شیخ سے یہ فعل بدیہ ثابت کر رہا ہے وہ اپنے شیخ
کو عیسیٰ علیہ السلام پر کیوں فوقیت دے رہا۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرے نہ دیا

اس مسیحا کو عیسیٰ مری بن مریم

وہاں کا عزرائیل بن کر یہ شعر بے جا کہتا ہے۔

سے آتش پہنچا کوئے پر بھی کیا عجیب ہے

کہ شگوفے پھوٹتے ہیں یہاں مت سے

پھر وہابی حضرت سے گزارش یہ ہے کہ وہ یہ رشاد میں کہ اس کے شیخ
احمد کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ مردے مردہ نہ ہوں کو مارنا خاص نہ توئی کا

فصل ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے اس فعل خاص کو پہنچا دہر شدہ بیٹے بیوں کا تہا۔

پھر وہابی حضرت یہ بھی رشاد فرمایا میں گے گستاخی صاحب مردوں کو مردہ
کر رہے تھے وہ مردوں کو مرے نہیں دیتے تھے پھر حضرت کو کیوں مرے۔ کیا وہ
ریا دہ لگ گیا تھا؟

نوٹ

بعض چاک دو بدیہوں وہابی اس شعر میں یہ باطل تاویل کرتے ہیں کہ اس کا
مطلب یہ ہے کہ چاہوں کو عام بنایا اور عاقلوں کو چاہوں نہ پہنچا دیا لیکن یہ اس کی
تاویل باطل باطل مردہ ہے کیوں کہ اس کے شیخ احمد نے یہاں اپنے شیخ کو عیسیٰ
علیہ السلام پر فوقیت دی ہے اور اگر مردوں کو مردہ کرے سے مردہ چاہوں کو عام بنانا
تھا اور مردوں کو مرے نہ دینے سے مردہ چاہوں کو چاہوں نہ بننے پنا تھا تو پھر عیسیٰ علیہ
السلام سے تقدیر اس کے کیا ضرورت تھی یہ صرف تو اللہ تعالیٰ کے ہر فی میں موجود

کتاب

نوٹ

پھر یہ بدیہوں کے شیخ احمد کے اس شعر سے پتہ چلتا ہے کہ جو بدیہوں اور
قریبوں کی عیسیٰ خلیل کے چنے بنے ہیں مردہ عدم تھا قایم سے بھی کسی طرح کہ تھا
کہ

بن مریم کے ذکر کو چھوڑا

اس سے بہتر عدم احمد ہے

مردہ نہ رہا بقدرت سے ثابت ہو کہ وہابی حضرت کو تفسیر میں چاہیے کہ آیت کریمہ
بری لاکمہ و لا یصلوا حتی یحییٰ موتی بادل لہ

میں جس حد کی سست عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پائی گئی ہے۔ میں کسب نہ ہا تھا
خلق اللہ تعالیٰ کی تھی تو کسب کی تعریف شرح عقائد اور مسند شہادت میں اس طرح
کی گئی ہے کہ اپنے قصداً اور اسے ہاتھ کی مرئی طرف متوجہ ہو جانا اور لہذا رب
حضرت کا اس چیز کو عدم سے وجود کی طرف سے آنا ہے خلق ہے۔

بہاؤی حضرت یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام سے پاس ہر دور
بچوں کی چاک بزر لوگ جمع ہو جاتے اور آپ علیہ السلام کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے
یا جسم پر ہاتھ پھیرتے اور ان کو چھانی عطا کرتے اور برگ کے داغوں و سون کو
تندرست فرماتے تو کیا ان کا راہ یہ نہیں ہوتا تھا کہ ٹھیک ہو چا میں آپ دیتے ہی
ہاتھ پھیرتے تھے؟

وہاں حضرت جب اس آیت کے بارے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتے تو اس
جگہ کہہ دیتے ہیں کہ یہاں ہاڈن کا لفظ ہے اور جہاں ہاڈن اللہ کا لفظ آجائے وہاں اور
جس کے بارے میں یہ لفظ ہو جائے وہاں محض اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ اور وہاں
اسی آیت پیش کرتے ہیں۔

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ

وہاں سے اس استدلال کے جواب میں اگر گزشتہ ورق میں کالی تفصیلی
بحث رہ چکے ہیں۔ یہ وہاں حضرت یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر آیت مبارکہ

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ

کا یہ مطلب ہے کہ کسی آدمی کے مرنے میں اللہ تعالیٰ کے مدد و نسی اور کا
کون دخل نہیں ہے تو پھر جو آدمی قتل ہو جائے تو پھر قتل عمد کی صورت میں قاتل پر
قصاص عدا ہے اور قتل خطا کی صورت میں قاتل پر بیت کیوں واجب ہے۔

یہ اگر وہاں حضرت کا یہ استدلال صحیح ہے تو پھر آیت مبارکہ

قل یتوفکم مدب اللہ الموت الہدیٰ الی کل یکم

ترجمہ

اے محبوب تم فرما دو کہ تمہیں وفات موت کا ارشاد دیتا ہے جس کو تم پر مقرر
کیا گیا ہے کیا مطلب ہوگا۔ یہ وہاں حضرت اس آیت کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں۔

وما احبکم یوم لتقی الجمیع فباذن اللہ

جو تم کو مصیبت پہنچی جنگ احد کے دن وہ اللہ کے ارادے سے تھی۔ حالانکہ اس مصیبت
کے پہنچنے میں مسلمانوں کی غلطی کا بھی عمل دخل تھا۔ اور ارشاد ہمارے تعالیٰ ہے۔

لہدیٰ اللہ الذین صولوا لحد مختلفو فہد من اجل ہادہ

ترجمہ

پھر ہر بیت کی اللہ تعالیٰ نے جی ہانت کی یہاں والاں کو جس میں وہ جھگڑ
رہے تھے اپنے حکم سے۔

تو کیا ان کے ہدایت پانے کے نذران کا کوئی رد و اختیار نہیں تھا؟ ہم
گزشتہ اور اس میں شرح عقائد کی عبارت سے استدلال چاہتے ہیں کہ اس معجزت
کے اندر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ارادے اور عمل کو اختیار ہی ہم مزید وضاحت سے
سنے دوبارہ اس عبارت کے مضمون کو بیان کر رہے ہیں عامر وہاں حضرت سے بالعموم
در سر مرزا صاحب سے بالخصوص گزارش ہے کہ اس عبارت پر غور کریں۔

معجزہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مانگہ انبیاء کریم علیہم السلام سے افضل ہیں انہوں نے اس
دعویٰ پر دلیل دیتے ہوئے اس آیت سے استدلال کیا تھا۔

ان یستکف المسیح ان یموت اللہ ولا مملکۃ امم یفریون

ترجمہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس امر سے کہ وہ اللہ کے عہدوں۔ ورنہ مقرب فرشتے معجزہ کا سند اس طرح تھا کہ اس طرح کی عہدیت میں ثقال اٹی سے علی کی طرف پابجا تا ہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ اس امر سے نہ دیر لغت کرتا ہے نہ بادشاہ تو ایک عہدیت سے پتہ چلتا ہے کہ بادشاہ کا رتبہ وزیری سے زیادہ ہے تو معجزہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے ایک پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے فرشتوں کا رتبہ زیادہ ہے۔ تو علماء اہل سنت نے معجزہ کے اس سند کا جواب اس طرح دیا ہے کہ اللہ رب العزت اس آیت کریمہ میں عیسیٰ کو کا مدح فرما رہے ہیں کیوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر و خوارق عادت انہیں کو دیکھ کر ان کو غلہ مان لیا تھا تو اللہ رب العزت فرما رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام باوجود ان کے کہ ان سے یہ خوارق عادت انہیں صادر ہوتے انہیں اللہ تعالیٰ کا عہد ماننے میں کوئی عار نہیں ورنہ فرشتوں کو جو ان خوارق عادت میں ان سے زیادہ خزانوں کے مالک ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام جو اہل معاد کے اہل قدرت رکھتے ہیں انہیں بھی تو علماء عقائد مفسرین نے یہ کیوں دش فرمایا کہ فرشتے ان خوارق عادت میں ان سے زیادہ قدرتوں کے مالک ہیں کیوں کہ یہ قدرتوں کا مالک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں قدرت عیسیٰ علیہ السلام کی جیسی بھی ثابت ہے۔

کیونکہ اسم تفصیل کا صیغہ جہاں بولا جاتا ہے وہاں نفس شے کے ثبوت اور اصول میں مفصل، مفصل علیہ دونوں پر ہوتے ہیں مفصل میں وہ چیز مفصل علیہ کی نسبت زیادہ پاؤں جوں سے جس طرح کہا جاتا ہے کہ یہ عمر سے زیادہ عام ہے تو نفس علم

ان تو انہیں بربروں میں سے اللہ رب کا علم عمر سے زیادہ ثابت ہو جائے گا یا عیسیٰ کیوں کہ عقیدہ ہے کہ شیطان کا علم ہی پاک کے علم سے زیادہ ہے لیکن وہاں حضرات علیہ السلام سے نفس علم کے تو قائل ہیں ہی

یہ وہاں حضرات یہ رش فرما میں گر سور خوارق معاد پر قدرت رکھتا ہے تو پھر فرشتہ کو یہ مان کیسے ثابت ہو گیا یا وہاں حضرات کے دھرم میں کچھ غیر نہیں؟ صرف امیاء علیہم السلام غیر اللہ ہیں؟ اور وہاں حضرات یہ کہیں کہ انشتان کیسے بھی کسی قدرت مانا شرک ہے پھر آیت کریمہ فامد برت امر کا یہ جواب یں گے؟

وہاں حضرات سے یہی رش ہے کہ اس راوی پر وہ چل رہے ہیں وہ رست ہم کا ہے لہذا انہیں کہنے کی ہوجا میں

گر وہاں حضرات ہے عقیدہ مطلقہ پر اصرار کرتے ہیں گے کہ سور خوارق معاد پر قدرت کا عقیدہ رکھنا مشرک کا عقیدہ ہے تو پھر انہیں عدم تفتاری سے سید شریف جرجانی عدم خازن عدم کسبی عدم آلوسی مام رزکی علامہ ابو حیان ندوی عدم بیضاوی عدم خفائی شیخ راہ شارج بیضاوی عدم بغوی علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عدم جمل عدم قرطبی عدم صاوی ان سب حضرات کو مشرک قرار دینا ہے گا۔

اسی طرح علامہ کمال بن الامام مساریہ میں علامہ شریف الدین عسکری مسامرہ میں عدم بو اسعد سے اپنی تفسیر رش اطفال میں یہی جو بات دیئے تفسیر زاد المسیر میں علامہ میثاق پوری سے اپنی تفسیر عرب القرآن میں یہی جو بات دیئے تفسیر ابن کثیر اور یونہیوں کے حکیم الامت شرف علی تھانوی سے بھی اپنی تفسیر بیان قرآن میں یہی بات بیان کی ہے اس طرح عقائد میں احناف کے امام ابو منصور ماتریدی اپنی تفسیر

مذہبی میں بھی لکھتے ہیں۔ ان سب حضرات نے یہ لکھا ہے کہ نبیہم السلام کو جو نصیحت فرشتوں پر حاصل ہے وہ کثرتِ ثواب کے مظہر سے ہے اور زیادہ امور حارکہ معصیت پر قدرت ہونا یہ نصیحت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ جس نصیحت میں اختلاف ہے وہ ایسی نصیحت ہے جو کثرتِ ثواب کی وجہ سے حاصل ہو کر وہابی حضرات کے کتب کو نہیں مانتے تو پھر ایسی کتب انہوں نے اپنے مدارس میں داخل کیا کی ہوئی ہے جو شرک و مودفہم کریں۔

نیز تھانوی صاحب نے بھی یہی لکھا ہے اگر وہابی حضرات پرانے علماء کی بات کو نہیں مانتے تو تھانوی صاحب کی بات کو ہی مان لیں اور امور حارکہ معصیت کا عقیدہ رکھنا شرک ہے کا عقیدہ ترک کر دیں کیونکہ اگر ان امور کے قائلین کو مشرک کہنا وہ ثابت نہیں کریں گے تو ان کے تھانوی صاحب بھی مشرکین میں داخل ہو جائیں گے اور پوری دلو بندگی قوم کو حکیم امت مانتی ہے تو اس سے وہ ساری کی ساری مشرک ہو جائے گی اس سے وہابی حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر کی فکر کریں۔

سے ہل خول نہ تجھ کو تو پڑی ہے گانے کی

مگر مجھ کو تو پڑی ہے تیرے شینے کی

ایک قابل توجہ نکتہ

الذاتوں کے لیے السلام پر احسان چکاتے ہوئے اشد اذہار

اقول عیسیٰ ابن مریم البیت

بیت دیہاتے ہوئے مفسرین کرم علامہ ابو مسعود بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احارن وصادی علیٰ بنی لین ومام ہارتیدی جو عقائد میں الہیہ مام ہیں انہیں جس جرم و غیثا پوری وروح ہیماں وروح معانی ودارک

حاجی علی البیت وشیخ رادعی البیت کی مظہری تفسیر یعنی اسی طرح دیگر علماء کا یہ مام سے لکھا ہے کہ بیت سے مراد معجزات جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے ہیں مردوں کو زندہ کرنا لڑکوں کو بچھیں یا بارش کے دلغ والوں کو ٹھیک کرنا گھر میں تہوں جون چیزوں کی جبر ہنا۔

دلو بند یوں کے گھر کی گواہی:

دلو بند کے شیخ الاسلام موسوی شیر احمد عثمانی نے بھی اس مضمون کی عہدیت اپنی کتاب غیر عثمانی میں بھی لکھی ہے۔ عیسوی عہد اسلام کو ان امور پر قدرت ہی حاصل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا مقام حساب میں اس کو ترک کرنا کپہ صحیح ہے۔ کسی آدمی کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے لیکن نہ خود اس کو اس مال سے فائدہ حاصل ہونے کی قدرت دے اور نہ ہی دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی قدرت عطا فرمائے تو کیا یہ مال دیا گیا ہے یا صحت ہو سکتا ہے کسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ایک اور مقام پر اپنی شان یا اس کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

صوبہ مدینہ منورہ لا یقدر عسی شہی ومن ورفہ مدار
ی حب فہو یلق منہ سوا و جہر

اس آیت سے پتہ چلے گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے گا اور اس کو اس مال کے استعمال سے قدرت بھی عطا فرمائے تو یہ مال اللہ تعالیٰ کا حساب ہو سکتا ہے

یہ اور قابل غور نکتہ

وہابی حضرات کہتے ہیں کہ مردے کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور عیسیٰ مام کی طرف اس فعل کی نسبت عماری ہے تو ہم ان کو عرض کرتے ہیں کہ قرآن مجید سے سامری کے اس قول کو مدحہ کریں جب اس نے چہر تیل علیہ السلام کی

گھوڑی کے سوس سے مکر ہو بیوں مٹی کو پورست کے بدر ذال تودہ پورست پھنڑے
نی شکب میں تہریل ہو گئے اور پھنڑے میں کوڑی پیدا ہو گئی۔ جیسے کہ قرآن مجید
گواہی دیتا ہے کہ بنی اسرائیل نے کہا:

حمدا اور اامن ربنا لقوم فعلا فاعفوا فعدلت لقی اسامری
فاسوح لهم عجل احسن نہ عوار

ترجمہ:

بیکل انھوں ہم سے بھاری بوجھ فرعون کے زہور کا سامہم نے اس کو پھینک دیا
پھر اس طرح اسامری نے پھر نکال دیا اسے اسلے ایک پھنڑے کا ایک ہزار حس
میں آوار گائے کی۔
(ترجمہ محمود احسن)

قرآن مجید نے اسامری کی ہات کو بیاں کرتے ہوئے فرمایا۔

فصبست قبضة من الراس و سول فبذلها

پھر بھریں میں نے ایک مٹھی پاؤں کے پیچھے سے پھر میں نے وہ ڈال دی۔

وجہ استدلال

جب جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی زندگی پیدا کرنے کا
سبب ہو سکتی ہے گرچہ خلق اس زندگی کی اللہ کی طرف سے تھی۔

كما قال له تعالیٰ خلق سموت والحيوة

پھر سیدنا یحییٰ علیہ السلام کہ جن کے پاس سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یرتاد بروح
لقدس آپ علیہ السلام کا مردوں کا رتدہ کرنے میں عمل دخل کیوں نہیں ہو سکتا۔ یرتدہ
بھی غور کرنا چاہیے کہ جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے سوس سے مکر ہونے کی
مٹی زندگی کے پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہے پھر نبی کریم علیہ السلام جن کی

ہات کی شان جبریل علیہ السلام جیسے ہزاروں فرشتوں سے بھی زیادہ ہے تو پھر اس
قدرت اور طاقت کا کون ندرتہ لگا سکتا ہے اسی لئے فرمایا گیا۔

ہزاراں جبریل ندرتہ

ہوئے عربوں ایک نظر

ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔

جن کے تلووں کا دھوون ہے سب حیات

ہے وہ جان سپرد ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔

نداری تھی ہے۔

لا صرب ہم طریقاً ہی لبحر یس

ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔

(پ ۶۔ سورۃ طہ۔ ترجمہ محمود احسن)

تلمہ کرتے ہوئے دیو ہر کے شیخ الاسد شیر حمد عثمانی لکھتے ہیں کہ

اسم نے اسی ہدایت کے موافق سمندر میں لامٹی ماری جس سے پانی

خدا لے ہو کو حکم دیا کہ زمین کو فوراً خشک کر دے چنانچہ ٹکا فانا

ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔

اسم نے اس کی طاقت کے ظہار پر قادر ہی نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ

دیتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسی ہات کا حکم نہیں دیتا کہ جس کے

ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔

معجزہ کے مقدور انبیاء ہونے پر تیسری دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَنزَلْنَا سَبْحًا دَهْوَ بَهْمٍ جَدِّ مَعْرِقُونَ (سورۃ احوال پارہ ۲۵)

چھوڑ جا دو یا تو تمہارا بہت وہ لشکر ڈوبے گا اسے ہیں (ترجمہ محمود الحسن)

نوٹ

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دریا سے پار تر کر چاہا کہ خشک راستے ختم ہو دیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دریا کو اس حال پر چھوڑ دو اور اس کی لگژرہ کہ دریا میں جو نہاں گیا ہے وہ باقی نہ رہے اس کو اس حالت میں چھوڑ دو یہ نہایت بڑی بفرعون کے لشکر اس میں جھنڈے کی ہمت کریں گے چنانچہ وہ سب خشک راستہ دیکھ کر ہل گئے اس کے بعد خدا نے علم سے سمندر کا پانی چاروں طرف سے آ کر مل گیا سارا لشکر اس طرح غرقاب ہو۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۵۰)

وجہ استدلال

اس آیت کریمہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ معجزہ کے صادر کرنے میں انبیاء علیہم السلام با اختیار ہوتے ہیں تو اگر موسیٰ علیہ السلام ختم کرنے پر قادر نہ ہوتے تو اللہ رب عزت کے منع نہ فرماتا۔

معجزہ کے مقدور انبیاء ہونے پر چوتھی دلیل

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا دَمِي دَرْمِي وَلَكِنَّ اللَّهَ دَمِي

۱۔

۱۔ میں نے نہیں سمجھتی تھی کہ اس وقت تک کی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے

(ترجمہ محمود الحسن)

۱۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ سے ایک فعل کی نفی بھی کی۔ اس فعل کا ثبوت بھی کیا ہے۔ تو خدا نے فرمایا کہ نبی جو ہے وہ خلق ہی ہے۔ جو ہے وہ کسب کا ہے تو اس سے ثابت ہو کہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کے اختیار سے صادر ہوتا ہے۔

۱۔ میں نے اسے قتل کیا کیونکہ عداوت ایک مٹھی ننگریوں کے ہر ریر سے کا۔ آگ میں پانی جانا ناممکن ہے۔ جب ثابت ہو گیا کہ یہ خرق عادت فعل ہے۔ اس عادت فعل صادر ہوا اس کو معجزہ کہا جاتا ہے۔

۱۔ یہی تفسیر امام نسائی نے تفسیر دارک میں علامہ نیشاپوری نے تفسیر علامہ خفایا نے پٹی تفسیر عنایت القاضی میں اور عقائد میں میں نے پٹی تفسیر تاجات اہل السنۃ میں اور امام رازی میں نے تفسیر راجح معانی میں اور علامہ ساعیل حقانی نے صمدی میں اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث میں قاری نے مرقاۃ میں فرمائی ہے۔

۱۔ میں نے اسلام ہونے پر پانچویں دلیل

۱۔ میں نے اسلام ہونے پر پانچویں دلیل

کر دیا کہ وہ اس کے علم سے جہاں وہ چاہتے رہی سے جاتی۔

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا جس کو انہوں نے اپنے رب سے طلب کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عطا فرمایا تھا ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی، تفسیر کبیر، تفسیر میثاق پوری، تفسیر عنایت لکھنوی، تفسیر من جبرہ، اس کثیر تفسیر بوسعد، تفسیر صاوی، جمل، قرطبی، فان معام القرآن، مدارک بحر مفید روح ہیوس روح معانی، راہ المسیر، تفسیر ماترید، تفسیر کشف المشک، زادہ البیضاء۔

اس تمام تفسیر میں ان مرقی و صاحت موجود ہے۔ دیوبندیوں کے حکیم، امت اشرف علی تھانوی، اپنی تفسیر بیابان القرآن میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ارشاد فرمایا کہ جتنے سال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں تجھ کو حار و سرد نہیں بنایا جیسا کہ دوسرے ملک حزن ملک کے ملک نہیں ہوتے ناظم ہوتے ہیں بلکہ تم کو مالک ہی بنا دیا ہے، لاکھ تصریحات کے مٹا رہو۔ (بیان القرآن جلد ۲ ص ۸۸۹)

معجزہ کے مقدور انبیاء ہونے کا بیان احادیث کی روشنی میں۔

حدیث نمبر ۱۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ کافی منادید قریش کی دعوت فرمائی مگر انہوں نے اسلام نہ دیا، دعوت میں بکری کا ایک ہار دیا اور چار سیر دودھ بھیج فرمایا اور قریش سے سرداروں میں سے ہر ایک پر ہار دیکھا، اور ایک ایک صاع دودھ پیئے والے تھے۔ لیکن نبی کریم علیہ السلام نے اپنی شانِ عبادت کی وجہ سے کب مقدار کو تمام فرما

پورا فرما دیا اور اس کے کھانے کے بعد بھی کچھ مقدس کچھ گئی۔

یہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہے اپنی کتاب دلائل النبوة میں نقل فرمادیا۔ اور ہم نے اپنی نے معجم کبیر میں اور علامہ دمشقی نے مجمع الزوائد میں نقل فرما کر اس کے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی صحیح بخاری شریف کے بروکی ہیں۔

معجزہ استدراک

اس حدیث سے صاف ظور پر ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ نبی پاک علیہ السلام کے قصہ دور اور دسکے سے صادر ہوتا ہے تو مگر نبی کریم علیہ السلام بھی چاہتے تھے کہ یہ سیر ہو جائیں تو مگر اللہ تعالیٰ نے چاہنے سے ہی وہ سیر ہوئے اور عادی اس سے کاسیر ہونا ناممکن تھا۔

بٹ

وہاں حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ معجزہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ردے سے صادر نہیں ہوتا تو ان حضرات سے گزارش ہے کہ جب وہ حضرت زادہ نے ان میں پھر بھی اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا فرما دینا سے وہ ان عرت لڑی فرما دے۔ تو جب وہ وہاں سے تو پھر اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا کیوں نہیں کرے؟

اس میں وہ ان عرت لڑی کیوں نہیں فرما دے گا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کریم علیہ السلام سے کوئی ضد ہا کی نہ ہو، نہ کہ جب وہ نہ کریں پھر تو معجزہ پیدا فرما دیتا ہے اور جب وہ نہ دے گا یہ نہیں فرماتا ہے۔

حدیث نمبر ۲:

جب نبی کریم علیہ السلام اجرت کر کے مکہ سے مدینہ تشریف لے رہے تھے تو نبی کریم علیہ السلام حضرت ام سعد کے خیمہ سے پاس سے گزرے اور فرمایا یہ لوگوں کو کھانے پینے کی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں پھر نبی کریم علیہ السلام نے وہاں ایک بکری کھڑی دیکھی سرکار علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ دیتی ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ دودھ دیتے ہیں بلکہ اس قابل بھی نہیں کہ یہ دوسری بکریوں کے ساتھ چل کر چائے تو سرکار علیہ السلام سے اس بکری کے قصہ پر ہاتھ پھیر تو اس سے تھن دودھ سے بھر گئے نبی کریم علیہ السلام نے حضرت ام سعد کے گھر کے سردار سے برتن دودھ سے بھر پئے اور آپ نے خود بھی دودھ نوش فرمایا حضرت صدیق اکبرؓ کو بھی عطا فرمایا اس وقت کو کچھ کر حضرت ام سعد اور اس کا خادمہ سے نبی پاک ﷺ کی لدا میں داخل ہو گئے اور حلقہ بگوش سلام ہو گئے۔

ام حاکم نے اس حدیث کو مستدرک میں صحیح قرار دیا علامہ رحمہ اللہ نے بھی اپنی تحفہ میں حاکم کی موافقت کی ہے بن کثیر نے البدیع دلتہا یہ میں بھی ذکر فرمایا۔ علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کو الوفا باحوال مصطفیٰ میں لکھا۔

علامہ ابن عبد البر نے اس حدیث کو الاستیعاب میں اور علامہ بخاری نے اس کو شرح السنہ میں نقل فرمایا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث سے بھی نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ صادر کرنے کے اندر اختیار ہونا ظہور من الشمس ہے۔ کیوں کہ یہ بات جلی بدیہات میں سے ہے کہ نبی کریم علیہ السلام سے جب بکری کے قصہ پر ہاتھ پھیرا تو آپ چاہتے تھے کہ

دودھ نکل آئے اور اس سے دودھ کا نکل آنا یہ امر حارق معادات ہے کیوں کہ عادتاً نبی بکر کی سے دودھ کا نکل آنا ناممکن ہے۔

حدیث نمبر ۳:

نبی کریم علیہ السلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں جب مکہ سے تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے کہا جو کسی کی بکری چر رہے تھے کہ ہمیں دودھ پلاؤ انہوں نے عرض کیا کہ میں دودھ پیش نہیں کر سکتا کیوں کہ میں کسی کی بکریوں کا دودھ بغیر مالک کی اجازت کے کسی اور کو پلانے کا حق نہیں ہوں تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی بکری ہے آؤ جس سے رہنے بھی تک جفتی ہے کی ہو جب وہ سے کر حاضر ہوئے تو نبی کریم علیہ السلام سے اس سے بھی دودھ کا پلا دیا۔

سرکار علیہ السلام کے اس کس اور معجزہ نہ شان کو دیکھ کر عبداللہ ابن مسعود کسی اللہ علیہ السلامات ہو گئے۔ یہ حدیث پاک مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان کے اندر مذکور ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی ہر اس شخص کیلئے جس کی اللہ تعالیٰ نے بصارت کو عطا نہیں فرمایا یہ بات رور روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس معجزہ کو صادر کرنے میں نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ کو دخل تھا اگر آپ ﷺ کا ہے ہرے میں اس قدر یہ ہوتا جو اسماعیل دھوکے سے پیش کیا کہ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو یہ نہ فرماتے کہ ایسی چھوٹی بکری لے آؤ جس کے ساتھ رہنے ابھی تک جفتی نہ

تو ہم اس نظریہ کے بارے کے پابند ہیں جو سرکار علیہ السلام سے ہمیں بتلایا
 ہے کہ اس نظریہ جو سائیل دھولی نے بتایا ہے ہم اس سے ایسے نظریہ سے اللہ
 تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴۴

ایک عرب نبی کریم علیہ السلام کی پارگاہ میں حاضر ہو اور عرض کی یا رسول
 اللہ ﷺ میں آپ پر ایمان لایا ہوں آپ مجھے ایسا معجزہ دکھائیں کہ میرے یقین میں
 اضافہ ہو جائے تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے تو اس نے عرض کی کہ
 یا رسول اللہ جو درخت ادھر پارکھڑ ہے اس کو بڑاؤ تو سرکار علیہ السلام سے درخت کو
 بڑا تو وہ حاضر ہو گیا پھر اس نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ وہ ہاں چلا جائے تو وہ وہاں
 چلا گیا پھر اس نے سجدہ کر کے کی جارت طلب کی تو سرکار علیہ السلام نے سے سجدہ
 کرنے سے منع فرمادیا پھر اس نے ہاتھ پاؤں کو بوسے پیسے کی جارت طلب کی تو
 سرکار علیہ السلام نے جائز عطا فرمادی۔

ہم حاکم نے اس حدیث کو مستدرک میں صحیح قرار دیا ہے بہت علامہ ذہبی
 نے ارشاد فرمایا کہ اس کی سند میں ایک روای ہے صالح بن حیوان ہے جو کہ ضعیف
 ہے پھر اس کے بارے میں گزشتہ یہ ہے کہ قصاصی عمر میں اور فصائل رجال میں
 ضعیف حدیثیں بھی قیوں ہوتی ہیں۔ چنانچہ کہ یوہدیہ سے شیخ سلام ظفر احمد عثمانی
 اپنی کتاب اعلام اشئین میں لکھتے ہیں کہ

لا یحییٰ نضعاف مقبولاً ومعمولاً فی فصائل الاعمال ومنافذ الرجال
 محلی نہ رہے کہ عیض حدیثیں فضائل عمال میں اور منافذ رجال میں مقبول اور
 جہول ہوتیں۔

میر اس حدیث کی در سید بھی موجود ہیں جس کی وجہ سے اس حدیث سے
 اشئین میں قوت پیدا ہو جائے گی نیز ہمارا اصل مسئلہ تو صحیح سند کی صحیح احادیث سے
 ثابت ہے۔ محض تائید کے لئے میں اس کا اعتبار کرتے ہوئے کوئی مصدقہ نہیں رکھتا۔

نیز صاحب قصیدہ برودہ امام یوسفی رحمۃ اللہ علیہ جس کے بارے میں
 اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ یہ قصیدہ الہام رہا ہے سے لکھا گیا ہے۔

حضرت امام یوسفی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں

جاءت لدعوتہ لاشجار مساجد

بمنسب الیہ علمی سابق ہلا قدم

ترجمہ:

نبی کریم علیہ السلام کی دعوت پر درخت بھی سجدہ کرتے ہوئے اپنے تنوں پر
 ہاتھوں کے چپتے ہوئے آئے۔

یہ اصل قصیدہ ہے۔ یہ دلت و شاعر مصنفین بریلوی علیہ الرحمۃ کا رشتہ

وہ زمان جس کو سب کی سنجہ کہیں

اس کی نالہ حکومت پہ لاکھوں سدا

یہ قصیدہ بھی ایک قصیدہ ہے جس کی تصنیف میں درود تھا تو سر کا حلیہ

یہ قصیدہ بھی ایک قصیدہ ہے جس کی تصنیف میں درود تھا تو سر کا حلیہ

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہو کہ نبی کریم علیہ السلام جب چاہیں جس کو چاہیں اپنی شان عبادی سے شعا عطا کر سکتے ہیں۔

حدیث نمبر ۶:

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر گرم دیگ کر کے اس کا ہاتھ جل گیا تو نبی کریم علیہ السلام نے اپنا عذاب دامن لگایا اور دعا کی کہ سے بعد ان کو شفاء عطا فرما تو ان کا ہاتھ ہرک ٹھیک ہو گیا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام امور غیر عادیہ میں تصرف کرنے کی اہلیت کے حامل ہیں۔

نوٹ

یہ حدیث پاک نسائی شریف میں موجود ہے اور جو اس سے پہلے ہم نے حدیث لکھ کی ہے وہ کنز العمال میں ہے اور الہد یہ و النہایہ میں حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۷:

نبی کریم علیہ السلام کے چاہے ایک یہودی حاضر ہو اور کہنے لگا کہ میں تم سے کچھ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں اس کعبہ کے حوالے سے کچھ مانگا ہے، اس سے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو پھر کیا تو مسلمان

ہو گا۔ سرکار علیہ السلام نے کعبہ کے خوشے کو ہدایا وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ داییں پٹی جگہ پر چلے جا تو وہ داییں پٹی جگہ پر چلا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ حدیث صحیح ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے قطعی طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے سے صادر ہو سکتا ہے کیوں کہ کعبہ کے خوشے کا چل کر آپ کے پاس آنا اور چل کر اپنی جگہ جانا یہ عمل حارقی معجزات ہے اور یہ عمل نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ سے ہی صادر ہو اور معجزہ کی بھی یہی تعریف ہے۔

حدیث نمبر ۸:

جب اہل طائف نے نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی کا ارتکاب کیا تو نبی کریم علیہ السلام ان کی اس گستاخی اور بے ادبی کی وجہ سے پریشان و غمگین ہو کر فرمایا تھے جبریل امین علیہ السلام حاضر ہو سے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کو چاہیے تو نبی کریم علیہ السلام نے اس درخواست کو بلا یا پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کو حکم دیجئے کہ یہ وہاں چلا جائے تو آپ نے اس کو حکم دیا تو وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے لئے کافی ہے۔

یہ حدیث پاک مشکوٰۃ شریف دارمی شریف اور مسند امام احمد میں مذکور ہے۔ شیخ نے مجمع الزوائد میں فرمایا اس حدیث کی سند صحیح ہے اور فتح الباری کے میں اس حدیث کی صحت کا قول ہے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے مالک نے مکتب بنایا اور اس پر پابندی لگائی کہ تم مجھے کچھ سے تیس ۲ درخت لگا دو اور حسب تک وہ کھجور کے درخت چھل نہیں دے گا تم بدستہ میرے علم رہو گے ورنہ چائیں اونیہ سونا مجھے دے ہوگا تو نبی کریم علیہ السلام نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کی مدد کرتے صحابہ نے ان کی مدد فرمائی کچھ صحابہ سے اس کو نہیں بھیجا دیا اور بعض سے بیس چیش کیس اور بعض نے پندرہ درہم لے دیں اور بعض نے اپنی مچھلی لکڑی کے مطابق پیش کیا حتیٰ کہ تیس سو کھجوروں کے درخت جمع ہو گئے پھر نبی کریم علیہ السلام سے اپنے ہاتھ مبارک سے لگایا حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ پھر تم کھجوروں کے درختوں سے بیس چھل دیا ورنہ کوئی درخت بھی بیس نہ رہا جس نے چھل دیا ہو ب چائیں وانیہ سونا بٹایا دیا تو نبی کریم علیہ السلام کے پاس ایک جنگ سے مرئی سے نڈ سے کی مقدار سونا آیا تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ فارسی مکتب کدھر ہے جب دو حاضر ہو تو فرمایا کہ یہ لے لاؤ جو تم پر قرض ہے ہر کتابت کے ۱۰ سو اس کے دے دے ۱۱ کرو تو حضرت سلمان سے عرصہ بیاہر ۲۰ سال تک ان کے اسیٹے میر بھائی پھر کم تر مہ کیسے دیا ہوگا تو آنحضرت ﷺ سے فرمایا کہ میں سے واللہ تعالیٰ تمہارا قرضہ اس کے بیٹے پر اسے لگا تو آپ فرماتے ہیں کہ میں سے اس کو تو قرضہ ہے اس بات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جاں ہے وہ سونا پچا بیس اونیہ تھا۔

حضرت سلمان سے پھر وہ ۱۰ سال سے دیا اور آپ آرا ہو گئے۔

مختصر کبیر طبری جلد ۷ ص ۱۲۶ مسند امام احمد جلد ۵ ص ۴۴۱ تا ۴۴۲ اور

۱۔ اس بعد جلد ۴ ص ۵۷ تا ۸۰ میر تقی میر ہشتم جلد ۱ ص ۲۲۸ تا ۲۳۱ تاریخ
۲۔ اس ص ۶۳ تا ۶۹ میر اعلام الدین علیہ السلام جلد ۱ ص ۵۰۶ تا ۵۱۰ علامہ ثور
۳۔ مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں کہ اس کو امام احمد نے روایت کیا اور طبرانی نے
۴۔ طبرانی کے روی بخاری کے روی ہیں ۵۔ ایک دی کے گرد وہ بھی
۶۔ ایک اور سند کے ۷۔ میں بھی فرمایا کہ اس کے اوکی بھی بخاری کے
۸۔ اس نے عمر بن فرہ کے اور وہ بھی ثقہ ہے۔

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۳۳۶ تا ۳۳۷ سر فرار احمد خان صاحب مفسر پٹی
۱۔ میں الصدور میں لکھتے کہ علامہ نور الدین ہاشمی لڑے فاضل و جامع ہی نہیں
۲۔ قوی نے اس کو صحیح اور ضعیف حدیث کو پرکھنے کا قوی ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔
۳۔ اس کی دوسری کتاب احسن القلام میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اپنے وقت میں
۴۔ شکی و تضحیح و در ضعیف کی پرکھ سیکھی تھی تو اور کس کو تھی۔ تو حضرت کے اس رسالت
۵۔ امام آپ سے عرض کریں گے علامہ ہاشمی سے اس حدیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے تو
۶۔ اس سے فرماتے ہوئے اس حدیث کے مضمون پر بھی بیانات ہیں گے ۷۔ یہ
۸۔ و تسبیح فرمایا کہ گے کہ معجزہ نبی پاک علیہ السلام کے ارادہ سے صادر ہوتا ہے
۹۔ یہ حدیث پاک اس امر پر قطعی البتہ ہے کہ یہ خرق عادت کام نبی کریم علیہ
۱۰۔ ارادہ سے صادر ہو کیوں کہ عادت مرئی کے نڈ سے جتنی مقدار کے سونے کا
۱۱۔ دقتی جتنے سونے میں تبدیل ہو چکا یہ محال مر ہے اور حضرت سلمان فارسی قسم
۱۲۔ اس بات ہیں کہ جب وہ سونا تو نہ گیا تو چائیں وانیہ ثابت ہو جس آدمی کو اللہ
۱۳۔ قتل و شہور سے کون حصہ عطا فرمایا ہو ان حدیث پاک سے بخوبی مدد
۱۴۔ معجزہ انبیاء مریم علیہم السلام کے ارادہ سے صادر ہوتا ہے بہت جو لوگ

بعض رسالت میں مدھے ہو چکے ہوں اور مام نہیں سمجھنے کی تسلیس میں مصروف رہنے کی وجہ سے ان عقیدوں کا وہ ہونگے ہوں تو ان کو ان حدیث سے کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا۔ کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

من لم يجعل الله له نورا فليد من نور

اور یہ بھی فرمایا کہ

حتم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم

حدیث نمبر ۱۰

نبی کریم علیہ السلام جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے تو سرکار علیہ السلام نیک چڑھے کے پاس سے گزرے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کے ساتھ نے جفتی نہ کی ہو تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ اس طرح کی بکری تو نہیں ہے لیکن ایک سی بکری ہے جو امر اور کزور ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے قاصر ہے۔ تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا اس کو میرے پاس لے کر آؤ نبی کریم علیہ السلام نے اس کے تھوک پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی پھر آپ نے دودھ نکالا اور بوکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چایا پھر دودھ نکالا اور چڑھے کو چایا پھر نکالا اور خود نوش فرمایا تو وہ چڑھا عرض کرنے لگا کہ لڈ کی قسم میں نے آج تک آپ جیسے نہیں دیکھا آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں۔

تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں پھر اس نے عرض کیا کہ میں بھی گویا دیتا ہوں کہ آپ لڈ کے رسول ہیں اور جو آپ نے کام کیا ہے اس پر سوئے رسول کے کوئی اور قدرت نہیں رکھتا۔ مخلصا

مجم کبیر جلد ۸ ص ۳۳۳ عدد ۱۲۸۱ سے مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۱۳ میں ارشاد فرمایا کہ اس حدیث کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

حافظ بن حجر طبع الرحمة الیہ صاحب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ ج ۳ ص ۲۶۱۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے صحابی رسول ﷺ کا عقیدہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ نبی سمجھتے تھے کہ نبی کریم ﷺ معجزہ کے صادر کرنے میں ہا اختیار ہیں مگر اس کا یہ نظریہ نہ ہوتا تو وہ یہ فرماتے کہ

لا يقدر عسى ما فعلت الارسل

پھر نبی کریم علیہ السلام نے بھی اس بات پر سکوت اختیار فرمایا تو پتہ چلا کہ نبی کریم علیہ السلام کا بھی نقطہ نظریہ یہ تھا مگر آپ کا نقطہ نظریہ نہ ہوتا تو آپ لوگ دیتے۔

کیوں کہ نبی کریم علیہ السلام کی بعثت بھی اسی سے ہوئی ہے کہ آپ نے توحید و شاعت بھی کرنی ہے اور توحید کے معنی ہو اس کی بیخ کنی بھی کرنی ہے اگر وہابی حضرات کے سامنے ال سنت کوئی معجزہ پیش کریں تو وہ فوٹو دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ معجزہ اور کرامت میں عیب و ریاں کا کوئی اختیار نہیں ہوتا کیونکہ وہابی حضرات معجزہ اور کرامت میں بی اور بی کے اختیار کو توحید کے معنی سمجھتے ہیں لیکن نبی کریم علیہ السلام جس کی بعثت ہی اللہ تعالیٰ نے شرک کا قلع قمع کر کے کیلئے کی ہے آپ علیہ السلام کے سامنے جب یہ گزشتہ کی گئی یہ معجزہ آپ کی قدرت سے صادر ہو ہے تو سرکار علیہ السلام سے منع نہیں فرمایا اس سے وہابی حضرات یہ تاثر دیتا

چاہتے ہیں کہ توحید کے جو اسرار و رموز ہم پر منکشف ہوئے ہیں وہ سرکار علیہ السلام پر منکشف نہیں ہوئے تو ہم وہابی حضرات سے یہ گزارش کریں گے کہ

تمی نہ بڑھاپا کی وہاں کی حکایت

و من کو در و کچھ ذر بد قبا دیکھ

وہابی حضرات اس طرح کی باتیں کر کے کیا یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اصل نبوت کے الہام تھے و معاذ اللہ نبی کریم علیہ السلام کو نبی بنا کر اللہ تعالیٰ نے غلطی کی۔ کیوں کہ وہابی حضرات معجزہ میں نبی کریم علیہ السلام کے تصرف و اختیار کو شرک سمجھتے ہیں تو پھر انہوں نے وہابی صحابہؓ نے نبی کریم علیہ السلام کے سامنے شرک کیا اور آپؐ سے منع نہیں فرمایا تو کہا نبی کریم علیہ السلام کو شرک سے نفرت نہیں تھی و وہابی حضرت کو یادہ نفرت ہے۔ وہابی حضرت پر یہ شعر سچا آتا ہے۔

مر خدا کہ عارف مالک نہیں نہ گفت

در چہر تم کہ بعد افراش در کھا شنید

اے آتش یہ بارگ کوئے پر ہے سرنگی کیجئے

شکوئے بھونکتے ہیں یہاں نت نئے نئے

وہابی حضرات کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس طرح کا نظریہ بنا کر کہ نبی کریم علیہ السلام امور شریعہ میں مدد سے کام لیتے تھے کہیں اپنے دین و ایمان سے تو ہاتھ نہیں دھو بیٹھیں گے اور مناسب بھی ہے کہ تو بہ کر کے سنی ہو جائیں کیونکہ جس رستے پر وہابی چل رہے ہیں یہ رستہ جہنم کا راستہ ہے و جس رستے پر اہل سنت حضرت چل رہے ہیں وہ صحابہ کرام کا اور نبی کریم علیہ السلام کا راستہ ہے بن کریم علیہ السلام و صحابہ کے رستے پر چلنے والی ناجی ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی ہدایت فرمائی ہے کہ

بصر ط مستقیم صراط اندیس نعمت علیہم

ولی فی دعا ہنگو اور اللہ تعالیٰ نے خود معہم علیہم لوگوں کی وصاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

انعم اللہ علیہم من نبیین و صدیقین و الشہداء و الصالحین

بدشت میں چاہے فاسق و بی ادبی ہوگا جو اس رستے پر چلے گا کسی

رستے پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یہ وہابی حضرات سے یہ گزارش ہے کہ

ترسم نہ رسی کعبہ سے اعرابی

کیں رد کہ سے ای تر شاہ ست

یہ وہابی حضرات اپنے مدعوہ شرک سے بچنے میں خود کوتاہی کرتے ہیں۔

فرہ میں بلکہ وہ وہابی یہاں نہیں۔

اے میں تمہیں تو تجھ کو تو پڑی ہے گانے کی

مگر مجھ کو تو پڑی ہے تیرے آشیانے کی

حدیث نمبر ۱۱

ایک نبی سرکار علیہ السلام کی ہنگام میں آیا اور اپنے گھر والوں کے لئے

خوار و طلب کی رسم و صاحب کی سلی کیئے حدیث کے اصل عربی عبارت پیش کرتے ہیں۔

جاء رجل الى النبي ﷺ يستطعمه فاطعمه شطر راسي شعير فصار ال

مرحس ياكل منه وامرته وصبيهما حتى كانه فسي رقب سون ﷺ فوم

(تفصیل علیہ)

تكل منها لا تكلم منها و تقام لكم

ترجمہ۔

نبی کریم علیہ السلام کی ہنگام میں ایک آدمی حاضر ہوا اور اپنے گھر کی ہاتھی

فی شکایت کی ہی ریمیدایہ عذر سے اس کو تین مں جو عٹ فرماے تو وہ جی داس
کی بیوی اور اس کے مہمان عرصہ درنگ ان کو کھاتے رہے حتی کہ ایک سال نے
ان جوڑوں کو پیانے کے ساتھ ہا تو معمولی عرصہ کے بعد وہ جو ختم ہوئے۔
تو ہی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ عترتم اس کو نہ ماسپتے تو وہ جو تمہارے
پاس موجود رہتے اور تم ہمیشہ انہیں اپنے ستمال میں لاتے رہتے۔

وجہ اشتہار

اس حدیث پاک سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ یہ معجزہ نبی اکرم علیہ السلام نے اس وقت ہی فرمایا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کا رخ کیا تھا۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیغمبروں کو پورا فرمایا تھا کہ اس حدیث پاک سے وہابیہ کے اس عقیدہ باطلہ کا رد ہو گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

ایک ضروری نوٹ اور ایک اہم اشخاص کا جواب:

یہاں پہ شکار بھی پیدا ہوئے کہ یہی شریفوں حدیث پر ہے کہ
 یہی مرید رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ

کیمبر اعنہامکم یہاں تک کہ تم فہم

27

اپنے طعنہ نہ دیا۔ وہ اس سے تمنا کے کھانے میں برکت لیں۔
 تو پھر وہ اپنے کی وجہ سے ختم کیوں ہو گیا؟ جس جو بھل کر رہا ہے
 یہ حدیث پاک جس میں فرمایا کہ طعنہ کو ہاتھ سے اتار لیں۔ یہ چھو جاتی ہے یہ

اس صورت میں ہے جس بندہ خیر و برکت سے ورنہ حدیث پاک جس میں ہے
 ذکر ہے کہ ماچے کی وجہ سے طعام مستحکم ہو گیا اس کی وجہ یہ ہے ۔ ۱۰۰ غنم و ابق و تین
 کھیتے تھے اور جہاں پر کا یہ فرما ہے کہ غنم کو ماچا مروک سے اس میں برکت
 پیدا ہو جاتی ہے یہ خرید و فروخت و صورت پر محمول ہے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام
 ماچے بغیر خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حصہ ہفتم نمبر ۱۳

حضرت مولانا لک ریحی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم علیہ السلام کی ہر گاہ میں ایک
نہی میں لکھیں پیش کیا کرتی تھیں تو جب ان کے بچے ان سے کھانے پینے کی کسی چیز کا
مطلب کرتے تو وہ اس نہی کی طرف توجہ فرماتیں تو وہاں کبھی موجود ہوتا ورنہ اپنے
بچوں کو عطا فرماتی یہ اس مہربان سے اس ہی کو عطا کیا تو پھر اس کی ہر برکت مستم
ہوگئی۔

نبی کریم ﷺ سے دیا کرتے تھے کہ ان کو نہ ٹھکروں۔ تمہیں یہ دیکھنا ہے کہ وہاں سے دست بردار ہو جاؤ۔

نوٹ :

یہ حدیث پاک بھی بخاری شریف، بر مسلم شریف کی ہے۔

وجہ استدلال.

اس حدیث پاک سے واضح طور پر یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ یہ معجزہ
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قصد اور ارادے سے صادر ہو اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مافوق السبب امور میں بھی متصرف ہیں۔

حدیث نمبر ۳۳

حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مرکا و علیہ السلام نے کچھ بھجوریں ہاتھ میں لیں اور ان پر برکت کی دعا فرمادی پھر وہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ فرمایا تو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بھجوروں کو استنہا کرتے رہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک ان بھجوروں کو استعمال فرمایا جب سیدنا ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو جس قسمی میں اسوں سے کھجوریں ڈالیں تھیں وہ نہیں گر گئیں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو یک عام ہے۔ (عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا) ور مجھے دو غم تھا میں ایک حضرت عثمان کی شہادت کا اور دوسری قسمی کے گر جانے کا۔

یہ حدیث پاک جامع ترمذی شریف و مسند امام احمد میں موجود ہے۔ صاحب مشکوٰۃ سے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ تنقیح الروایۃ میں در طبع اربعانی میں اس حدیث کی سند کو سن فرمادیا ہے۔

وجہ استدلال

اب حدیث پاک سے بھی نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ کے صدور میں بالاعتبار مولانا ثابت سے روایات کے اس عقیدہ فاسدہ کا بطلان ثابت ہوتا ہے کہ رسول کا چاہے کتنا بڑا ہو وہ نہیں جانتا۔

حدیث نمبر ۱۴:

حضرت سید امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صراطِ علیہ السلام کی بارگاہ حاضر ہوئے۔ عرض کیا میں اللہ تعالیٰ میں آپ سے بہت ساری

حدیث مبارکہ سنا ہوں مگر بھول چکا ہوں تو نبی کریم علیہ السلام سے فرمایا چاہیے کہ جب ہوں سے چادر پھینکی تو نبی کریم علیہ السلام سے چادر چلو چادر میں ہاتھ رکھ کر نبی کریم علیہ السلام نے رشتہ فرمایا کہ چادر پہنیے سے رشتہ گا دو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے میں نے چادر پہنیے سے رشتہ گا دو اور اسے حدیث کے حدیث پاک میں بھول۔

نوٹ

یہ حدیث پاک بخاری شریف میں ہے۔ ہم قاضی نائل نے حدیث مذکورہ ماہ کے اصل عربی الفاظ بھی پیش کرتے ہیں۔

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یا رسول اللہ لی اسمع منک حدیثا کثیرا فانہ قال رسول اللہ ﷺ ابسط رداءک ثم غرق فیہ ثلاث غرقات ثم قال صمہ لی صمدیث قال ابو ہریرہ فضمتہ قال فما سبب ذلک بعد

وجہ استدلال

کنز و حقائق کے حاطے کو تہران لائبریری سے دار میں علیہم السلام سے جو دعویٰ حقائق منقول ہوئے ان میں سے ایک روایت بالکل طبع ہے کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے دے سے ہوا۔ یہاں نبی کریم علیہ السلام کا یہ حکم دینا کہ چادر پھینک دو پھر رشتہ فرمایا جیسے سے ساتھ لگا دیا۔ یہاں شہادتیں دہلی میں ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام چاہتے تھے کہ ان کا پس کا مرض دور ہو جائے اور ان کا حافظہ بے مثال ہو جائے اس حدیث پاک سے عیاں ہوتا ہے کہ عقیدہ باطلہ کا یہاں رسول سے چاہے کتنا بڑا ہو وہ نہیں جانتا۔

نیر کا یہ عقیدہ ہلکا ہے جس کا نام محمد باطلی ہے وہ کسی چیز کا نائب و مجتہد نہیں اور نہ ہی
 کریم علیہ السلام کی شان تو یہ ہے کہ نام اہل سنت علیہ الرحمہ لڑاتے ہیں
 مالک کو نہیں ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
 رو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے نہ ہاتھ میں

حدیث نمبر ۱۵

بی بی عابدہ سلام کے ایک بھائی حضرت جریر بن عبد بن جحش مدنی
 سے کہتے ہیں میں نے سیکھے تھے بچے رجاتے تھے تو بی بی کریم علیہ السلام نے ان
 سے حق میں دعا فرمائی۔

اللہم لیسہ عسی فرسہ

اس نے بعد بھی دو گھوڑے سے نہیں گرتے۔

نوٹ

یہ حدیث پاک بخاری شریف میں ہے۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ بی بی کریم علیہ السلام کا ہے ہرے میں
 عقیدہ یہ ہے کہ جس کے ہرے میں چاہوں کہ وہ اپنی سوری سے نہ گرے تو
 میرے چاہے سے اس طرح ہوجائے گا تو اس سے وہابیہ کے اس گستاخانہ عقیدہ کا
 ابطال ہوجائے گا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا یہ
 نظریہ نہیں ہے کہ میرے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جو آدمی صحیح سوری نہ کر سکا ہو اس کا
 سوری پہ قار ہو جائے گا حقیقی معادست ہے اور نبی کریم علیہ السلام کے حکم سے صادر ہو۔

حدیث نمبر ۱۶

نبی کریم علیہ السلام سے ایک بیویاں راہب کا وقتہ ہوا فرمایا جس کا نام
 جرجج تھا کہ وہ نماز و کمرہ ہے تھے تو ان دنوں سے آگے اس کو پکارا لیکن وہ بدستور
 نماز پڑھتے رہے اور ہاں کی پکار پر توجہ نہ کی تو اس سے اس کو بدنامی کہ اسے لقا
 جب تک یہ فاحشہ عورت کا چہرہ نہ دیکھے اس کو موت نہ آئے۔ لہذا اسی عرصے
 بعد ایک فاحشہ عورت نے ایسا چہرہ سے دعا کی راہ اور جب اس کو حاصل نہیں کیا
 تو لوگوں سے پوچھا یہ جس سے ہے تو اس عورت نے کہا یہ جرجج کا ہے۔ تو لوگوں نے
 حضرت جرجج کا عہد تشریف لے کر شروع کیا۔ یہ جرجج کہ اس عہد کا یہ عہد کر
 اس پر آپ سے پوچھا کہ میرا کیا قصہ ہے تم میرے عبادت کے لایوں مارے ہو
 انہوں نے کہا تو نے فلاں کو روئی عورت سے رونا کیا ہے اور اس کو حاصل نہیں کیا ہے تو
 آپ اس عورت کے پاس آئے اور پیٹ ڈالے بچے سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے
 اس سے جواب دیا کہ میرا آپ چاہے پھر لوگوں سے اس سے عرض کی کہ ہم آپ سے
 سو سے پانچ سو کا عبادت کا حشر بنا رہے ہیں آپ سے کیا ہے تم میرا کیا کرو۔ دیکھتے
 نے جو میرے عبادت کا یہ گریہ ہے اس جیسا بنا دہوں گے جس طرح کا عبادت کا۔
 گریا تھا اس طرح کا پھر تغیر کر کے دیا۔

نوٹ

یہ حدیث پاک بخاری شریف و صحیح مسلم شریف میں موجود ہے۔
 حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابنی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔
 ان مکرر اذی قد تقع من مولیٰ باعتبارہ وحلیہ (عمدة القاری حدیث ۲۸۳)
 کہ انی اور شواہد اس کی حدیث ۳۹۴ طریقہ نقل کیے ہم اہل حق و ان کی مثل

تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔ (تفہیم غلط فہم ص ۲۹)

علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد۔

حضرت اپنی کتاب شرح عقائد باب الکرامات میں لکھتے ہیں کہ معجزات امیہ کریم علیہم السلام کے راز سے صادر ہوتے ہیں۔

نوٹ

شرح عقائد ایک ایسی کتاب ہے جو اہل سنت کے مدرس کے اندر داخل نصاب ہے۔ اور وہابیہ کے دولوں گرد خواہ مقلدین ہوں۔ یا غیر متقدمین صدیوں سے اپنے مدارس میں یہ کتاب پڑھا رہے ہیں اور سرفراز خاص صدر کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ وہ سائیکھ سال سے مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھا کر بولے ہوئے ہیں تو خدا برہمہ اسہوں نے شرح عقائد بھی کئی مرتبہ پڑھائی ہوگی پھر پتہ نہیں حضرت کی عقاید لگا ہوں سے یہ عبارت کیوں اوجھل ہو گئی ہے حالانکہ لو لکھنے والوں کی نگاہیں تو بڑی چیز ہوتی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب بغض رسالت میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے تو پھر اس کو کوئی بھی چیز بھائی نہیں جاتی جو کریم علیہ السلام کی تعریف کو متضمن ہو۔

نیز سرفراز صاحب کی شرح چشمی اور بے حیائی مدخل ہو کہ مروجہ دور کی کتاب میں یہ عبارت موجود ہونے کے باوجود کتنی بددیوباری سے اپنے خصم کو چیلنج کرتے ہیں کہ کسی ایک عام دین کا حوالہ پیش کیا جائے کہ معجزات نبیہ علیہ السلام درک کر بات ادبیہ میں ان کے ارادے کو اختیار کو دخل ہوتا ہے حضرت کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں تو پھر کیا ان کی نگاہ مبارکہ سے ہماری پیش کردہ عبارت نہیں گزریں اب وہی صورتیں ہیں یا تو سرفراز صاحب کو ان عبارت کا پتہ تھا اور

حال ہو چھ رجحونہ ہوں تو یہ صریح ضدت ہے۔ یہاں کو صاحب کا پتہ ہی نہیں تھا تو یہ۔ ان صریح جہالت ہے مروجہ صورت میں سرفراز صاحب قابل مدحت ہیں۔

یہاں کی خدمت میں گزارش ہے کہ جب ان کا مطالعہ کیا ناقص ہے تو پھر نہیں یا حق پہنچ سکتا ہے کہ وہ مقالات پر مشتمل کتاب کو راہ ہدایت کا نام دیتے پھر میں درگزر وہاں دلوں میں چھپے ہیں۔ اسباب سے خبردار رہیں کہ مطالعہ کیا ہے تو پھر لازماً انہوں نے مذکورہ عبارات کا مدخل کیا ہوگا تو پھر ان کا یہ چیلنج کرنا کہ کسی ایک عام کا حال پیش کیا جائے یہ صریح ضدت ہے اور پھر ان کا ایسی ہے وہ وہ مصابین پر مشتمل کتاب کو رد یہ کام دینا ان بات کا مصداق ہے کہ برعکس نہدنا ہی گئی کا فور۔

مد سرفراز صاحب و چاہیے چاند سم نے ان کا مطالبہ پورا کر دیا ہے اب ان کو اس بات پر ایمان سے تانا چاہیے کہ معجزات و روایات نبیہ علیہ السلام کی قدرت میں ہوتے ہیں۔

آجی شرط بلاغ مست ہا تو گویم

خواہ رخصتم پند گیری یا دل

مانوں مانو جان جہاں اختیار ہے

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے رہتے ہیں

علامہ میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب شرح مواقف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ معجزہ نبیہ علیہم السلام کی قدرت سے صادر ہوتا ہے اور یہی صحیح بات ہے۔

(شرح مواقف ص ۶۶۶)

مولوی سرفراز صاحب مقرر نے جو اپنے آپ کو عظیم کہتے ہیں اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے دہریت میں اپنے عقیدے کو خوب مضبوط کیا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ معجزہ کا مقدر انبیاء بود : ہاتھ سے درمقدور ہیں معجزہ کا حقیق اور حیر ہے۔ (ردہ ہدایت ص ۵۹)

جی ہمت یہ ہے کہ ہم نے سرفراز صاحب کی اس مبہل عبارت کو ہر بار دہرائے پڑھا بین ہمیں اس سے اس مبہل کلام کی کوئی سمجھ نہ آئی تھی اس لئے یہ شعر یاد آتا۔

ہک ہا ہوں جوں میں پیا کیا کچھ

کچھ نہ سمجھے حد کرے کوئی

سرفراز صاحب اس بھی عقل سے کام لیتے تو شرح سوانح کی یہ عبارت اس میں نص صریح تھی کہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں نہیں جس سے چونکہ ان سے مصداق ہیں کہ

صاحب اس شہد کہ چپ شوا

کچھ۔ کچھ کہے کیسے یہ دہریت عبارت معجزہ کا مقدر انبیاء ہی ہوتا ہوتا ہے اور مقدر بھی میں معجزہ کا ثبوت اور سبب ہم سرفراز صاحب سے گزرتا ہے جس شق کو بھی اختیار کریں اہل سنت کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا لہذا وہ اس عبارت میں غور کریں اور اپنے اس نظریے میں نظر پڑی کریں کہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر نہیں ہوتا کیوں کہ معجزہ اگر مقدر انبیاء ہو جائے گا حقیق انبیاء کی قدرت سے ہوں دونوں باتوں میں تو فرق نہیں ہے سرفراز صاحب اس شعر کے مصداق ہیں۔

ہمت حیدر تیرا ہمت کو نہ قرار ہے نہ قیام ہے
کبھی شام ہے کبھی صبح ہے کبھی صبح ہے کبھی شام ہے

ہم کہیں گے ہوں بدو پھر وہ بھی رات ہے

اس میں بعد قصور ہے کیا آفتاب کا

علامہ بن حجر کی مصیبتی علیہ الرحمۃ کا ارشاد

حضرت موصوف اپنی کتاب فتاویٰ حدیث میں فرماتے ہیں کہ کرامت کو چارے ہاں دے دے کئی گروہ ہیں ان میں سے بعض نے یہ شرط لگائی کہ کرامت در معجزہ میں فرق یہ ہے کہ معجزہ اختیار سے صادر ہوتا ہے اور کرامت بغیر اختیار کے ارادے کے درمیان ہوں گے معجزہ اور کرامت سے درمیان فرق یہ ہے عدم کی فرماتے ہیں کہ ان کا یہ فرق کرامت نہیں ہے۔ (رفقہ کی حدیث ص ۲۵)

تو مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے کہ علامہ مصیبتی علیہ رحمۃ کی یہ عبارت بار بار پڑھیں اور اپنے اس عقیدے سے تو پر نہیں کہ کرامت در معجزہ سے اختیار کی ہوتی ہے بارے میں کسی عام کا حق۔ پیش یا جائے۔

امام ماتریدی علیہ الرحمۃ کا ارشاد

حضرت اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علیہ السلام تخت منگو کر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ صرف بادشاہی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مافوق سبب سے پر قدرت عطا فرمایا تھی اور ان کے حدام و اللہ تعالیٰ سے یہ مقام عطا فرمایا کہ وہ چشم زدن کے اندر کھنکھاتی بھاری بھر کم تخت کو مار کر پیش کر سکتے ہیں۔ (تاویذات لل سند حد ص ۸۷)

اور اس مضمون کی عبارت دیو بند میں درج ہے اس کی مستند تعبیر اس شیخ کے ہر موجد ہے۔ ملاحظہ ہو۔
(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۶)

طرح صاحب تفسیر ابن کثیر ایک مقدمہ پر لکھتے ہیں۔ تمام نبیاء کو اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے جن کے وسیع دگہ بہت حاصل کرتے تھے دراصل صفات عطا فرمائیں۔
(جلد ۳ ص ۳۲۲)

وجہ استدلال:

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے میاء کو صفات جمیدہ عطا فرمائیں اور ان کے صدور میں انہیں باقیہ بنایا اسی طرح معجزات بھی عطا فرمائے اور ان کے صدور میں بھی انہیں باقیہ بنایا۔

اور اسی طرح کی عبارت دیو بند کے شیخ ماسد شیر احمد عثمانی نے پڑھ کر عثمانی میں لکھی چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ میماں میہ السلام بتقیس کو یہ لکھنا چاہتے تھے کہ وہ نرسے بادشاہ ہی نہیں بلکہ موقوف الاسباب باطنی طاقت بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

اہم شعرانی عبید الرحمنہ کا ارشاد:

آپ اپنی کتاب یواقیت و اجواہر میں ارشاد فرماتے ہیں انکال من قدر علی انکرامتہ کامل وہ ہے جو کرامت پر قادر ہو۔
(یواقیت ج ۱ ص ۲۰۰)

علامہ تفتازانی عبید الرحمنہ کا ارشاد:

حضرت پڑھ شہرہ آفاق کتاب شرح العقائد میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ویاہ کی کرامات برحق میں مسدود کے سے کرامت ظاہر ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ

وہ ایسی مسافت یا نکل معمولی مدت میں طے کر لیتے ہیں جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی صحیفہ میں برحقہ عبید الرحمن بتقیس کا تخت لے کر بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہو گئے اور کرامات میں سے ایک یہ ہی ہے کہ انہیں کرامت تو انہیں اڑتے ہیں پانی پر چلتے ہیں اور ان کے ساتھ پتھر در چو پائے کلام کرتے ہیں اور وہ مصیبت کے اندر متوجہ ہونے والے کی مدد کرتے ہیں اور جنگ کی صورت میں بے دوستوں کو دشمنوں کے غرض سے بچاتے ہیں اور اسی طرح کے بے شمار امور ادبیہ سے صادر ہوتے ہیں۔ (شرح عقائد باب الکرامات)

نوٹ:

اس عبارت سے ہر وہ شخص جس کو اللہ رب العزت نے عقل و دانش کا کوئی وہ عطا فرمایا ہے بخوبی جان سکتا ہے کہ حضرت علامہ تفتازانی کے نزدیک کرامات ویاہ کے ارادے سے صادر ہوتی ہیں چونکہ کرامات ان کے ارادے سے صادر نہ ہوں تو ان کے بارے میں آپ کا یہ خرافات کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ ویاہ ررم مشکوں کو مال دیتے ہیں اور اپنے متابعین کو دشمنوں کے شر سے بچاتے ہیں جس چیز کے واقع ہونے میں ان کا عمل دخل ہی نہ ہو تو اس چیز کی نعمت ان کی طرف کیسے کی جاتی ہے کیا جس کا ہاتھ ریشہ کی وجہ سے حرکت کرنا ہو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو حرکت دے گا۔

علامہ تفتازانی کا ایک اور ارشاد:

حضرت اپنی کتاب مقاصد میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مت خرق عادت دمر ظاہر ہونے کا نام ہے اگرچہ وہ کسی ارادے سے ہی صادر کیوں نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کا ارشاد۔

حضرت والد اپنے مکتوبات میں شایعات ہیں کہ حسب مہ تقویٰ جوں کو یہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ مختلف شکلوں میں تبدیل ہو کر جو کچھ صاحب صارت ہے مگر اللہ تعالیٰ کا مین کی راہوں کی قدرت عطا فرمادے تو اس میں کوئی تعجب و بات ہے
نوٹ۔

مولوی سرفراز صاحب نے اپنی کتاب راہ ہدایت نیز اپنی کتاب قرم الہیہ میں یہ لکھا ہے کہ معجزہ کرامت کے صدور میں ہی وہ کے اختیار کو تسلیم کرتے ہیں۔ اے جہاں اور بے بصیرت ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں حضرت کا کیا خیال ہے۔

کیا حضرت کا یہ سب، شتم اور گناہوں کا گنج صرف برائیوں کی طرف سے ہے یا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو بھی اس سے کچھ حصہ پہنچے گا نیز اگر معاذ اللہ حضرت انکو بھی ان الفاظ کا مصداق سمجھنے میں تو پھر حضرت ہے آپ و نقشبند مجدد کی کس وجہ سے کہتے ہیں نیز مولوی حسین علی جو حضرت کے پیروں میں وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف مسموم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو پھر حضرت مولوی حسین علی کے بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے۔

وہ اسی طرح مولوی سرفراز صاحب نے اپنی کتاب صارت کا میں لکھا ہے کہ میرا شیر محمد صاحب شرقپوری دن کا لکھتے ہیں کہ حضرت قبہ میر صاحب رحمۃ

اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین اور خدام میں سے ہے آپ کو شمار کرتے تھے اور انہی کی ہر گاہ کے فیض باب تھے تو یہ عجیب کی مطلق ہے کہ حضرت مجدد صاحب کے قدموں کو تو پیر کامل کہا جائے اور خود مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جہاں بے بصیرت و گمراہ قرار دیا جائے مگر معاذ اللہ وہ خور گمراہ تھے تو اس کے سنیے سے اس کا فیض حاصل کرے۔ اے لوگ وہ ایسے بن سکتے ہیں پھر سرفراز صاحب کو شرم آتی چاہیے کہ جس سنیے سے وہ ہے آپ کو مسموم کرتے ہیں وہ اسی سنیے میں اپنے آپ و شہال کر کے پیری مریدی کا اھونگ بھی رہ گیا ہو ہے کی سنیے سے مورث اعلیٰ کو وہ جہاں اور گمراہ قرار دیتے ہیں نیز

اہل سنت سے گزارش۔

ہم علماء اہل سنت اور عوام اہل سنت کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ وہ مولوی سرفراز صاحب اور اس قماش کے دیگر لوگوں کی بیہودگیوں سے دس گیر نہ ہوں کیوں کہ جن لوگوں کی زبان و قلم سے حضرت مجدد الف ثانی جیسی ہستیاں بلکہ نام، بیہودہ بیہودہ جیسی ہستیاں بھی محفوظ نہ ہوں۔ مگر ایسے لوگوں کی زبان و قلم سے اہل سنت کے حق میں بیہودہ کلمات صادر ہوں تو اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم علیہ السلام و بارگاہ میں صریح گستاخی کرے سے نہیں چوکتے تو گمراہ ہمیں گایاں۔ میں تو اس میں کوئی تعجب کی بات ہے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو کلمات کی قدرت عطا فرمائے ہیں ہاں وہ اللہ تعالیٰ کا وہ تمام اعضاء

(مرقاۃ جلد ۳ ص ۳۱)

نوٹ

جسام مثالیہ کی وجہ سے متعدد جگہوں پر موجود ہونا یہ امر خارق معادرت ہے لیکن علامہ علی قاری فرماتے ہیں کہ ایسا کرام کیسے ایسے امور پر قدرت کی طرح ہی ہے جس طرح ہمیں اپنے انفعال عادیہ پر قدرت ہوتی ہے۔

حضرت ملاحی قاری علیہ الرحمۃ کا تیسرا ارشاد:

حضرت موصوفی اپنی شہرہ جلالی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بدو مؤمن اعتقاد رکھتا ہے اس کی معیہ اور تمہ مقوی کے کمالات حقیقت میں بدتوں کی معیہ اور ہر قدرت قوت کے آثار سے ہیں یہ بدو بدو تو وہ معدوم محض ہے۔

(مرقاۃ جلد ۵ ص ۵۸)

نوٹ

ملاحی قاری نے یہ عبارت اس میں صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وہ اللہ تعالیٰ کی ہی ہوئی قدرت کی وجہ سے کائنات میں تصرف کرے یہ قادر ہے اور موصوفی سر فرار اپنی کتاب ملاحی قاری اور مسند علم غیب میں لکھتے ہیں کہ ملاحی قاری کی مفصل عبارت جنت ہیں تو ہم عرض کرتے ہیں کہ علامہ موصوفی کی یہ عبارت بھی جنت ہے کہ نہیں کیوں کہ اگر مرادست دلی کے راہ اور اختیار سے صادر ہو تو پھر ملاحی قاری کا یہ فرماں کہ بدو محبوب کے قوی کے کمالات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار میں سے ہیں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔

حضرت امام رازی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی مشہور رسالہ تفسیر خاتج غیب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسا کرام کہ وہ قدرت حاصل ہوتی ہے جو ان کے غیر کو حاصل نہیں ہوتی اور جب بدو محبوب کیوں پریشانی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس سے متعلق اللہ تعالیٰ نے کشف راسخ و بصیر فرمایا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی معیہ بن جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کی آوزوں کو سن سکتا ہے اور جب نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو دور و پیب کی چیزوں کو وہ دیکھ پیتا ہے اور بندہ حل جہ کا نور پھر اس کے ہاتھ میں جاتا ہے تو وہ بندہ مشکل و آسان دور و قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۴۶)

نوٹ

امام رازی علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت اس میں صریح ہے کہ کرامت دلی کے آثار سے صادر ہوتی ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ وہ تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے تصرف پر قدرت رکھتا ہے مرخارق معادرت ہے یونکہ یہ مسلمان تصرف پر قدرت نہیں رکھتا اور مرخارق معادرت وہ سے صادر ہونے کو کرامت کہ جاتا ہے اسی طرح کی عبارت سمعیل دھلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں نقل کی ہے۔

حضرت شاہ عبد معز یز محمدی دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت شاہ صاحب اپنی معتبر تفسیر فتح المعز میں ارشاد فرماتے ہیں وہ حاصل ایسا اللہ حبیبوں سے ہی دیا گیا ہے کی بدست اپنے آپ کو واقف کیا ہو ہے

وفات کے بعد بھی دنیا میں تصرف رسد کی طاقت پاتے ہیں اور ان کا مور اثر ان میں مستغرق ہونا بسبب وسعت اور کس کے دنیا کی طرف توجہ کرنے سے مانع نہیں ہوتا وہی مسد کے تصرف پے باطنی کمال ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور حاجت مند ان سے حاجت طلب کرتے ہیں اور مراد پاتے ہیں اور ان کی جان صاحبان وقت یوں گویا ہوتے ہیں کہ تم دنیا سے بیرون طرف بڑھو گے تو میں روح سے تمہارے طرف آؤں گا (تفسیر عرری پ ۳۰ ص ۱۰۳)

نوٹ

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت اس امر میں واضح ہے کہ کرامات و بیاء کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں کیوں کہ ائمہ کرامات ان کے ارادے سے صادر ہوں تو ان کے ارادے میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ دنیا میں تصرف کرنے کی طاقت رکھتے ہیں کیوں کہ دنیا میں تصرف کرنے کی طاقت ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی اور تصرف کرنے کی طاقت و بیاء کو حاصل ہوتا ہے اور تصرف کرنا ایسا امر ہے جو حقائق معادات سے اور ان سے یہ امر صادر ہو جو حقائق معادات ہوں کو درست کہا جاتا ہے تو اس عبارت میں اس امر کی وضاحت موجود ہے کہ و بیاء کرام و حقائق معادات امور پر قدرت حاصل ہوتے ہیں اور ان کے ارادے سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں یہ نکتہ قائم باطل ہوتی نہیں جو کرامت کے صدور کو ارادے اور اختیار کے ساتھ تفسیر کرتے ہیں وہ معجزہ کا صدور بھی ارادہ حق ہے ساتھ تفسیر کرتے ہیں اور جو کرامت کے حقیقی ہونے کے منکر ہیں معجزہ کے حقیقی ہونے سے بھی منکر ہیں بہر حال کرامت کا اختیار ہی ہونا ثابت ہو گیا تو معجزہ کا بھی وہ حقیقی کے ساتھ صادر ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا دوسرا قول

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر فتح العری میں ایک اقتدار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایک صاحب ہادی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نام دہائی سنہ خوش ہو کر فرمایا ایک کیا مانگتا ہے تو اس نے عرض کی مجھے یہ ہر شکل بنا دیجئے تو اس سے کافی صبر کے بعد جواب صاحب سے یہ ہے کہ میں نے تو تجھ کی حسب ہر شکل تو دونوں کی شکل و صورت میں فرق نہ تھا اور دونوں کو اختیار کرنا مشکل ہے۔

(تفسیر عرری پ ۳۰ ص ۱۰۳)

کسی کو اپنی شکل بنا دینا یہ امر حقیقی معادرت ہے نہیں حضرت ہادی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ توجہ ڈال کر کہاں ہوں کو اپنی شکل بنا دیجئے تو اس سے ثابت ہوا کہ اس صاحب حقائق معادات امر پر قدرت حاصل تھی اور قدرت حاصل رہے ہوتے تو نہ نام دہائی یہ مطالبہ کرنا کہ مجھ کو اپنے جیسا یا دو اور حضرت سے اپنے جیسا بناتے۔

یہ حضرت ہادی باللہ کا یہ ارشاد مانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ ان کو فوق السباب اور قدرت حاصل تھی کیونکہ ان کو کرامت قدرت حاصل نہ ہوتی تو تنہا عام خلق نہ دیتے کہ جو مانگنا چاہو مانگ دو۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب تہذیب ثا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ تمام اہل ملت و جماعت حضرت علی علیہ السلام کی آپ کی و پاس کو منکر ہیں کہ بد تصرف کرتے ہیں اور ان سے نام نہ دیا کرتے ہیں۔

(تہذیب ثا عشریہ ص ۲۳۳)

وجہ استدلال

گر اہل بیت کرم علیہم الرضوان عام لوگوں کی طرح ہے جس اور ہے اختیار ہوں درکرامات کے صادر کرنے میں ان کے قصد اور اختیار کو دخل نہ ہوتا پھر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہوگا کہ اہل بیت کرم علیہم السلام مورد تکلیف میں متصرف ہیں کیونکہ اگر کرامت میں رادے اور اختیار کو دخل نہ ہوتا پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اہل بیت کرم مورد تکلیف میں متصرف ہیں کیونکہ تصرف کرنا خارق معادیت ہے اور جو مرخارق معادیت ان سے صادر ہو اس کو کرامت کہا جاتا ہے تو اس عبارت سے بھی دور روش کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اولیاء کرم کرامات کے صادر کرنے میں اختیار ہیں اور یہ عقیدہ رکھنا سراسر لغو اور باطل ہے کہ مخبرہ درکرامات بحق ہیں پر نبی ولی کے اور دے کو دخل ہیں ہے

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ عظام میں سے جیسے کہ میں نے چاہے حضرت کو دیکھا کہ وہ جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے ان طرح اپنی قبروں میں بھی تصرف کرتے ہیں درویش کو مات ۱۰ کرامات میں تصرف حاصل ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۵ ص ۵۷)

یہی عبارت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ عربیہ میں نقل فرمائی۔ (فتاویٰ عربیہ ج ۱ ص ۱۳۱)

مولوی برزخ صاحب صفحہ اپنی کتاب تمام برحال میں لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالحق علیہ الرحمۃ ہمارے نئے روحانی باپ کی حیثیت رکھتے ہیں ان کا فیصلہ

ہمارے نئے حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے اور حضرت اپنی کتاب تفریح و فحش میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حسب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرے اور اس کے کسی حصے سے اختلاف نہ کرے تو اس مصنف کا بھی وہی نظریہ ہوتا ہے۔ بہر شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ کی عبارت نقل فرمائی اور اس کے کسی حصے سے اختلاف نہیں کیا تو ثابت ہو کہ حضرت شاہ صاحب کا بھی یہی نظریہ ہے درمیان صاحب کہہ چکے ہیں کہ شاہ صاحب کا فیصلہ ہمارے نئے حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے ہم امید ہے کہ حضرت سب کرم فرماتے ہوئے شاہ صاحب کے فیصلے کو قبول فرمائیں گے۔

حضرت مولانا روٹی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

اولیاء بہت قدرت الہ

غیر جنت ہا نہ رندش برہ

ترجمہ:

اولیاء کو اللہ کی طرف سے ایسی قدرت حاصل ہوتی ہے کہ کہاں سے نکلتا ہو غیر داؤس، سبقت ہیں

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۶۷)

نوٹ:

مولوی اشرف علی تھانوی الشیخ میں لکھتا ہے

مشکوٰۃ مولوی معوی

بہت قریب درہاں دہلوی

پکھنے دیو بند یوں کہ ہا۔ مشکوٰۃ کی تین شاخیں ہے تو سب لوگوں کو چاہیے کہ

مشکوٰۃ کے کس شعر کو تنہیم کریں در مجرہ اور رست کے صدور عیاء و دیاء فی قدرت
اور رادے کو تنہیم کریں۔

حضرت عدا مد شامی علیہ الرحمۃ کا قول:

حضرت ایک بزرگ سید شمس الدین خلی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بیان
کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ نیکوں میں سے ایک تھے جس کو اللہ تعالیٰ سے
کائنات میں تصرف عطا فرمایا اور خرق عادت مور پر قدرت عطا فرمائی۔

(دقائق احمد، ص ۴۲)

نوٹ

یہی عبارت مولوی شرف تھانوی اپنی کتاب جہاں الدیاء میں نقل کرتا ہے
یہ عبارت بھی اس میں ہانگل دور روش و طرح عیاں ہے کہ رات و دیاء عظام
کے قصد در رادے سے صادر ہوتی ہیں کیونکہ تصرف کرنا امر خارق معادات ہے تو اگر
ن کو اس پر قدرت ہی نہ ہو تو پھر ان کو تصرف کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے و یہ یہ
ہونا پسے صحیح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کائنات میں تصرف عطا فرمایا جب اس کو
تصرف پر قدرت ہی حاصل نہیں ہوگی تو پھر ان کے ہارے میں کیسے مقصود ہو سکتا ہے
کہ وہ بدون نیت تصرف فی کائنات تھے۔ یہی عبارت امام شہرانی سے بھی اپنی کتاب
الطہقات الکبریٰ میں نقل فرمائی ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب الشیخ المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کرامت الیاء

... قصد و بے قصد۔

کرامت الیاء و بیوں کے رادے سے بھی صادر ہوتی ہیں اور بعض اوقات
بغیر رادے کے بھی صادر ہو جاتی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

حضرت اپنی کتاب تکمیل ایمان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کرامت کے اندر
یہ قید لگانا کہ وہ اس کے رادے کے بغیر صادر ہوتی ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔
(تکمیل ایمان ص ۲۳)

نوٹ

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت بھی ہمارے اس مدعا پر قطعی مدد دیت
ہے کہ کرامت الیاء مقدر الیاء ہیں نیز جو آدمی حضرت ساریہ والے واقعہ میں عمو
کر لے در حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کی حالت میں انہیں میدان جنگ میں
رہنمائی فرمائی تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمر کی یہ کرامت ان کے رادے اور اختیار
سے صادر ہوئی کیا انہوں نے چاہا نہیں تھا ویسے ہی ان کے منہ سے یہ کلام صادر ہو گئی
ساریہ پہاڑ کی طرف توجہ کرور۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب انکس العارفین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ
عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جس آدمی کو چاہتے تصرف کر کے سپہ خود اور مست بنا
دیتے۔ (انکس العارفین ص ۵۶)

نوٹ

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان

کے اس طرح کے قصے سنتی اور شہار سے باہر ہیں

حضرت خواجہ عثمان دامانی کا ارشاد

فوائد عثمانیہ جو مولوی حسین علی کی تصدیق کتاب ہے جس میں حضرت خواجہ صاحب فیہ امت بیاض لکھی کہ اس کے کسی مرید نے آپ عورت کو قرض دیا تاکہ اس سے ساتھ بدکاری کرے لیکن جب بدکاری کا رد کیا تو بدکاری پر قادر نہ ہوسکا تو پھر خواجہ صاحب کی پارگاہ میں آکر عرض کرنے لگا کہ عورت کے دے میرا قرض واجب داتا ہے اور وہ وہیں کہیں کر رہی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو اس کو قرض نہیں دیتا تو اپنی خواہش اللہ پر ہی کرے کے سے رجل کی دکان سہاکی مجھے لداں حجرے کا سا حال معلوم ہے۔ (فوائد عثمانیہ ص ۲)

وجہ استدلال

خواجہ صاحب کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے تصرف رکے اپنے مرید کو ہر ائی سے بچایا اور تصرف کر کے کسی کو ہر ائی سے بچایا یہ امر حارقی لعنات ہے اور حارقی معاذات مر جوں سے صادر ہو جس کو کہ مت کہ جاتا ہے اور اس پورے واقعہ کو مدنظر کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گرفتار مت ن کے ور سے سے صادر ہوئی کیوں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے لداں حجرے کا سا حال معلوم ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی قلبی توجہ اور رادے کے ساتھ اس شرعی عادت کو صاف فرمایا۔

حضرت خواجہ صاحب کا ایک اور ارشاد:

حضرت نے اپنے مرید مولوی حسین علی کو فرمایا کہ تم اپنے گھر میں چاہے اور جو

کچھ تم وہاں امور سرانجام دے گے میں تمہیں تفصیل کے ساتھ بیان کر دوں گا۔

(فوائد عثمانیہ ص ۲۳)

نوٹ

اپنے مقام پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے کسی کے گھریلو و قناعت کی خبر دینا یہ ایک امر ہے جو ہر ایک آدمی کے مس میں نہیں ہے تو ہذا یہ امر حارقی معاذات ہو تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی احتیاد کے ساتھ فرمایا ہے ہیں کہ تیرے سارے پیش آمدہ امور کو میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دوں گا اس سے ثابت ہو کہ یہ مراں کے مس میں اور اختیار میں تھا ورنہ اہل سنت کا دعویٰ ہے کہ رات اولیاء و معجزات نبیاء اسی طرح انبیاء و اولیاء کے رادہ اختیار سے صادر ہوتے ہیں جس طرح ہمارے افعال عادیہ ہمارے رادے اور اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔

ایک قابل توجہ نکتہ:

مولوی سرفراز خان صاحب صدر نقشبندی مجددی مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ فقیر مولوی حسین علی کے آخری مریدوں میں سے ہے تو حضرت جب اپنے آپ کو مولوی حسین علی کا خاتم مریدین کہتے ہیں تو پھر حضرت کو چاہیے کہ اپنے پیر و مرشد کی مصدقہ کتاب کے مندرجات پر ایمان لائیں اور اپنے اس عقیدہ باطلہ سے توبہ کریں کہ معجزات و کرامات میں نبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کے رادے کو دخل نہیں ہوتا۔

نوٹ

ہم نے سرفراز صاحب کو جو نقشبندی مجددی لکھا ہے تو ان کے دھم کے مطابق

لکھتے حضرت پہ پہ کو نقشبندی مجددی کہوتے ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کافر بولیں گے۔

ذی السنتین لعیر لکویہ

اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ کافر بڑی عزت اور کرم کا مالک ہے بلکہ یہ تو اس کے ذمہ کے مطابق ہی کہا جائے گا۔

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا ارشاد

حضرت مولانا جامی قدس سرہ سہمی اپنی کتاب عجبت الانس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تعریف کرنا بہت سے اویسہ سے منظور ہے۔

وجہ استدلال

مگر اویسہ کا تعریف کرنا یہ ن کی کرامات میں سے ہے اور تعریف کرنا بغیر رادے اور عقیدے کے ممکن نہیں ہند اس عبارت سے بھی کرامات کا رادے سے اختیار سے صادر ہونا ثابت ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی

حضرت اپنی معروف کتاب کشف کجوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں بندہ محبوب اللہ تعالیٰ کی رقی ہولی طاقت سے متا ہے دیکھتا ہے اور پکڑتا ہے۔

(کشف کجوب ص ۲۲۰)

وجہ استدلال

جب بندہ محبوب کا دیکھنا سننا پکڑنا اللہ کی قدرت سے وقوع پذیر ہوتا ہے تو پھر ہر ممکن بات ہے کہ وہ کائنات میں تعریف کرنے پر بھی قادر ہو کیونکہ جس ہستی کے

ہاتھ اور پاؤں اللہ کی قدرت کے مظہر بن جائیں تو ظاہر ہے کہ اس کے انصاف ہمارے انصاف عادیہ کی طرح نہیں ہوں گے بلکہ وہ امور غیر عادیہ پر بھی قدرتوں کا حامل ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک بزرگ کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے ایک آدمی کی روح قبض کی اور قبض کرنے کے بعد دوبارہ اس کی روح اس کے بندہ ال دی۔

وجہ استدلال

کسی آدمی کے روح کا جسم سے نکلنا یہ مرقائق عادت ہے ہر آدمی کے اس کی بات نہیں ہے تو پھر اس بزرگ کا یہ تعریف کرنا چاہیے کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے یہ خوارق عادت امور میں تعریف ہونے کی واضح دلیل ہے کہ اب بھی سرفراہ صاحب امور غیر عادیہ میں اس کی قدرت کو تسلیم نہ کریں تو ہر بات کا یا بگاڑ سکتے ہیں اور سرفراہ صاحب جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ امور غیر عادیہ میں تعریف ہونے کے گروہ چاہیں وہ بے بصیرت ہیں تو پھر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے ہمارے میں حضرت کا کیا نظریہ ہوگا اب سے سرفراہ صاحب سے یہی گزراش ہے کہ تو یہ کہہ کے ہی ہو جائیں اور نہ جس رستے کو انہوں نے چپے سے منتخب کیا ہے یہ سیدھا جہنم کی طرف چاہا ہے لہذا اتوبہ کریں اس میں اس کی بہتر سے درست وہ اس آیت کریمہ کے مصداق بن جائیں گے۔

و جودہ یومئذ حاشطۃ عامۃ با صیہ تطلی بارہ حامیہ تسفی من عین یہ

امام ابن خلدون کا ارشاد:

امام ابن خلدون اپنے مقدمہ میں ارشاد فرماتے ہیں: اویہاء کرام کی کرامات برحق ہیں، چہ لوں اور انکوان میں مختلف قسم کی کرامات سے تصرفات کرتے ہیں۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۵۷)

اس کتاب کے صفحہ ۵۰۲ پر ارشاد فرماتے ہیں: بھی بعض صوفیہ کرم و اصحاب کرامات سے احوال عالم میں تاثیر دیکھنے میں آتی ہے اور یہ جادو کی قسم سے نہیں ہوتی بلکہ ان اویہاء پر اللہ کا خاص فضل ہوتا ہے۔ اس کی مدد سے یہ امور ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں جو انکے ان کا طریقہ و لہجہ آگاہ ہوتا اور اس کے توجہ سے ہی ہوتی ہے۔

وجہ استعجاب

علامہ ابن خلدون علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت اس امر سے صریح ہے کہ اویہاء کرم کا تصرف کائنات میں ثابت ہے اور یہ ان کے ارادے اور اختیار کے ساتھ پایا جاتا ہے جو وہ جب تک ارادے اور اختیار کو چاہے نہ ہوتا کسی کو تصرف کہنا کیسے صحیح رہتا ہے۔ مسوون سر فرار صاحب صفدر نے بھی اپنی کتاب راہ ہدایت میں اسی عبارت کو نقل کیا ہے اور محضوہ خوش ہوس کی وجہ سے تادمہ سوچ سکے کہ یہ عبارت ان کے نظریہ کے برسر خلاف ہے کیونکہ حضرت پتی کتاب تہذیب الصدور صفحہ ۳۵ پر لکھ چکے ہیں کہ کسی غیر اللہ کو تصرف سمجھنا یہ کفر ہے اور حضرت پتی تفریح لخواہ صفحہ ۲۹ پر ارشاد فرماتے ہیں: جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرے اور اس کے کسی حصے سے اختلاف نہ کرے تو وہی مصنف کا بھی نظریہ ہوتا ہے تو گویا سر فرار صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہو کہ اویہاء کرم کائنات میں تصرف کرتے ہیں اور وہ اپنے

قوت کی رائے خودی ظاہر و گھسے جس سے امام سمائل دھوی کا بھی یہی قوت ہے کہ جو کسی مخلوق کا علم میں تصرف ثابت ہے تو شرک ہے تو سمائل دھوی کے قوت سے عدم اس خلدون شرک ثابت ہوئے اور مولوی سر فرار صاحب ان کو حجتہ اللہ علیہ بہرہ و ہدایت کے یہود حضرت پتی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۵۶ پر اس سے حجتہ اللہ علیہ و اللہ حمد مستحق کیا ہے تو جو برہگن کے قوت کی مدد سے مشرک تھے ان پر یہ دعویٰ کیا جوں کا تو ہو گئے

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد و گرامی

امام علیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مباحث المشرقیہ جلد ۲ ص ۵۵۶ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ: ہی کا راجح ان مادی عالم میں تصرف ہوتا ہے جس وہ عصب کو مایہ و دیتا ہے اور پانی کو حب ملتا دیتا ہے اور لہجوں اور جس و لہجوں کو نفی دیتا ہے اس کے علاوہ اور بھی معجزات ہیں۔ یہی علم اس کی راہان قوت سے صادر ہوتے ہیں۔

مولوی سر فرار صاحب ان اس عبارت سے جان چھڑنے کی ناکام کوشش

سر فرار صاحب کہتے ہیں کہ یہ نظریہ امام رازی نے بنا ڈالا ان میں کیا بلکہ فلاسفہ کا نظریہ پیش کیا ہے اور ان میں بھی انھیں ہیں ہم ناظرین سے گزارش کریں گے کہ وہ مباحث المشرقیہ کے اس مسئلے کا بغور مطالعہ فرمائیں اور سر فرار صاحب کے کذب و افتراء اور ان کے ہوں نے لکھا خبیث جھوٹ پور دھار کیا کہ امام رازی سے یہ نظریہ بیان کیا ہے۔ فلاسفہ کا اور امام رازی کے اس نظریہ کی تائید قرآن مجید کی آیات سے ہوتی ہے اور وہ آیات ہم اسی کتاب کے گذشتہ اوراق

میں ہیں کر چکے ہیں۔

معجزات کا مقدور انبیاء ہونے کا ثبوت عماء دیو بند کے قوال کی روشنی میں۔

مدرسہ دیوبند کے بانی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحفہ برائے غائب میں لکھتا ہے کہ
معجزہ خاص جو ہر نبی کو ملتا ہے وہ رتق و تنق ہے بطور سند ہوتا ہے۔ نظر ضرورت ہر وقت
قبضے میں ہوتا ہے گاہ بگاہ قبضہ نہیں ہوتا۔
(تحفہ غائب ص ۸)

وجہ استدلال۔

نانوتوی صاحب نے یہ عبارت اس میں بالکل واضح ہے کہ معجزات انبیاء
کرام علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں مگر ان صاحب صفہ اس عبارت کا
جو ب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے یہاں معجزہ کی مثال قرآن مجید
سے ماخوذ کی ہے اور قرآن مجید کے اس موئے میں ہی مرید علیہ السلام سے قصد کو
بخش نہیں ہے۔ بند نانوتوی صاحب اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ معجزہ انبیاء کے ارادے
سے صادر ہوتا ہے۔

جوابی گزارشات:

مرفراز صاحب کا نانوتوی کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کا مقصد یہ نہیں تھا
کہ معجزہ کے اندر انبیاء سے قصد و بخش ہوتا ہے کیونکہ اس کی مثال قرآن مجید کے ساتھ
دن ہے مرفراز صاحب کا یہ قول بالکل لغو اور باطل ہے کیونکہ اگر نانوتوی نے مثال غلط
دی ہے تو اس میں تعجب کی کوئی بات ہے۔

کیونکہ نانوتوی اگر قرآن مجید کی آیت حاتم علیہ السلام کا معنی باہدات نبی مر
سکتا ہے جو تمام تقاسیر جماع امت اور عادیث صحیحہ کے خلاف ہے تو اگر اس نے
یہاں بھی غلط مثال دی ہے تو یہ بالکل نانوتوی کی ذلت سے بعید نہیں ہے۔

بیز سرفراز صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ نانوتوی کے الفاظ تو یہ ہیں کہ معجزہ
خاص جو ہر نبی کو بطور سند ہوتا ہے کیا قرآن مجید ہر نبی کو دے؟ ہند نانوتوی کی
عبارت بالکل وضاحت کر رہی ہے کہ جس طرح ایک عام آدمی کو کوشش اور محنت کے
بعد کسی امر میں ایک یہ ملکہ حاصل ہو جاتا ہے کہ جب چاہے اس کو با آسانی وقوع
پیدا کر سکتا ہے اسی طرح نبیہ کرام علیہم السلام جیسے معجزات ملکہ کا حکم کھتے ہیں کہ
جب چاہیں اس سے امور غیر عادیہ بہ سہولت صادر ہو جاتے ہیں۔

مولوی شرف علی تھانوی کی گواہی۔

تھانوی صاحب نے اپنی کتاب ہجرات انبیاء اور کرامات اہل بیت میں لکھتے
ہیں کہ کرامت انبیاء کے ارادے سے بھی صادر ہوتی ہے اس طرح حضرت تھانوی
صاحب اپنی آخری کتاب انوار والنور میں لکھتے ہیں کرامات اولیاء کرام کے ارادے
اور اختیار سے بھی صادر ہو جاتی ہیں۔

تھانوی صاحب کی ایک اور گواہی

حضرت اپنی کتاب الکشف میں لکھتے ہیں کہ بزرگوں کا ایک گروہ وہ ہے جو
اہل نکوین کہلاتے ہیں جن کا کام امور دنیوی کی اصلاح کرنا ہے اور لوگوں سے
مشکلات کا دور کرنا۔
(الکشف ص ۳۷۳)

اسی طرح تھانوی صاحب نے ایک اور کتاب، فاضل یوسفیہ میں لکھا ہے
کارخانہ کائنات کا بزرگوں کے سپرد ہوتا ہے۔ اور وہ امور ملکوتیہ کی تدبیر کرتے ہیں۔

حضرت تھانوی کی بیان کردہ ایک اور کرامت۔

تھانوی صاحب نے اپنی کتاب ربات مددیہ میں حاجی مدد اللہ کی کرامت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میرے ایک دوست حضرت مولانا حاجی مدد اللہ صاحب مہاجرٹی سے بیعت تھے حج جانے کو تشریف لے جاتے تھے یعنی سے گھوڑے میں سوار ہوئے۔ گھوڑے چلتے چلتے فکر پڑی کہ قریب تھا کہ چکر کھ کر غرق ہو جائے۔ سب سہوں نے دیکھا کہ ب مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ دوسرے حالت میں تھک رہے تھے۔ دشمن ہمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ وقت سے یاد دہاؤ۔ کونسا وقت مدد کا ہوگا۔ تھانوی صاحب نے جواب دیا کہ کارساز مطلق ہے اس وقت میں کا آگوست غرق سے نکل گیا۔ اور تمام لوگوں کو بچاتے ہوئے دھڑلے سے پیش آیا۔ دھڑلے سے دوڑ رہا تھا۔ چوں کہ پانی خادم سے بڑے اور امیری کر۔ یہاں تک کہ وہ کہتی ہے کہ وہ نے کمر دھاتے دھاتے یہاں پہنچا۔ یہاں تک کہ ایک کمر بھلی ہوئی ہے۔ اور سڑک سے ہٹا۔ ترنگی تھی۔ پوچھا حضرت یہ کیا ہے؟ فرمایا کچھ نہیں پھر پوچھا آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر دہانت یا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے۔ آپ تو کہیں شریف بھی ہیں۔ گئے۔ فرمایا نیسا۔ گھوڑا ادا چاہتا تھا اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا اس کی گریہ و رادوں۔ مجھے بے چین کر دیا۔ گھوڑے کو اس کا سارے ریکر دیر تھا یہ جب آگے چلا۔ در ہڈی گان لگا کو بھٹائی سی گئے پھل گئی ہوگی۔ ورنہ اس وجہ سے دروے گھر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامت ادا دیر ص ۸)

وجہ مستند ہے

تھانوی صاحب کی اس بیان کردہ کرامت سے ثابت ہو کہ کرامت ادا دیر

کے دروے سے صادر ہوتی ہیں اس قوس پر دلیل حاجی امداد اللہ صاحب کا یہ قوس سے کہ ایک گھوڑا ادا چاہتا تھا اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا اس کی گریہ و رادوں نے مجھے بے چین کر دیا۔ گھوڑے کو اس کا سارے ریکر دیر تھا یہ جب آگے چلا۔ در ہڈی گان لگا کو بھٹائی سی گئے پھل گئی ہوگی۔ ورنہ اس وجہ سے دروے گھر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامت ادا دیر ص ۸)

یہ نظر دیکھو۔ یہ برکتیں ہیں

پہلے لکھا ہے

یہ دروے صاحب کی اس عکس میں حالت یہ ہے کہ

کھی جھلکا ہوں سطر پر کبھی گرتا ہوں مینا پر
میری ہے ہوشیوں سے ہوش سائی کے کھر جاتے ہیں

تھانوی صاحب کی بیان کردہ ایک اور کرامت

تھانوی صاحب محمد شفیع علیہ الرحمۃ کے ہارے میں لکھتے ہیں کہ آپ کی
کرامتوں میں یہ بھی ہے آپ کا ایک خادم راستہ میں کسی قی وادی جنگل میں جا پہنچا
اور اپنی ہدایت کا یقین ہو گیا تو اس نے ان سے امداد چاہی اور چلا تو ایک شخص کو
میں نے کیا جو کہ یہ ہے کہ یہ رہا راستہ تو وہ راستہ پہنچ گیا۔ (جہاں ۲۴ ص ۳۴)

وجہ استدلال:

تھانوی صاحب کی بیان کردہ اس کرامت کے بعد بھی اس امر کا افسوس
ہے کہ یہ کرامت اس بزرگ کے ارادے سے صادر ہوئی۔

اشرف علی تھانوی کی بیان کردہ ایک اور کرامت

تھانوی صاحب جہاں الاویہ میں لکھتے ہیں ایک بزرگ چار بیویوں کی
بارش بچا کرنا تھا۔

وجہ استدلال:

مولوی سرور خان صاحب مندر تھانوی صاحب کی بیان کردہ اس عبارت
کو ہمارے پڑھیں اور ہے اسی چہنچ پر ہم ہمارے غور کریں کہ کسی عام کا خود پیش کیا
جائے کہ کرامت کسی دی کے ارادے سے صادر ہوئی ہے کیا تھانوی صاحب ان
کی نگاہ میں عام نہیں تھے اور تھانوی صاحب ان بزرگوں کے بارے میں یہ بھی
لکھتے ہیں کہ ان سے بہت زیادہ تصرف کرنا منقول ہے۔

اور تصرف کرنا تب ہی منقول ہو سکتا ہے جب ارادہ اور اختیار پایا جائے کہ
یہ کہا جائے کہ تصرف بغیر ارادے اور اختیار کے بھی پایا جا سکتا ہے اور تصرف کرنا
صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے نبیاء کرام علیہم السلام وارضوں کے قصد کا کوئی فعل
نہیں ہوتا پھر کیا سرفرا صاحب ان کے صنو ایہ قول کریں گے کہ نبیاء کرام و نبیاء
عظام کائنات میں متصرف ہیں کیونکہ بقول ان کے تصرف رتا تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہی
ہوتا ہے اور نبیاء کرام علیہم السلام اور نبیاء کرام علیہم السلام وارضوں کی طرف اس
کی اسناد مجازی ہوتی ہے تو پھر وہ یہ عقیدہ کیوں نہیں رکھتے اور اس تاویل کے
تجدید نبیاء اور نبیاء کو متصرف کیوں نہیں مانتے نیز بقول تھانوی صاحب کے وہ
بارش بچنے والے بزرگ متصرف تھے اور وہ اپنے کے ہمارے مولوں اسماعیل دہلوی تقویہ
الایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں کہ جو کسی بی دی کائنات میں متصرف سمجھے قی
قدرت سے سمجھے یا عطائی قدرت سے سمجھے وہ اور اوجہل شرک میں برابر ہیں اب
سرفرا صاحب رشاد فرمائیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی انہی فتوے لگا رہا ہے اس فتوے
کی رو سے تھانوی صاحب کا کیا انجام ہوگا اور سرفرا تھانوی صاحب کو اپنا حکیم
امت اور بزرگ مانتے ہیں تو بوجہل جیسے مشرک و پناہ برکت ان کے سرفرا صاحب
کا کیا انجام ہوگا۔ ہاں کم کھٹ تھکھوں

اسماعیل دہلوی کی شہادت:

اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتا ہے اولیاء کرام کو عام مثال
اور عام شہادت میں تصرف کا کس اختیار ہوتا ہے اور ان کو حق حاصل ہے کہ وہ کہیں
کہ عرش سے ہے کہ فرش تک ہماری حکومت ہے۔ (صراط مستقیم ص ۵۴) (فارسی)

وجہ استدلال

اوپر کرام کا پردہ کی کائنات میں تصرف کرنا یہ امر حارق معادیت ہے اور جو امر وی سے بطور خرق عادت کے صادر ہوا اس کو درست کہا جائے تو اس عبارت میں اس امر کا واضح ثبوت موجود ہے کہ اوپر کرام کی کرامتیں اس سے کہ اسے سے صادر ہوتی ہے اور مولوی سرلر صاحب نے اپنی کتاب تہذیب الصدور میں لکھا ہے کہ جو اوپر کرام کو کائنات میں تصرف دے یا عبادہ علیہم السلام میں تصرف ثابت کرے وہ ظالم ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ساعیل اہل حق سے اس سے کہ اسے سے ظالم و فاجر مولوی اور مولوی سر صاحب نے کہ یہ ثابت ہوتا ہے تو ایک ظالم و فاجر کہ اسے سے سرفراز بھی ظالم ہو گئے۔

کذا لشد العذاب والعذاب الاخرة اکبر

ساعیل دھووی کی دوسری شہادت

ساعیل دھووی کی صراط مستقیم میں حدیث قدسی و شریف سے ہوتے نکلتے ہیں۔ ہر ایک مقام سے روایت میں سے ہے جو حرق کا صادر ہونا عادات کا مستحب ہونا اور تقویٰ بلاؤں کا دور کرنا۔ (اس پر مستقیم ص ۳۵)

وجہ استدلال

آئین بدایں کا دور کرنا یہ امر حارق معادیت ہے۔ اور ساعیل دھووی اوپر عظام کیسے اس امر کو ثابت کیا ہے اور اوپر اس سے جو خرق عادت صادر ہوا اس کو ثابت کیا جاتا ہے تو اس عبارت سے بھی یہ بات زور روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کرامت دلیا کرام کے درجے سے صادر ہوتی ہے۔

اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ پر ساعیل دھووی لکھتے ہیں کہ کسی طرح وہ لوگ میں رکھا جائے تو وہ ہے میں بھی آگ و صدمات پیدا ہو جاتی ہیں اس کا یہ مطلب یہی ہوتا کہ وہ آگ سے گریب کی طرح وہاں کر مرقبہ ہوا اس سے لے کر اللہ تعالیٰ کے انوار سے منور ہو جاتے اور خدائی معاد کے مظہر بن جاتے ہیں تو ساعیل دھووی کی اس تمثیل سے بھی جو اسی نے ہو ہے اور آگ و دھواں بن جاتا ہے اس امر کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ کرامت اولیاء بن کے اور اسے سے صادر ہوتی ہیں۔

ساعیل دھووی کی تیسری گواہی

ساعیل اسی کتاب صراط مستقیم میں لکھتا ہے کہ مولانا شاہ عہدہ ۱۱۰۰ھ میں محدث دھووی و صحت برکت اور احباب مدیت کتاب و توحید کے میں سے جناب حضرت عوث الثقلیں اور جناب حضرت خاتمہ بدین نقشبندی کی روح مقدس آپ کی متنبہ حال جو میں اور قریب عرصہ تک آپ کے حق میں ہر روح مقدس کے درمیان قاریع رہی اس کا شریعت پر صلح ہوا ہے بعد میں ہر روح مقدس جس آپ پر چھوڑا ہو میں اور قریب تک آپ کے عرصہ تک وہ دونوں ہم آپ نے نفس نفیس پر توجہ توں پر رو کر ذاتی رہے ہیں انہی میں ہر طریقہ فی سبب آپ و عیب ہوئی صراط مستقیم (صفحہ ۲۲۲)

وجہ استدلال

نوٹ ہوتے ہیں پینٹرز میں اس بعد کسی نو قادی و نقشبندی بنانا امر حارق معادیت ہے اور یہ امر حارق معادیت اس میں کہ اس کے ارادے اور قصور سے صادر ہو ہے کیا ساعیل دھووی کی عبارت سے یہ لفظ نہ لے لیا گیا بدین نقشبندی روح و حضرت عوث پاک روح آپ کے متوال حال میں اور ہر ایک روح

مقام روح میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو تمامہ اپنی طرف جذب کرے
اسی طرح باقی مادہ لفظ اس مر پر قطعی الدست ہیں کہ ان دونوں برہگوں کی ہر
کرامت ان کے راوے اور اختیار سے صادر ہوگی کیونکہ اگر اس امر میں ان کے
ارادے اور اختیار کو دخل نہ ہو تو پھر سائیل دھلوی کا یہ کہنا کہ دونوں روحوں کے
درمیان جھگڑا ہوتا رہا اور حضور غوث پاک سید احمد کو قادری بنانا چاہنے سے اور خواجہ
بہاء الدین اس کو نقشبندی بنانا چاہتے تھے پھر اس پر صلح ہوئی کہ اس کو نقشبندی بھی بنا
یا جائے اور قادری بھی بنایا جائے پھر اس کو دونوں سلسلوں میں داخل کر دیا گیا تو اگر
سید احمد بریلوی کو نقشبندی اور قادری بنانے کے اندر ان حضرات کے ارادے اور
اختیار کو تسلیم نہ کیا جائے تو یہ عہادت مہمل ٹھہرے گی اور اس عہادت کے اندر اور
بدیہ کے اندر کوئی فرق نہیں ہے گا اور یہ عہادت ایک ایوانے کی بد ثابت ہوگی کیا
سرگز کے نزدیک اپنے نام سائیل دھلوی کی نیکی شان ہے کہ وہ مہمل کلام کرتے
تھے اور بھٹوانہ بدیہ بناتے تھے سرخسار صاحب کو چاہیے کہ اپنے نابری کی طرح
مٹی پھینک کر میں بلکہ ان کے قلم سے جو چھی ہات صادر ہوگی اس کو تسلیم کرنے کا
عناد کریں اور اگر تسلیم نہیں کرتے تو پھر جو فتویٰ اہل سنت پر صادر کرتے ہیں وہی
فتویٰ اپنے اکابر کی عہادت اور مولوی اسماعیل پر بھی صادر کریں۔

من گویم میں نکلن و آں کن

مصیبت میں دکار آسماں کن

نوٹ

مولوی سرخسار صاحب اپنی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۵۸ پر لکھتے ہیں کہ
مولف نور ہر بیت پر نام ہے کہ وہ اپنے ناپاک عقیدہ سے توبہ کرے کہ معجزات نبیاء

کے راوے سے صادر ہوتے ہیں کیونکہ کفریات سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائے کے
بعد اللہ تعالیٰ گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

تو سرخسار صاحب کی اس عہادت سے ثابت ہوا کہ جو آدمی معجزہ اور کرامت
کو نبی عظیم اسد مہدی عظیم الرصوں کا خدیو فعل سمجھے وہ کافر ہے تو اس کا نتیجہ ہی
نکل کہ مولوی سرخسار صاحب کے نزدیک قاسم نانوتوی اشرف علی تھانوی و اسماعیل
دھلوی اور مولوی حسین علی واپس پھر دی وغیرہ یہ تمام حضرات کفر کے اندر منت پت ہیں
تو یہ بات ٹھیک سے ہمارا تو پہلے بھی یہی نظریہ ہے کہ یہ تمام لوگ کافر ہیں سرخسار
صاحب نے ہمارے نظریے کی تائید کر دی سب حضرات کو چاہیے کہ اگر ان میں واقعی
انصاف و درایت نام کی کوئی چیز موجود ہے تو اپنے ان اکابر و کافر قراریں جس طرح
اہل سنت کو کافر قرار دیا ہے اگر نہیں دیتے تو اپنے اس نظریہ سے توبہ کریں۔ اور اہل
سنت و جماعت کے متعلق ہرزہ بھری کر لے سے باز رہیں اور اپنی زبان کو لکام دیں
نیز ہم نے گزشتہ دراق میں اس مسئلے کے بارے میں نام غرضی، امام زری اس
طرح بیسیوں اکابر کے جوابات پیش کئے ہیں کہ معجزات و کرامات انبیاء و ارواح
کرام کے ارادے سے صادر ہوتی ہیں تو یہ کوئی ایسا نظریہ نہیں کہ جس میں اہل سنت
منفر ہیں بلکہ یہ تو تمام اکابر کی نظریہ ہے۔

نہ من تہا دریں میخانہ مستم

جنید دشبلی و عطا رحمہم مست

مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد

گنگوہی صاحب تذکرۃ الرشید میں ارشاد فرماتے ہیں تصرفات انبیاء و جد
زوات ابیہاں ہاتی می مانند و بیاء کے تصرفات ان کی وفات کے بعد ہاتی رہتے

ہیں۔

(تذکرہ الرشید ص ۴۲)

گنگوئی کا کہنے ہمارے میں رشادے کہ حق وہی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے تو پھر سرفراز صاحب کو چاہیے کہ اس حق و قیوں کریں اور اس بات سے قائل ہو جائیں کہ ایسا و کرم کا ثبات میں متصرف ہیں نیز گنگوئی صاحب کا یہ ارشاد بھی ہے کہ عدالت و حیات میری انتفاع پر موقوف ہے۔

سرفراز صاحب عدالت و حیات سے خدا کا میں تو گنگوئی صاحب کی بات پر عمل کریں اگر عمل نہیں کرتے تو پھر وہ عدالت پر قائم ہیں نہ ناجی جس سکتے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نام سے دھوکہ دینے کی ناکام کوشش

مولوی سرفراز صاحب صدر فاضل دیوبند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فتوح الغیب کے ترجمہ میں ارشاد فرمایا کہ معجزہ کے ثمر نہیہ عظیم اسلام کے رہنما و خلیفہ نہیں ہوتا (فتوح الغیب ص ۴۳)

نیک رفق صاحب کی پراسیدہ دہلی کی دلیل یہ ہے کہ اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ وہی کی طرف شہادہ و بیاد منانوں کے ثمر تصرف کرنا سپرد کردیا جاتا ہے یعنی کرامات اس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہیں اب مولوی سرفراز صاحب ارشاد فرمایا میں کہ صرف کے ثمر ولی کا وہی نہیں ہوتا تو پھر شیخ عبدالحق کی اس عبارت کا کیا مطلب ہوگا کہ تصرف دیوبند کی طرف سپرد کر دیا جاتا ہے کیا کوئی سید عقل آدمی یہ باور کر سکتا ہے کہ کسی کو وہی کے ثمر تصرف کرنا سپرد بھی کر دیا جائے اور اس کو تصرف رسے کے ثمر

حق و برحق بھی نہ ہو میں جیسی وری منطق دیکھ رہی چاہواری میں تو اس کثرت ہے میں اور اس عقل اس سے دیکھ سرفراز صاحب کی عبارت کی پکاوائے پر بھی وقعت نہیں ہے نیز ہم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک حوالہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں حضرت علی کتاب مدد رت ۱۹۱۱ء میں مامور کی رحمت مد علیہ نے جو سے لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے جو رت کا یہ سی علاقے کے فتح ہونے سے پہلے اس کی زمین کو تقسیم فرمایا کیونکہ اللہ سبحانہ نے آپ کو تمام راضی و مرکب کا مالک بنا دیا کیونکہ یہ تمام سیاستی زمین تقسیم فرماتے ہیں تو دیکھ کر میں بھرپور یوں تقسیم کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

(مدد رت ۱۹۱۱ء جلد ۱ ص ۵)

نام عربی کی پہلی عبارت مولانا عبد سیہ میں عامہ فطنوں سے رعدہ و رقان سے اس کی شرح میں اور نام شعروں نے کشف المحجوب میں ورمہم سیہی نے خصائص کبریٰ میں نقل فرمائی۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا دوسرا ارشاد

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ ثبات کے ہر فرد کا رزق نبی کریم ﷺ کے است قدرت میں دیا ہے اور ہر ایک کی ظاہر و باطنی جسمانی و روحانی بہت و پرورش سب سے وکار قوت اور رزق آپ کے سپرد فرمادیا ہے یعنی رزق کے خزانہ اس کی تقسیم کی جاہوں نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں یہی عبارت ارشاد الہامی جلد ۶ صفحہ ۳۵۵ ورقانی علی مولانا جلد ۵ صفحہ ۳۶۰ پر موجود ہے نیز مطابع المسرات صفحہ ۲ وراجوہر صفحہ ۳۲ پر موجود ہے ہر مراقا شرح مشکوٰۃ جلد ۹ صفحہ ۵۰ پر موجود ہے

اور مولوی سرفراز صاحب صفحہ ۱۰۳ فرماتے ہیں کہ ماضی قاری کی مفصل عبارت حجت
ہیں انہیں ہے حضرت سرفراز صاحب کرم فرماتے ہوئے اس عبارت کے مطابق عقیدہ
رکھیں گے حضور علیہ السلام کی نیت ابو القاسم اس وجہ سے ہے کہ نبی کریم علیہ السلام
مستحقین میں جنت تقسیم فرماتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۶۶)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد

ہم چنان کہ حیوانات اور مطیع و منقاد امر آنحضرت علیہ السلام بودند نباتات نیز
در جہد فرما لہر دار و طاعت و دے بودند۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۹۳)

ترجمہ:

حیوانات (جانور، شیوا) و نباتات بھی آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت
کے دائرے میں ہیں۔

اسی طرح اس کتاب صفحہ ۹۴ پر ارشاد فرماتے ہیں۔ ہم چنان کہ نباتات
و اد منقاد و مطیع امر و طاعت بودند جمادات لہر جمے حکم و رند۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ص ۱۹۵)

ترجمہ:

جس طرح نباتات کو حضور کے حکم کا فرمانبردار اور مطیع بنایا ہو تھا جمادات بھی ایسی
حکم رکھتے ہیں۔

اسی طرح آپ اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۳ جلد ۱ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

بود آنحضرت علیہ السلام کہ تصرف فی کرد و رایشات و لی گرد و پند غنی را فقیر و سے
ساخت شریف را بابر و ضعیف و خدائے تعالیٰ عزت و قدرت ملکیت مدد نصرت و قوت

و شوکت کہ بھر حمہ پادشاہ و مدکار او بر حمہ پیشی گرفت اختیار اور اللہ سو کند بخدا کے
مسخر گردید و مایں ہمہ امور یک ہی کنند دریں بیجا و قلے۔

ترجمہ:

حضور علیہ السلام تصرف کرتے تھے غنی کو فقیر بنا دیتے و عزت و لے کو ادلی
بنا دیتے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو جتنی عزت و قدرت اور طاقت اور مدد
اور نصرت اور قوت اور شوکت عطا فرمائی کہ سب لوگوں سے نبی کریم علیہ السلام کا کام
نہرے گیا و سب سے حضور علیہ السلام کے اختیار و قدرت بڑھ گئے اللہ کی قسم یہ سب
چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کیسے مسخر و تاج کر دیں اس میں کوئی عاقل شک
نہ کرے گا۔

نوٹ:

سرفراز صاحب صفحہ ۱۰۳ علیہ الرحمۃ کی ترجمہ توح الفیہ دی عبارت تو یہ
راہی و اس ترجمہ کی دیگر عبارت نیز مدارج النبوۃ کی دیگر عبارت پہ نہیں حضرت کی
نظر سے کیوں اوجھل ہو گئیں حضرت پر یہ بات ہلکا آتی ہے۔

حفظت شیئا و طاعت عنک اشیاء

نیز سرفراز صاحب نے حضرت شیخ محفل کے یہ الفاظ قابل غور ہیں کہ یہ قسم یہ سب
چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور کیسے مسخر اور تاج کر دیں و اس میں کوئی عقل مند شک نہ
کرتے گا سرفراز صاحب خدا کا خوف کریں کہ جس ہستی کا وہ حوالہ دے کر نبی کریم
علیہ السلام کو بے اختیار ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے وہ تو قسم فرما رہے ہیں
کہ نبی کریم علیہ السلام کے اختیار تمام مخلوق سے زیادہ ہیں کیا صاحب کو حضرت
شیخ علیہ رحمۃ اللہ پر بھی اعتقاد و عقبار رکھیں یہ شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ فرماں کہ نبی کریم

عالم نے محفلِ قل ہوا میں کون عاقل شک میں نہ تھا تو حضرت کا یہ شہر و صواب نیچے تا پیر کی حیثیت تھا ہے۔ یونکہ وہی صورتیں ہیں اگر ہر فرد صاحبِ عاقل ہیں تو وہی ربیع علیہ السلام کے مدارِ کل ہوتے پر ہوں مانا چاہیے۔
 رکنِ عاقل بھی نہیں مانا چاہیے اور عاقل نہیں ہیں تو اسے بے ناک
 موصوفات کے لئے لکھ کر پٹی روش کا عالم نہیں مانا چاہیے۔

یعنی من تصرف می کنم در این پیر چندی که می خواهم و می بخشم هر کرا که می خواهم و می گیرم آن بود
مکتوبه شود که منی و من الله می که همه از خدا است و عذر همه چنانچه می شود و تصرف
و به دست - (اشعور ص ۱۸۵ جلد ۲ ص ۳۶ مرقاه جلد ۳ ص ۳۳۱)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک اور

ارشاد:

حضرت فقید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وجود شریف و بے پشت پناہ عالمیائے مستطین (الفتح الممتع جلد ۲ ص ۳۷۶)

ترجمہ:

یہ کریم علیہ السلام کا وجود اقدس تمام جہانوں کیسے جلوہ دہی ہے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد گرامی:

شیخ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ چوں روح مقدس آنحضرت ﷺ جان احمد عام
ست ہجری کہ در ہمہ جزائے عام متصرف باشد۔ (الخبار الاخیار ص ۲۵۵)
نبی کریم علیہ السلام کی روح اقدس تمام جہانوں کی جان ہے تو اس کا تمام
جزائے عام میں متصرف ہونا مسہر ہے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اس کتاب کے صفحہ ۲۱۶ پر یوں رقمطراز ہیں ہم حست
کا وراثت ہی کریم علیہ السلام کو بناتے ہیں جس ان د مری جس کو چاہیں عطا فرمائیں
اور جس سے چاہے منع کریں۔ نبی کیسے دنیا ہے نبی کیسے حست۔

(الخبار الاخیار ص ۲۱۶)

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

حضرت شیخ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی کریم علیہ السلام کا تصرف
زمین و آسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا و آخرت کے ہر قسم کے ثواب اور طعام و درحی

و حالی برق اور طہریں باطنی نعمتیں حضور علیہ السلام کے طفیل در و مد سے ہیں۔

(جوہر البحار جلد ۲ ص ۹۹۔ روح البیان جلد ۱ ص ۳۱۔ مطالع اسرار ص ۲۶۲)

نوٹ:

اختصار کی خاطر ہم نے شیخ علیہ الرحمۃ کی فارسی عبارت کا ترجمہ پیش کرنے
پر اکتفا کیا ہے اور باب ذوق اصل کتب کا مطالعہ فرما کر مدح و تحفظ فرمائیں۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی اور عبارت:

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

پس گلت آں حضرت کہ بخواد و تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم ہی شود کہ کار ہم
بدست است و دست اوست ﷺ ہر چہ خواہد و ہر کہ خواہد ہا دن پروردگار خود دیدہ۔

اس کے بعد شیخ علیہ الرحمۃ نے ایک شعر نقل فرمایا۔

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری

بدرگاہش بیا ہر چہ سے حوائی تہ کن

(الفتح الممتع جلد اول ص ۳۹۶ مسک (مجموع جلد ۱ ص ۵۲۱)

یعنی نبی کریم علیہ السلام نے حضرت ربیعہ کو فرمایا کہ جو چاہو ہا نگ کو کسی
مطلوب خاص سے تخصیص نہ کی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جہان کے کام نبی
کریم علیہ السلام کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ کے دے سے عطا
فرماتے ہیں۔ تو دنیا و آخرت کی حیرت کی آرزو رکھتا ہے تو نبی کریم علیہ السلام کی
بارگاہ میں حاضر ہو جو جی میں آئے مانگ۔

اس مضمون کی عبارت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی عربی شرح معانی
تفصیل میں تحریر فرمائی ہے۔ عربی شرح کے الفاظ بھی مدح و تحفظ ہوں۔

اللہ علیہ السلام بحو کرم ولفصل لاسحق مد الخ
نبی کریم علیہ السلام سقاوت ودر بخشش کے پئے سمندر میں جس کا کوئی کنا نہ ٹکس۔
(لغات شیخ جلد ۳ ص ۲۲۰)

مولوی سرفراز صاحب اس عبارت کا جو پ دیتے ہوئے تمام ابراہان
میں لکھتے ہیں کہ یہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مد علی قاری کی لغزش ہے و غیر معصوم
لوگوں کی غرضوں و تقسیم کرے کا نام یہاں نہیں مبادی سرفراز صاحب کی اس عبارت
کا جو ب آیتہ و سے عدم مظلور احمد فیضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ
حدیث پاک کے الفاظ۔

مسى لا عطيت استلث مر القنت فى الجنة او خير دلث

سے عام سنیف میں یہاں فرور بہار آجاتی ہے۔ بیجا کی وہایت ہے
مصوبی دھرم کو گرتا، پکھ رتھ سے بگ جاتی ہے مجھس ملی کی طرح چھاتی ہے کوئی ہے
کھکی شاخیں نکاتی ہے کھکی پہنے ہاں سے نہیں اس صحیح حدیث کے صاف صریح الفاظ
کی سلاطین، رمزیہ، ب حضرت مد علی قاری اور شیخ محقق کی تشریح۔ الفاظ میں نہیں
اس دہی کی کو نکلے نہیں دیتیں کھکی کہتی ہے صحیح مسلم و نساں شریف کے الفاظ کو میر
مد میں یہ نہایت کی طرف جاتی ہوں کھکی کہتی ہے نہ شیخ محقق و مد علی قاری
غیر معصوم شخصیتوں کی لغزشوں کا نام یہاں نہیں یہ علماء و عطیوں و غرضیں ہیں
مطلوبہ جب ائمہ محدثین کے تشریح و تفسیر نہ نکلتا عبارت غرضیں میں جو ہزاروں
صوف کے مقلد، جن تو تیروں کو ن سنا ہے جہنم میں تیری بات، جو نہ محدثین و
الفاظ حدیث کے خلاف ہے تو اس کو ردی کے ٹوکے میں ڈال کر بگ لگا دے۔
(مقام رسول ص ۳۱۰)

سرفراز صاحب سے ایک استفسار:

ہم سرفراز صاحب سے پوچھتے ہیں کہ گر اہل سنت و جماعت حضرت شیخ علیہ
رحمۃ کی عبارت نبی کریم علیہ السلام کے حق کل ہوتے کے ثبوت میں پیش کریں تو
آپ کہتے ہیں کہ یہ ال کی حشریں ہیں لیکن اگر حضرت جو حضرت شیخ و مد علی
قاری کی عبارت پیش کریں تو اس وقت انہیں غرضیں قرار نہیں دیتے؟
حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی خیر خیر میں شہر فرماتے ہیں کہ نبی
کریم علیہ السلام نے جب چاند کو ٹوڑا تو وہ توڑا اس طرح تھا جس طرح کوئی آوی
اپنے ناخن کے فالتو حصے کو پ ہاتھ سے جدا کرے۔ (رحمۃ اللہ علیہ ص ۱)

شہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ مجس اعتقاد و حق سید فانات و بیست است نہ
ہرچہ جز مرتبہ الوہیت و مالت و کرات ثبات کد فانا، فار۔
درجہ ادعتہ النصاری فی حکم
و حکم برشت مد حامیہ الحکم

(مرج بحرین ص ۶-۴)

مجس اعتقاد مسلمانوں کا نبی کریم علیہ السلام سے حق میں یہ ہونا چاہیے کہ جو
کچھ مرتبہ الوہیت کے علاوہ ہے جتنے کمالات و کرامات ہی کیوں نہ ہوں وہ سب حصول
علیہ السلام کے حق میں ثابت کرے۔

سے مسلمانوں جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کہا کہ (مختصی علیہ
السلام اللہ کے بیٹے و اللہ کے جڑ ہیں) یہ تم نہ کہا اس کے علاوہ جو چاہے حصول کی
درج میں بیان کر۔

وجہ استدلال

تو ہر بات ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے حق میں یہ عقیدہ رکھنا کہ معجزات آپ علیہ السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں کہ یہ ایسا کام ہے جو لاہیت کے علاوہ ہے در شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے جو بھی کام لاہیت کے علاوہ ہے آپ کیسے ثابت کیا جائے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد

نحوں در خدا از بہر امر شرع و حفظ دین

وگر ہر وصف کس سے خواہی اندر مدحش اندکن

(مکتوبات شیخ مطلق بن شیبہ حبیبی حیدر ص ۹۴)

حکم شرع و حفاظت دین کی وجہ سے حضور کو حد نہ کہنا اس کے علاوہ جو وصف چاہے حضور علیہ السلام کی مدح میں اندا کر۔

نوٹ

اب مولوی سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ یہ تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دجال کے جو حادثات خوارق ہوں گے وہ اس کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوں گے مگر خرق عادت میں کسی کا ارادہ اختیار ماننے سے کسی کو خدا ماننا، رزم آجانا ہے تو کیا سرفراز صاحب یہ قبول کریں گے کہ جال ال کا خدا ہے مگر خرق عادت امر میں قدرت ماننے سے دجال کا خدا ماننا، رزم نہیں ہوتا تو نبی کریم علیہ السلام کے معجزات میں آپ کا ارادہ اور اختیار ماننے سے بھی خدا ماننا، رزم نہیں آتا تو پھر نبی کریم علیہ السلام کی قدرت مانی جائے اور یہ عقیدہ رکھ جائے کہ معجزات آپ کے

ارادے سے صادر ہوتے ہیں تو پھر آپ کو بھی خدا ماننا، رزم نہیں آئے گا تو جب خدا ماننا، رزم نہیں آتا تو شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ہر کام جو بھی لاہیت کے علاوہ ہے سرکار علیہ السلام کیسے ثابت کرنا ممکن یہاں ہے۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

شیخ علیہ الرحمۃ المعصومین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ قاصی بیضاوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ہر دکان دین کی رو میں اپنے شرف اور قدرت کی وجہ سے ان فرشتوں میں شامل ہو جاتی ہیں جو کائنات کا نظام چلاتے ہیں۔

(الاعتقاد المعصومین جلد ۳ ص ۴۰)

وجہ استدلال

تو شیخ علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ شیخ کا نظریہ یہ ہے کہ اولیاء کرام کی روح کائنات میں متصرف ہیں تو ہم عرض کرتے ہیں کہ مولوی سرفراز صاحب کو شیخ علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت کیوں نظر نہیں آئی اس کی طرح ہم نے گذشتہ دراق میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ آپ اعداء المعصومین ہاں کرامات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ کرامات دہیاء ظاہری شدہ مدار قصد دار ہے قصد

کہ کرامات اولیاء اولیاء کرام کے ارادے سے بھی صادر ہوتی ہیں اور انہی کے ارادے سے بھی صادر ہو جاتی ہیں تو ان تمام عبارت کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی جو شرح فتوح الغیب دی عبارت ہے اس کا مطلب یہ لیا جائے گا چونکہ وہ فتاویٰ اللہ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے تو پھر اس کا ارادہ بھی اللہ تعالیٰ کا ارادہ شمار ہوتا ہے گو اس کا ارادہ اجتہادی ارادہ نہیں ہوتا بلکہ وہ خدا کا ارادہ ہی ہوتا ہے۔ مولوں

سر صاحب حضرت شیخ کی اس تمام عبارت کو پڑھ کر یہی کہیں گے۔

یا رس چشم یاری و شمیم

خود عطر بو منچہ پند شمیم

حضرت مہر ہے تھا کہ وہ حضرت شیخ کی تمام عبارت کا مطالعہ فرماتے پھر اس کی شرح فتوح الغیب و عبارت سے مستفاد کرتے۔ یہ ہے کہ سر فر صاحب کے مد شرم و حیا کا کچھ بھی شاہ نہ ہو تو آنکھ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا نام اس مسئلے کے اندر لینے کی جرات نہیں کریں گے۔

موبوی سرفراز صاحب کا حضور غوث پاک کا نام لے کر دھوکہ دینا

موبوی سرفراز صاحب سے فتوح الغیب عبارت پیش کی ہے کہ حضور غوث پاک نے اسی فرمایا ہے کہ کرامت کے اندر ایسا ہے کہ وہ اہل نہیں ہوتا حالانکہ ہم غوث پاک و کتاب فتوح الغیب کی کئی عبارت پیش کر چکے ہیں کہ ایسا کرامت کائنات میں مقصود ہوتے ہیں ہم مزید حضرت غوث پاک کی عبارت پیش کرتے ہیں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے ذلیل و احسانات کے ساتھ اور قدرت و طاقت اور درایت عامہ اور تصرف تمام کے ساتھ وراپے امر کے ساتھ جو حق ہے نفس اور دیگر تمام شیعہ میں نافذ و موثر ہو اور تجھے صفت تکوین کا عطیہ دیا جائیگا تمام شیعہ کے معبودی حریف سے اس دنیا میں اخروی زندگی سے پہلے ہی

فتوح الغیب مقہمہ ۳۷

اسی طرح حضور غوث پاک تصدیق عویشہ میں ارشاد فرماتے ہیں

بلا دہلہ منکی تحت حکمی

و حکمی مالم فی کل صاحب

لقد تعالیٰ کی تمام ہادیوں اور ہاد میر ملک ہیں میرے زیر فرمان ہیں میرے حکم ہر حال میں نافذ اور موثر ہے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

انم تروان الہ اصبع بعمة عیب

و ولا ما قصاء لحدو الحج

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی انگلیں ہمارے اوپر کمال کر دی ہے اور ہمیں قصاء حاجات اور حل مشکلات پر مامور فرمایا ہے۔ مزید فرمایا۔

ولو نقیت سری فی بحر

لنصر لکن غور فی لزوا

حضرت کا مزید ارشاد گرامی

ولو یقیت سری فی جہل

بدگت و اختصت ہیں برحاب

مگر میں اپنا سروریت پہاڑوں پر بھی القاء کروں تو وہ میرا رہہ ہو کر ریت میں چلے جائیں۔

ولو یقیت سری فوق عین

لقد تقدوب مولیٰ تعالیٰ

مگر میں ہمارا اہمیت بہت زیادہ کروں تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اہل سے رندہ ہو کر کھڑ ہو جائے۔ غوث پاک کا یہ ارشاد گرامی نا غلط ہو۔

وواقف سری فوق نور

لحمیت و لطافت من سر جہاں

اگر میں لایوں پناہ اوریت آگ پر تودہ ہے نور ہو جائے اور وہ فوراً بجھ

جائے سر حال اور شان و یریت کے رز سے۔

کسانی خدعہ بطور عزم

و نو جہی بتیجہ نیکمال

اللہ تعالیٰ نے عزم است کے نقش لکار سے آراستہ صنعت مجھے پہنائی اور مجھے

کمال و خوبی کے بہت سے تاج پہنائے۔

ال من رجاس لایعاف جہہم

رب الزمان و لایری مایرہب

میں نے لوگوں میں سے ہوں کہ جن کا ہم نہیں مانہ کے حوادث اور خفاک

اسور سے خورہ نہیں ہوتا اور نہ خاطر میں آتا ہے۔

مرفرا صاحب ارشاد فرمائیں کہ قصیدہ غوث پاک کی طرف خط

منسوب ہے، تو ہم نے کی تلی کیسے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خاتم المفسرین و المجہدین

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث اہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب بستان المحمدین

میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

سید زروق فای علیہ الرحمۃ کا ایک قصیدہ ہے جو قصیدہ جیدانہ کی طرز پہ ہے

اس قصیدے کے بعض شعر یہ ہیں حضرت زروق فای اپنے مریدوں کو کسی دینے

ہوئے فرماتے ہیں۔

اما نسوہندی جہا مع لشدالہ

ادما سطا جور الزمان یسکتہ

وان تکت فی صلی و کرب و وحشتہ

لما دیار و فی اوقات ریسر عہ

ترجمہ:

میں اپنے مریدوں کی پریشانیوں کو ختم کرنے والا ہوں جب زمانہ اپنی فتنی

کے ساتھ ساتھ پرستہ دور ہو کر تو فتنی میں ہو در مشکل اور وحشت میں ہو مجھے بار روق

کہہ کر پکار میں جلدی تیری مدد کو پہنچ جاؤں گا۔ (بستان المحمدین ص ۳۲۲)

مگر یہ قصیدہ غوث پاک کی طرف خط منسوب ہوتا تو حضرت شاہ صاحب

علیہ الرحمۃ یہ ارشاد نہ فرماتے کہ حضرت زروق کا یہ قصیدہ ہے جو قصیدہ غوثیہ کی طرز پر

ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشادات شیخ محقق کی

زبانی۔

حضرت شیخ محقق حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشادات نقل کرتے

ہوئے فرماتے ہیں۔ ہوت پروردگار کہ دست حمایت من پر مریدان من مثل آسمان

است بر من۔ (اجارہ حیا ص ۹)

ترجمہ

مجھے پروردگار جل جلالہ کی قسم ہے کہ میری حمایت امانت کا ہاتھ میرے

مریدوں پہ ہے جیسے کہ آسمان زمین کو محیط ہے اسی کتاب کے صفحہ ۹ پر ارشاد

فرماتے ہیں۔

من دھگیری سے کم ہر کر از ہر میان من از مرکب مغزو واہ پائے در آید تار دو

قیامت

ترجمہ

میں قیامت تک اپنے اس مرید کی دیکھیری کرتا رہوں گا جس کی سواری
لغزش کھا جائے گی اور گرے گی۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

مرد ہر لشکر سلطان ہست کہ مخالفت نہ کردہ شود و در ہر منصب خلیفہ است کہ
عزل کردہ نہ شود

ترجمہ

ہر لشکر میں مقرر کیا ہوا سلطان امیر ہے جس کے حکم و فرمان کی خلاف
ورزی نہیں کی جاسکتی اور ہر منصب پر میری طرف سے ایسا حدیث ہے کہ جس کو معزول
کے کیا نہ سکتے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا مزید ارشاد راہی بد ظلم ہو۔

حضور غوث پاک فرماتے ہیں کہ بے روزے دار سے شب بے دروازے
بہتر ہے پر چٹھنے والوں سے سالکیں بے بدادوں سے اتادوں سے پستوں سے بچو ۱۶
اور میرا فیض حاصل کرو اس دریا سے جو کوئی نہ دیکھ سکتا۔ (ص ۳۱-۳۲ حیرت ص ۳)

نوٹ

ہم نے اختصار کی خاطر فارسی عبارت کا اردو ترجمہ پیش کرنے پر مستاء ہوا۔
حضور غوث پاک کا ایک اور ارشاد گرامی۔

حضرت ارشاد فرماتے ہیں میں وہ صاحب سلطنت و جلال ہوں کہ میری تلوار
بے یام سے میری قوس میں تیرتے دیکھے ہیں میرے تیر نشانوں پر لگنے والے

ہیں اور میرے نیزہ خطا نہیں ہو سکتا میں اللہ تعالیٰ کی جلائے ولی آگم ہوں میں اویس
کرام کے احوال و مقامات سب کرنے اور انہیں ان کے درجات و مرتبے سے محروم
کرنے پر قادر ہوں۔ (حدیث حیرت ص ۳۱)

ایک قابل توجہ نکتہ

مولوی سرفراز صاحب مکتبہ دہلی نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
نے ارشاد فرمایا یہ نہیں کہا کہ حضور غوث پاک نے ارشاد فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ
کسی بھی غیر اللہ یا غوث پہنا شرک سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے سنا بھائی اور ہم مسلک
عام مولوی غلام اللہ کہہ سرتا تھا کہ ہمارا غوث بند ہے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ہدایت میں یوں قلمباز ہیں کہ حضرت غوث جیلانی اور
اس کتاب کے صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں حضرت غوث عظیمؒ اور اس کتاب کے صفحہ
۲۳ پر لکھتے ہیں حضرت غوث عظیمؒ۔

یہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اس کتاب کے صفحہ ۲۱-۲۲
پر فرماتے ہیں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے تصوف کی کنز
(ہدایت ص ۲۱-۲۲)

ہم سرفراز صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ حضرت غوث پاک کو غوث کے
لفظ سے اس سے بد نہیں کرتے کہ کہیں شرک نہ ہو جائے لیکن سائیل دہلوی اپنی
کتاب صراط مستقیم ص ۲۲۲ پر لکھتا ہے۔ جناب غوث الشکین و رخواہ بہ والدین
نقشبندی کی روحیں مقدسین آپ کے متوفی حال ہوئیں تو اب بتائیں کہ مولوی سرفراز
صاحب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولوی اسماعیل دہلوی کو مشرک قرار دیں
گئے تو اگر وہ مولوی سائیل اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو مشرک قرار نہیں دیتے تو

پھر اہل سنت پر شرک کا فتویٰ کیسے لگاتے ہیں۔

مگر اس لفظ کا طلاق کرے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی اسماعیل دہلوی بدستور موصود رہے تو پھر حضرت اس لفظ کا اطلاق مگر حضور عوث پاک پر کریں تو اس کے عقیدہ تو حید میں کیا فرق آسکتا ہے نیز کسی غیر اللہ کو عوث عظیم بنا کر شرک ہے تو ہے شیخ بہد محو الحسن کے بارے میں حضرت کیا رشتہ فرما میں گئے جو آپ پر رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں

ہندوستانی مانی ابو مسعود انصاری

رشید ملت میں عوث عظیم قطب ربانی

رہتے تھے اب حضرت کے شیخ ہند رشید احمد گنگوہی کو عوث عظیم قرار دے رہے ہیں کیا حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوث عظیم ماننا شرک ہے اور گنگوہی کو عوث عظیم ماننا عین ایمان ہے۔

گنگوہی صاحب کی اخلاقی پستی۔

ارواحِ ملوثہ میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ گنگوہی کی حلقہ میں مجمع تھا گنگوہی اور نالوتوں کے مرید شہر سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات مجمع میں تشریف فرما تھے گنگوہی نے نالوتوں سے محبت آمیز جہ میں فرمایا کہ یہاں یہ جاہ نالوتوں صاحب شہر گئے گنگوہی صاحب سے پھر فرمایا تو اب سے چٹ بیٹ گئے حضرت گنگوہی بھی اسی چوڑی پر بیٹ گئے۔ درمیان کی طرف کراٹ سے رہنا ہاتھ کے پیسے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صدف اپنے دل کو تسلی دینا چاہتا ہے نالوتوں کہہ رہے ہیں کہ کیا کر رہے ہو لوگ یا کہیں گے گنگوہی صاحب سے کہا لوگ کہیں گے تو کہیں دو۔

ارواحِ ملوثہ ص ۳۰۵

گنگوہی صاحب سے ایک مرتبہ رشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قاسم صاحب وہاں کی صورت میں ہیں اور میراں سے نکاح ہوا ہے جس طرح رس دشوہ کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچاتا ہے اسی طرح مجھے ان سے نہیں مجھ سے فائدہ پہنچا۔
(تذکرہ الرشید جلد ۲ ص ۲۸۹)

نوٹ

پنی قسمت کی بات ہے کچھ لوگ ایسے آدمیوں کو ہنا عوث عظیم سمجھتے ہیں جو کبھی مجمع عام میں غیر حلقہ حرکتیں کرتے ہیں اور کبھی خوب میں مردوں سے جھگڑا کرتے ہیں اور کچھ لوگ اسی قسمی کو پنا عوث عظیم مانتے ہیں جو مسید، وسیاء ہیں بہر حال پسند اپنی ہٹی خیر ہنا ہنا۔

کل حوب بملہہم فرحون

مولوی سرفراز صاحب کے علماء کی عبارت سے غلط

استدلال

نمبر ۱

مولوی سرفراز صاحب عہد غی لکھنوی کے ہمارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ کرامت وہ خرق عادت مر ہے جو وہی کے ہاتھ پر صادر ہو پھر اس کے کہ وہ کسی چیز کا دعویٰ کرے۔ (رہ ہدیت ص ۵۴)

سرفرازی استدلال کا جواب:

سرفراز صاحب کا اس عبارت سے اپنے مقصد پر استدلال کرنا لغو و باطل ہے۔ حضرت کا دعویٰ یہ ہے کہ کرامت کے صدور میں وہی کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہے۔

لیکن عبارت کی درست اس دعوے پر نہیں ہے کیونکہ بغیر دعویٰ مر کے کسی مر کے صدور ہو جانے سے وہی کا مجبور ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ دعویٰ امر سے مراد نبوت یا وراثت کا دعویٰ ہے تو بغیر دعویٰ کے خرق عادت و صدور ہو خواہ اختیار سے بھی ہو یہ عبارت اس پر بھی صادق ہے بہذا سرفراز صاحب کا استدلال غلط ہے ان کا یہ عبارت درج کرنا فضول بھرتی کے ضمن میں آتا ہے۔

نمبر ۲ مولوی سرفراز کا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی عبارت

سے غلط استدلال:

سرفراز صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

کرامت سب کی وہی ہوتی ہے اور وہ جو کسب سے حاصل ہو بھلا متی کا تلاش ہے ہاگوں و انوکھ دینا ہے۔ (ملفوظات حصہ چہارم ص ۲)

سرفرازی استدلال کا جواب:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت مولوی سرفراز صاحب کے مدعا پر درست نہیں رہتی۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ بلند و جوئی و رجس فاسق فاجر لوگ محض اسے پہنچیں کر کے با خرق عادت و مر مر سمجھ دیتے ہیں یہ بات نہیں ہو سکتی بلکہ بہت اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے اور یہ استدلال کے یہاں سب کا مطلب نہیں ہے جو ہمارے سرفراز صاحب کے معنی مختلف ہیں۔

جس طرح کہا جاتا ہے کہ وہی کا علم کسی ہے ورنہ ان کا علم وہی ہے تو کسی علم جو ہے وہ فاسق فاجر اور کفار بھی حاصل کر سکتے ہیں مثلاً بعض اوقات دیوبندی وہابی و فتنی مشقت کر کے ظاہری عام بن جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ و نیک بندوں کو اپنے خصوصی فضل سے جو علم عطا فرماتے ہیں اس کو بھی اور وہی علم عطا فرماتا ہے۔ جس طرح سیدنا خضر علیہ السلام سے ہمارے میں و شہداء و اولیٰ تعالیٰ سے

عصاۃ من بعدنا علما

ہم نے حضرت خضر علیہ السلام کو وحی علم سے نورانیہ مگر سرفراز صاحب کا عقیدہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ان عبارت کے مطابق ہے تو پھر یہاں وہ تسلیم کریں گے کہ متبرجات وغیرہ میں کافروں و منافقوں سے راد و دخل ہونا ہے۔ تو پھر کیا ان کو انبیاء و مراد سے بعض ہے ان کے خوارق عادت و مراد میں ان کے رازے اور اختیار کو تسلیم نہیں کرتے تو کیا جوگی اور بھلا متی کا تمنا دھارے سے مراد غیر عادیہ میں یا اختیار ہیں اور انبیاء و مراد علیہم السلام و انبیاء عظیم الرضوال جو اللہ تعالیٰ

کے محبوب اور پیارے ہیں کیا وہ ہے بس اور ہے فقیر ہیں۔
عقل و دانش بہارِ گریہ

نوٹ

ہم نے جو سرفراز صاحب پر یہ اعتراض کیا ہے تو جو انہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت سے مطلب سمجھا ہے اس کے مطابق کیا ہے ورنہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ کی عبارت کا مطلب ایسا ہے جو ہم نے عرض کیا ہے نہ کہ وہ ہے جو سرفراز صاحب نے سمجھا ہے۔

ہم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت کی وضاحت کیسے حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی ایک کرامت پیش کرتے ہیں حضرت خواجہ جو جگاہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواری علیہ الرحمۃ جب اجمیر شریف لائے اور دینِ ہند کی تبلیغ کا سلسلہ شروع فرمایا تو وہاں رہنے والے ہندوؤں پر یہ بات بہت گراں گزری تو ایک ہندو جوگی نے آپ علیہ الرحمۃ کو بچا دکھانے کیسے بچے کرشب کا مظاہرہ کرنا چاہا اور آکر آپ کے سامنے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا تو حضرت خواجہ غریب نور نے پٹی کھڑکی کو حکم فرمایا کہ سے نیچے آؤ۔

آپ کا یہ حکم فرمانا ہی تھا کہ کھڑکیں اس جوگی کے سر پر پڑنا شروع ہو گئیں اور وہ جوگی نیچے گر پڑا اور اس کے بعد آپ کی قدم بویں اور اپنے کفرِ شرک سے توبہ کی اور حضرت خواجہ غریب نور کے واسطے سے اسی کریم علیہ السلام کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا مقصد بھی یہی ہے کہ جو چیر کسب سے حاصل ہو وہ بھان متی کا تماشا ہے جس طرح کہ وہ جوگی دکھایا تھا اور کرامتِ محض

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس طرح حضرت خواجہ غریب نور علیہ الرحمۃ نے پٹی کرامت کے ذریعے اسی استدراج کا تدارک فرمایا یہ جو ہم نے واقعہ بیان کیا ہے یہ انور خواجہ صفحہ ۲۷ پر موجود ہے۔ اسی طرح ایک کتاب دلی کے بابکس ۲۲ خواجہ اس کے تدارک بھی یہ واقعہ مرقوم ہے۔

مولوی سرفراز کا امام رازی کی عبارت میں تحریف معنوی کا ارتکاب:

مؤلف نور محمد بیہ مورثا سید حسن الدین شاہ صاحب نے امام رازی کی کتاب مباحثِ مشرقیہ کا ایک حوالہ پیش کیا تھا ہم وہ اصل عربی عبارت دوہراؤ نقل کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام رازی ارشاد فرماتے ہیں۔
وخواص لیس کماذکرنا

ترجمہ:

انہی و صبیہ السدم کے خواص جس طرح کہ ہم نے ذکر کیے وہ تین ہیں۔ ان میں تیسرے خاصہ ذکر کرتے ہوئے ہم مازکی رحمت اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔
واللہ ان تکون نفسہ متصرفۃ فی مادۃ ہذا لعالم فقیہ بعضہا لبعال
والماء دعا میرلی الاکھ والابو ص الی غیر ذلک من المعجزات
(المباحثِ مشرقیہ جلد دوم ص ۵۵۶)

ترجمہ:

نبی کا تیسرا خاصہ یہ ہے کہ ان کی ذات اس عام کے مادہ میں متصرف ہو جس بدل میں عصا کو سانپ سے اور پانی کو خون سے اور اندھے اور کورنگی کو شفا

دیں۔ تو مولوی سرفراز صاحب اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ فلاسفہ پاسد کا باطل نظریہ ہے کہہ بی کی ذات کو اس عام میں تصرف حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے عام میں خود رقی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ عام رزی نے حکماء کے یہ عقائد یہاں کے لک کی یہ زور ترویج ہے۔

ہم ناظرین سے گزارش کریں گے کہ دو مباحث اشترقیہ کے مذکورہ صلی کا بھی مطالعہ فرما میں ہلکے پوری دو جلدوں کا مطالعہ فرمائیں ان میں کہیں عام رازی کی طرف اس بات کی تردید نظر نہیں آئے گی۔

تو مولوی سرفراز صاحب نے عام رزی کی اس عبارت سے جان چھڑانے کیسے ان کی طرف جھوٹی بات منسوب کر دی ہے یز مولوی سرفراز کا یہ کہنا کہ عام رزی سے یہ فلاسفہ کا نظریہ بیان ہوا ہے یہ بات بھی سچ ہے۔ یونکہ عام رزی فرمادیا۔

اخصائص الہی کا ذکرنا۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے حواس جس طرح ہم نے ذکر کئے تو کیا مولوی سرفراز صاحب عام رزی کو فلاسفہ پاسد میں سے سمجھتے ہیں۔ چنانچہ تو خدا کا خوف کریں اسے پوسے مفسر اور عام کو شیطان قرار دینا کوئی ایماندار کی ہے۔ مولوی سرفراز صاحب نے اس نظریہ کو جو قرآن کی صریح آیات سے ثابت تھا اس کو فلاسفہ کی طرف منسوب کر دیا۔

مثلاً دعویٰ درکڑھیوں کو تشدد و سخت کرنا اللہ تعالیٰ نے جیسی علیہ السلام کی یہ مثال قرآن پاک میں بیان فرمائی ہے۔ فرمادیا

ولیسری الاکھمد والابرحی ہادی

۱۰۰

اور چھپا کرتا تھا ہارن والد علی کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے۔

”روح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

فالتقی عصاة فادامی ثعبان میں

۹

۱۰۰

جب ڈرا اس نے اپنا عصا تو اس وقت ہو گیا اڑوہا صریح۔ اسی طرح ارشاد

تالی ہے

ونقد القید موسیٰ تسبح یت بہت

۵

۱۰۰

وہم سے یہ موسیٰ کہ ”شایاں صاف۔

بات کی تشریح کرتے ہوئے ایچ بد کے شیخ الاسلام شہیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ

”میں نے آپ کو فصل درجست سے قرآن عظیم یاد ہے اور بہت کچھ مہربانیاں آپ پر

”میں ہم پر موسیٰ علیہ السلام کو مدد لائے کے لو لکھتے ہوئے نشانات ان کے مناسب

”میں بہت فرما چکے ہیں۔ وہ موافقت یہ تھے۔

”میں نقص شریعت، طوفان، جزا و قسمل، صلی و ع، دم تفسیر عثمانی صفحہ ۵۰۲۔

”وہی سرفراز صاحب ارشاد فرمادیں ”موسیٰ علیہ السلام ان چیزوں سے

”میں ہاتھ نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہ مقصد ہو گا کہ ہم نے

ان کو نشانیاں عطا فرمائیں۔

نیز مدد دے دیو بند کے ہانی قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں۔ معجزہ خاص جو ہ
نئی کو مثل پر دانہ تقرری بطور مدد ہوتا ہے۔ نظر صرورت ہر وقت قبضہ میں ہوتا ہے
بھی کبھی قبضہ نہیں ہوتا۔
(تخذ بر مناس ص ۸)

اب مولوی سرفراز صاحب قرآن کریم کی اس آیت کو بھی دیکھیں کہ ہم نے
مولیٰ علیہ السلام کو لوٹنے سے عطا فرمائے۔ اور اپنے عہد مدد دیو بند کے ہانی نانوتوی
صاحب کی عبارت کو بھی دیکھیں۔ پھر خود فیصلہ کریں کہ جو مسد قرآن کریم کی صریح
آیت سے ثابت ہوا اس کو حکم کی طرف منسوب کر دینا اور شیطانی نظریہ قرآن کریم کو
نسبت ہے۔ اسی طرح سرفراز صاحب قرآن کریم کی اس آیت کی طرف بھی غور
کریں۔

ولانہما تانت بہ من ایتہ لتسحرنا بہا فما نحن ملت بمومنین

پ ۹

ترجمہ:

اور کہنے لگے جو کچھ تو لائے گا ہمارے پاس نشانی کہ ہم پر اس کی جادو سے
جادو کرے سو ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے۔

دیوبندی شیخ الاسلام کی وضاحت:

یہ مولیٰ علیہ السلام کے معجزات پر نشانہ دیکھ کر کہتے تھے خلو کہیں ہی جادو آپ ہم
پر چلائیں اور اپنے خیال کے موافق کہتے ہی نشان دکھ میں ہم کسی طرح تمہاری ہمت دانت
والے نہیں۔

۹ شہ

شیر احمد عثمانی کے اس حاشیہ سے ثابت ہوا کہ فرعونوں کا نظریہ بھی یہی تھا
مولیٰ علیہ السلام معجزات دکھائے پر قادر ہیں۔

کیونکہ انہوں نے یہ کہا کہ آپ جو بھی معجزہ سے کر آ میں ہم آپ پر ایمان
لا لیں گے اس سے ثابت ہوا کہ معجزہ کے صادر کرنے میں مولیٰ علیہ السلام کا
ب اختیار موجود تھا۔

اب سرفراز صاحب آرخد کا فرمان تسلیم ہیں کرتے کہ ہم نے مولیٰ علیہ السلام
اور اہل بیت عطا فرمائے تو کم از کم سب سے ہم مشرب بھی ہو فرعونوں کی ہمت مان میں۔

مام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری شہادت:

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہاں پر دوسرا نقطہ بھی ہے کہ ہمارا مذہب کہ
انما ہیت کے لحاظ سے مختلف ہیں جن میں انتہائی قوی بھی ہیں اور ضعیف و ناتواں
کی ہر اس میں نورانی بھی ہیں اور ظلمات بھی ہیں کہ جب کسی نفس میں قوت قدسیہ بھی
ہو تو اس کا جوہر نورانی ہو و طبیعت عامہ سے تعلق رکھنے والی ہو۔ اس کے
مختلف عبادت و ریاضات بھی اس کے ساتھ مل جائیں جو اس کے جمال
و ہائے چہرہ سے عالم کے گرد و غبار کو رائل کر دیں تو اس روح میں چمک و ملک
دجائے گی اور اسے عالم میں تصرف کی قدرۃ حاصل ہو جائے گی۔

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۹۸)

نوٹ:

ہم نے عربی عبارت نقل نہیں کی بلکہ حقلہ کیسے اردو ترجمہ پیش کرنے پر

نقص یا ہے۔ در سرفراز صاحب مام رازی کی عبارت کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کیا انہوں نے یہ نظریہ بھی غلط سمجھا یا سدا کیا ہے یا ہنات نظریہ ہوں کہ سے یہ حضرت یہ بتائیں کہ انہوں نے معجزہ و رحمت سے نہ انہی کے کسب اور رد کو تسلیم کرتے ہوں و کوڑھ معجزہ و بددش قرآن یا ہے یا مام رازی کو بھی ان الفاظ کا مصدق قرار دیں گے۔

مام رازی کی تیسری شہادۃ

حضرت امام رازی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ سب روح معرفت الہی و محبت خداوندی سے مایوس ہو جائے اور اس بدن کی تہذیب و تکمیل میں اس کا متفرق کم ہو جائے اور اس پر روح عادیہ کا عکس پڑنے لگے تو اس کو اس عالم کے جسم میں اسی طرح تصرف کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے جس طرح روح للکلیہ کو تصرف کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۶۸)

امام رازی کی چوتھی شہادۃ

حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ جب دن کی روح ملائکہ کے الوار سے ملو و جاۓ ہے ملائکہ کے روح کے مشاہد ہو جاتا ہے اس کو قتی قدرت اور طاقت حاصل و حل ہے کہ وہ یہ سوا پر قادر ہو جاتا ہے جس پر کوئی و قادر نہیں ہوتا (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۳۶۷)

امام رازی کی پانچویں شہادۃ

حضرت ارشاد فرماتے ہیں ان پانچوں کلمات یعنی نارعات، ناراحتات، ناراحت اور سہلکات و در ہدایت کی تفسیر میں تیسری صورت یہ ہے کہ ان سے مراد

ارواح ناسن ہیں ان عانی مرتبت سے بعید نہیں کہ ان میں ایسے روح بھی ہوں جو اپنے شرف و قوت کے لحاظ سے اس جہاں کے حوال میں اثر نہ کر سکیں ہوں۔ اور درایت مر کے مرتبہ۔ حار ہوں جیسے کبھی شکار کو مشکل پیش آتی ہے تو خوبانہ میں استدراں کی رہنمائی فرماتا ہے۔

کبھی باپ فوت دوسرے کے بعد بیٹے کو مدفون فرامان کی خبر دیتا ہے۔ حضرت مام رازی سر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ معنی چھ مفسرین سے مدور نہیں مگر الفاظ قرآنیہ میں ان کا اکتفا قوی موجود ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۳۱۸)

وجہ استدراں

مولوی سرفراز صاحب بیہوشیم السلام و متصرف ہونے پر تیار نہیں ہیں اور اس نظریہ کو شیاطین کا نظریہ قرار دیتے ہیں اور مام رازی کا بھی یہی نظریہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی نبیاء علیہم السلام کے متصرف ہونے سے قائل نہیں ہیں حار نقہ مام رازی رحمت اللہ علیہ دیا، کو متصرف تسلیم کر رہے ہیں۔

سب مولوی سر لڑ صاحب اور امام رازی کے نظریہ میں زمین و آسمان کا فرق ثابت ہو گیا۔ اس نے سرفراز صاحب کو چاہیے کہ واقعی وہ امام رازی کے معتقد ہیں تو پھر ہماری پیش کردہ عبارت کو انہیں تسلیم کر لینا چاہیے۔

امام رازی کی چھٹی شہادۃ

حضرت امام رحمت اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ درایت مر اس طرف اشارہ ہے کہ بشریت کا آخری مرتبہ ملکیت کے پسے مرتبہ سے متصل ہے۔

ہیں جب روح بشریہ اپنے مرتبہ کی آخری حد یعنی مرتبہ سبقت تک رسائی حاصل دیتے ہیں تو عام ملائکہ سے مل جاتے ہیں اور یہی مراد سے فائدہ

برائے امر اسے۔

وجہ استدلال:

تو مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے کہ امام رازی کی تمام پیش کردہ عبارت پر غور کریں اور اپنے اس خاصہ نظریہ سے توہ کریں کہ انبیاء اویہ کو فائزات میں متصرف سمجھنا مشرکانہ عقیدہ ہے۔ صراحتاً ہم یہاں دو بندوں کے مابین جو کہ مسئلہ پیشوا ابن قیم کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

ابن قیم کی شہادۃ:

ابن قیم اپنی کتاب روح میں لکھتے ہیں کہ وہ روح جو کہ بدن کی قید اور اس کے لوازمات اور موانعت سے آزاد ہو جاتی ہے اسے تصرف اور تسلط کی صلاحیت واستقلال حاصل ہو جاتی ہے جو کہ حقیر و ذلیل اور بدن کی قید و بند اور اس کے موانعت اور موانعت میں محسوس و مقید روح کو حاصل نہیں ہوتی جس جب بدن کو قید میں مقید ہوتے ہوئے روح کا یہ حال اور شان ہے اس وقت کہ اس کا حجاب و نشان کیا ہوگا جب وہ بدن کی قید و بند سے رہائی اور خلاصی پائے۔

ابن قیم مزید لکھتے ہیں کہ بنی آدم کی مختلف جماعتوں سے تو اثر کے ساتھ یہ شہادہ ثابت ہے کہ فوت شدہ حضرات کی روح سے ایسے اعمال و افعال صادر ہوئے جن پر وہ ظاہری حیات کی حالت میں اور مدحوں کے بدلوں سے متعلق ہوتے ہوئے قادر نہیں تھے۔

مثلاً عظیم شکروں کو ایک یا دو یا قلیل ترین جماعت نے شکست فاش سے دوچار کر دیا۔ اور کتنی دلدلہ حالت میں سو گری علیحدہ دیکھے گئے۔ جبکہ آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی تھے۔ ان فرارک روح قدسیہ نے کفار

و مشرکین کے لشکروں کو شکست مناش سے دوچار کر دیا۔ ہاوجود اس کے وہ تعداد میں کثیر اور سارو سپاہان سے بڑی طرح میں ہوتے تھے جبکہ اہل اسلام تعداد میں بہت کم ہوتے اور ساز و سامان کے لحاظ سے کمزور اور ناقابل ہوتے۔

نوٹ

ہم نے مختصر کی خاطر ابن قیم کی عبارت کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے یہ عبارت کتاب روح کے صفحہ ۱۶۴ اور ۶۵ پر موجود ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کا امام رازی کی عبارت سے غلط استدلال:

حضرت امام رازی کی عبارت شبلی نعمانی کی کتاب الکلام سے نقل کی ہے کہ امام رازی رشتہ کرتے ہیں کہ قوت نظروں و عملی میں کامل ہونا عیب عظیم اسلام کا خاصہ ہے وہ قوت نظری و عمل کی وجہ سے ناقصوں کو کامل کر سکتا ہے۔ لیکن اس قدرت سے یہ مسلم نہیں آتا کہ وہ معجزات کے صادر کرنے پر بھی قادر ہوں۔

مولوی سرفراز صاحب کے استدلال کا جواب:

مولوی سرفراز صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عقلاً نبوت میں اور خورق عادت امور صادر کرنے میں کوئی عارضہ نہیں ہے۔ اس سے یہ کیسے لازم آئے گا کہ وہ معجزات میں انبیاء عظیم اسلام کی قدرت تسلیم نہیں کرتے۔

اس طرح دو بڑی حضرات کے نزدیک الٰہیت میں امید صدق میں عقلاً کوئی عارضہ نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت کا جھوٹ ہونا عقلاً ممکن ہے۔ لیکن عادتاً وہ بھی اللہ تعالیٰ کیسے صدق کو مزدوی جانتے ہیں۔ پھر ان کے

نظریہ کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو صادق نہیں مانتے۔

ہم رازی کا بھی یہی مقصد ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ خرق عادت امر کو پیدا نہ کرے تو بڑے خود انبیاء علیہم السلام اس پر قادر نہیں ہیں۔ لہذا جب اللہ رب العزت چاہتے ہیں تو اپنے انبیاء علیہم السلام کی عزت فرمائی کیسے معجزہ کو اس کے ہاتھ پر ظاہر کر دیتے ہیں۔

جس طرح ہم غزالی کا ارشاد ہم پہچنے اور قی میں نقل کر چکے ہیں کہ نبی کو ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے امور خارقہ معادات صادر ہوتے ہیں۔

جس طرح ہمیں ایک صفت حاصل ہے جس کی وجہ سے ہم سے امور عادیہ صادر ہوتے ہیں۔ گرچہ ہماری قدرت اور وہ سرکاری محض اللہ تعالیٰ کی خلق سے ہیں۔

اسی طرح نبیاء علیہم السلام کے خارق عادت امور بھی اور ان پر قدرت بھی محض اللہ تعالیٰ سے ہے۔ یعنی جس طرح ہماری فعال عادیہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اس طرح معجزات و کرامات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

خود مولوی سرفراز صاحب نے بخاری شریف سے ایک عبارت نقل کی ہے کہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر نبی کو معجزہ عطا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

تو اگر ہم رازی کی اس عبارت کا کہ اصلہ ثبوت کیسے معجزہ شرط نہیں ہے یہ مطلب یہاں ہے کہ نبی معجزہ کے بغیر مبعوث ہوتے ہیں تو پھر اس حدیث پاک کا کیا مطلب ہوگا۔

ہم رازی کی دوسری عبارت جو ہم پہچنے نقل کر چکے ہیں ان کا کیا

مطلب ہوگا۔ ہر سرفراز صاحب کو چاہیے کہ ہم رازی کی مباحثہ اشترقیہ کی عبارت کا وہ مطلب بیٹ نہ کریں جس پر وہ خود بھی راضی نہ ہوں تاکہ تو پیہ نظام ہمارے پیش ہر مخالفہ زعم نہ آئے۔

مولوی سرفراز صاحب نے ہم رازی کی عبارت کہ انبیاء علیہم السلام کائنات میں متصرف ہوتے ہیں کا جواب دیتے ہوئے انہی خلدون کی ایک عبارت پیش کی ہے۔ کہ انہی خلدون نے لکھا ہے کہ یہ حکماء کا نظریہ ہے کہ نبی اپنے نفس کے خواص کی تاثیر سے کواں میں تصرف کرتے ہیں چونکہ اس حکماء کا نظریہ یہ بھی تھا کہ اللہ رب العزت عامل ہانا بجا ہے۔ تو اللہ رب العزت خرق عادت فعل نبی کے ہاتھ پر یہ کرتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے اسے داخل نہیں ہوتا۔

حالانکہ اصل مسئلہ کا یہ نظریہ نہیں ہے کہ نبیاء معجزات میں سب سے اختیار کے مالک بھی ہوں اور اللہ رب العزت ان معجزات کے پیدا کرنے میں مجبور محض ہو رہا۔ ہر ایک کا نظریہ یہ ہے کہ معجزات کے صادر کرنے میں نبیاء اس طرح ہا اختیار ہیں جس طرح ہم اپنے انہی عادیہ کے صادر کرنے میں ہا اختیار ہیں۔ اگر ہم اپنے کسی فعل کو ہی مانا جائے تو اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا کرے وہ فعل وقوع پر نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح نبیاء علیہم السلام کسی خرق عادت امر کا راہ فرما میں لیکن اللہ رب العزت اس فعل کو پیدا فرماتے تو وہ فعل وقوع پر نہیں ہو سکتا۔ ہر حکماء کا نظریہ اور اصل مسئلہ کا طریقہ آپس میں متضاد ہیں۔

خود مولوی سرفراز صاحب نے اس خلدون کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ جہاں در کواں میں وسیع و مر مختلف قسم کی کرامات سے تصرف کرتے ہیں۔

(مقدمہ اس خلدون ص ۴۶)

اس مقدمہ سے یہ علامہ اس خلدون لکھتے ہیں۔ یعنی بعض صوفیاء کرام در

اصحاب گرامت سے جوں عالم میں تاثیر دیکھنے میں آتی ہے وہ چاروں کی قسم سے نہیں ہوتی بلکہ یہ ناسیاء اللہ پر محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہوتا ہے اور اس کی مدد سے یہ مرس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا طریقہ درہستہ تھا و نبوت اور اس کے وقوع سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایمان کی قوت اور حال اور تمسک بکلمۃ اللہ میں ان کا ربط اور ربط ہوتا ہے۔

(مقدمہ ص ۵۰۲)

تو موبوی سرفراز صاحب نے جو اہل غددوں کی عبارت پیش کی تھی اور اس کا یہ مطلب یہ تھا کہ معجزات میں انبیاء علیہم السلام کے ارادہ کو دخل نہیں ہوتا ان کا یہ مطلب دینا سنیوں اور باطل ہے کہ یہ مطلب خود اس غددوں کی کثیر عبارت کے خلاف ہے۔

اس طرح موبوی سرفراز صاحب نے ان کی ایک اور عبارت مقدمہ کے صفحہ ۱۳ سے نقل کی ہے کہ انبیاء کی علامات میں سے خورق عادت کا وقوع بھی ہے جو ان کی صداقت پر شہادۃ دیتے ہیں اور وہ ایسے افعال ہوتے ہیں جس سے انسان عاجز ہیں۔

سرفرازی استدلال کا رد:

اہل غددوں کی اصل عبارت یہ تھی کہ معجزات ایسے افعال ہوتے ہیں کہ باقی انسان کی مشکل ماننے پر قادر نہیں ہوتے تو اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا معیار دوسرے لوگ نہیں کر سکتے اس عبارت سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ معجزات پر انبیاء کو بھی قدرت نہیں ہوتی یہ اس غددوں کی عبارت میں یہ الفاظ بھی نہیں کہ

متکلمین کہتے ہیں کہ چونکہ فاعل مختار اللہ تعالیٰ ہے اس کے معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں بی کے فعل سے واقع نہیں ہوتے اگرچہ بندوں کے افعال معجزہ کے نزدیک ان کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں لیکن معجزہ کے بارے میں معجزہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ان کے صدور میں بی کے فعل کا دخل نہیں ہوتا بلکہ بی صرف پیش کرنا ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ متکلمین کا نظریہ یہی ہے کہ معجزات اللہ تعالیٰ کی خلق سے پیدا ہوتے ہیں۔

جس طرح اہل غددوں نے کہا کہ بندوں کے افعال معجزہ کے نزدیک ان کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ معجزہ افعال کے صدور میں بندے کی قدرت بطور مطلق ہوتے ہیں۔ تو جب معجزہ نے یہ کہا کہ بی کو معجزہ کے صدور میں قدرت حاصل نہیں تو اس سے مراد یہی ہوگا کہ ان کو قدرت بطور مطلق حاصل نہیں۔ کیونکہ وہ بی کے فعل میں اور عام بندوں کے افعال میں فرق کر رہے ہیں کہ عام بندے اپنے افعال کے خود خالق ہوتے ہیں۔

بخلاف انبیاء علیہم السلام کے وہ معجزات کے خود خالق نہیں ہوتے بلکہ ان کا کام صرف پیش کرنا ہوتا ہے اور پیش کرنا تب ہی منظور ہو سکتا ہے کہ جب معجزہ اس کے ارادہ سے صادر ہو۔

جیسا کہ علامہ پرہاروی نے اس باب انکراہات میں فرماتے ہیں۔

التحدی لا يمكن بدون القصد

تو جب متکلمین نے تسلیم کر لیا کہ معجزہ کے اندر انبیاء کی طرف سے تحدی پائی جاتی ہے کہ وہ ان کے واقع ہونے سے پہلے اپنے دعویٰ کے صدق پر اس سے استدلال کرتے ہیں اور جب معجزہ واقع ہو جاتا ہے تو گویا تحدی کی طرف سے صریح قول صادر

ہو جاتا ہے کہ نبی سچا ہے۔ اس بات کو نام مستحکمین میر سید جرجانی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ یہ نفس حرکت ہی مجروح ہے اس لئے کہ وہ خارق عادت فعل ہے اور لفظوں کا پیچہ روا ہے چہ وہ کی اللہ کے مقدر بھی ہے اور نبی بات صحیح ہے۔

شرح موقف ص ۲۶۶

تو مولوی سرفراز صاحب بدعوا میں بن خلدون کی وہ عبارت نقل کر مئے مس سے ال سنت کی تائید ہو رہی تھی۔ ال کو چاہیے تھا کہ بن خلدون کی عبارت کو سمجھنے کیلئے شرح موقف کی اس عبارت کا مطالعہ کرتے یا کہ نہ خود غلط فہمی میں پڑتے اور نہ ہی وہ سب کو غلط فہمی میں ڈالنے کا موجب بنتے۔

بہر سرفراز صاحب نے ابن خلدون کی جو یہ عبارت نقل کی تھی۔

وهي المعال يعجز ابشر عن مشيها فسميت بدلت معجزة ليست من
جس مقدور العباد واما تقع في غير محل قوتهم

ترجمہ۔

اور مجروح وہ ایسے فعل ہوتے ہیں جن سے اس عاجز میں ہر یہ افعال
ن فعل کی جس سے نہیں میں جن بہ بدوں بوقت ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ افعال
بندوب کے محل قدرت سے بالکل باہر ہوتے ہیں۔

تو مولوی سرفراز صاحب نے اس عبارت کا تعلق نبیہ علیہم السلام کے افعال
سے جوڑ دیا ہے جو بطور خرق عادت ان سے صادر ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس عبارت کا
تعلق باقی لوگوں کی قدرت کی نفی کے ساتھ ہے کہ نبیہ علیہم السلام کے معجزات جیہ
فعل دوسرے لوگوں کی قدرت سے خارج ہے۔

جس طرح کہ میر سید شریف فرماتے ہیں کہ نبی کا قادر ہونا دلائل ایک دوسرے

دست پر عا قہ قادر کہیں ہو سکتے یہ بھی مجروح ہے

تو ابن خلدون کی اس عبارت کی وضاحت علامہ میر سید شریف جرجانی نے
اس قول سے ہو رہی ہے۔

بلکہ مولوی سرفراز کو چاہیے کہ علامہ میر سید شریف جرجانی کی اس عبارت کو بخور
پڑھے اور ابن خلدون کی عبارت کو اس عبارت کے ساتھ ملا کر سمجھنے کی کوشش
کرے۔ اور ابن خلدون کی عبارت کے درجہ نام راری کی المباحث المشرقیہ کی
عبارت کا جواب دینے سے باز رہے۔

مر رہا نصحت بود کردیم

خواست ہا خد کردیم در قہم

المباحث المشرقیہ کی عبارت کی تائید شرح عقائد کی عبارت

سے

حضرت علامہ الفتاویٰ علیہ الرحمۃ معترضہ کے ایک اعتراض کا جواب دیتے
ہوئے لکھتے ہیں کہ اگرچہ سیدنا نبی علیہ السلام مردوں کو زندہ کرے یا در غصوں اور
کوڑھیوں کو تندرست کرنے پر قادر رہتے لیکن بلائکہ ان امور میں در دیگر خوارق
عادت امور میں ان سے زیادہ قدرتوں کے مالک ہیں لیکن اس کمال کی وجہ سے وہ
زیادہ قدرت کی وجہ سے ان کا حضرت نبی علیہ السلام سے زیادہ افضل ہونا لازم نہیں
آتا کیونکہ جس افضلیت میں اختلاف ہے وہ کثرت ثواب کے اعتبار سے ہے اور
امور خارقہ عادت میں زیادہ قدرتوں کا مالک ہو جانا کثرت ثواب میں افضلیت کو
مستلزم نہیں۔

وجہ استدلال

حضرت علامہ تفتازانی کی اس عبارت میں اس مراد اور ثبوت موجود ہے کہ علماء کرام سے ایک نبیاء علیہم السلام کائنات میں متصرف ہیں تو مولوی سرفراز صاحب کا یہ کہنا کہ یہ نظریہ فلسفہ کا ہے شرح عقائد کی اس عبارت کی رو سے مردود ہے نیز یہ عبارت صرف شرح عقائد کے اندر ہی موجود نہیں بلکہ شرح مواقف شرح مقاصد مسامرہ اور کتب تفسیر میں سے عام تاریخی مدوح معانی تفسیر کبیر وغیرہ میں بھی موجود ہے نیز کتب تفسیر کے حواشی گذشتہ اور ق میں مرقوم ہو چکے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کا علماء متکلمین اور امام رازی کو شیطان کہنا اعیان باللہ:

جب مولوی سرفراز صاحب نے یہ کہا کہ انبیاء کرم علیہم السلام کو کائنات میں متصرف، نا فلسفہ، ہالہ کا نظریہ ہے لیکن تحقیق دوسرے ثابت ہے کہ علماء متکلمین کا نظریہ بھی یہی ہے کہ انبیاء کرم علیہم السلام کائنات میں متصرف ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ علماء نبیاء علیہم السلام کو جس طرح متصرف مانتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قائل بالربوب ہوتا رہتا ہے کیونکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت سے چہرے اس طرح صادر ہو رہی ہیں کہ جس طرح سورج سے شعلیں اور وہ کہتے ہیں کہ معجزات نبیاء علیہم السلام کی قدرت سے صادر ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کے پیچھے سرے کے مدح خیر حاصل نہیں جبکہ علماء کرم کا نظریہ یہ ہے کہ جس طرح سورج سے افعال صادر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہے اس طرح معجزات و کرامات کا حلق بھی اللہ تعالیٰ ہی

ہے ہم امور عادیہ کا قصد کریں اور انبیاء علیہم السلام اور انبیاء کرام امور طیر عادیہ کا قصد کریں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس فعل کی خلق نہ پائی جائے تو صرف ہمارے سامنے سے یا انبیاء علیہم السلام کے سامنے سے وہ فعل خارج موجود تحقیق نہیں ہو سکتا۔

مولوی سرفراز صاحب نے مطلقاً کائنات میں متصرف ہونے والے نظریہ کو حکم کی طرف منسوب کر دیا ہے اور اس نظریہ کو ایسی نظریہ قرار دے دیا حالانکہ یہ نظریہ تو عقائد اسلام کی کتب کے اندر معبر ہے تو سرفراز صاحب نے یہ الفاظ مستعمل کر کے تمام بزرگان دین کو بالعموم اور امام رازی علیہ الرحمۃ الرحمن کو بالخصوص شیطان قرار دیا ہے سرفراز صاحب کو چاہیے کہ یہی عبارت سے توہم کریں اور بزرگان دین کی شان میں ایسے توہین آمیز کلمات بولنے سے بچنا کریں اور اپنی زبان کو کام دیں۔

نوٹ:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر علماء میں سے شمار کیا ہے اور مولوی سرفراز صاحب نے ان کو شیطان قرار دیا ہے تو سرفراز صاحب اس حدیث قدسی کے مصداق بن گئے۔

من عادی لی ولی فقد اذنتہ بالحراب

(بخاری شریف)

مولوی سرفراز کا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط استدلال۔

سرفراز صاحب نے شفا شریف سے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت

عقل و ہم پہلے اس عبارت کو نقل کریں گے پھر اس عبارت کا صحیح مطلب بیان کریں گے۔

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ رشد فرماتے ہیں چاہا چاہیے کہ جو عاقل عادت چیر غیبہ کرام کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے اس کو اس لئے معجزہ کہتے ہیں کہ مخلوق اس جیسے کام کو جیسا سے عاجز ہوتی ہے تو معدوم ہو کہ معجزہ خاص اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کی صداقت پر واضح دلیل ہے جیسے مراد کا ردہ کرنا بھی کو ماہر بنا دینا پتھر سے وقتی نکالنا و درخت کا کلمہ کرنا اور پانی کا انگلیوں سے نکالنا اور چاند کو قمر سے بوجھنا یہ سب چیزیں ہیں کہ اللہ کے بغیر کسی اور سے اس کا صادر ہونا ممکن نہ نہیں ہے بلکہ اللہ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے اور نبی علیہ السلام نے مکہ میں کو پیچ کر کے ان کو اس فعل کے صادر کر لئے سے عاجز کر دیا۔

(شفاء شریف ص ۲۳)

مولوی سرفراز کی پیش کردہ عبارت کا صحیح مطلب

مولوی سرفراز صاحب کی پیش کردہ اس عبارت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ معجزہ میں خلق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے عداد معجزہ سے پیدا کرے کہ کوئی قادر نہیں ہے سرفراز صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے۔

لا یسکن ان یفعل احد الا اللہ

اس عبارت میں فعل سے مراد خلق والا معنی ہے جیسا کہ ہم نے گذشتہ وراق میں امام غزالی علامہ زرقانی حافظ ابن حجر عسقلانی کی عبارت پیش کی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ قدرت اور مقدر و دووں اللہ کے فعل سے ہوتے ہیں جس طرح یہاں فعل سے مراد خلق والا معنی ہے امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت

لا یسکن ان یفعل احد الا اللہ

یہاں بھی فعل سے مراد خلق والا معنی ہے امام غزالی کی اصل عبارت ہم قارئین کی عداوت میں پیش کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ نبی کو ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس وجہ سے امور خارجہ لعداوت سے صادر ہوتے ہیں جس طرح ہمارے اندر ایک صفت موجود ہے جس کی وجہ سے امور خاصہ سے صادر ہوتے ہیں مگر چہ قدرت و مقدر و دووں اللہ کے فعل سے ہیں اور نہ مراد۔

ان کانت المقدرۃ والمقدور جملہا من فعل اللہ تعالیٰ

تو کیا مولوی سرفراز صاحب امام غزالی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت سے مراد قطع لفظ فعل سے مراد سب والا معنی میں ہے تو ثمرہ سب وار بھی مراد میں تو عداوت زرقانی امام غزالی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کی اس عبارت کا معنی یہ بنے گا کہ امور عادیہ کے اندر بھی بندے کے فعل کو درکسب کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ امور عادیہ کا سبب بھی اللہ تعالیٰ ہے حالانکہ اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ فعال عادیہ میں کسب عباد کی جانب سے ہے وخلق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو سرفراز صاحب کی اس تقریر سے یہاں دم آئے گا کہ فعال عادیہ کے اندر بھی بندوں کے کسب کو دخل نہ ہو تو یہ حکم کھد عقائد اہل سنت سے انحراف ہے

نیر شفاء شریف کی عبارت جو سرفراز صاحب ایسے قابل غور ہے کہ معجزہ کے اندر نبی علیہ السلام کا پیچ ہوتا ہے اور یہ اس پیچ کی وجہ سے مکہ میں لوگ جیسا فعل صادر کرے سے عاجز کر دیتے ہیں مگر بقول مولوی سرفراز کے مجرد کے صدور میں نبی علیہم السلام کے ردے کو دخل ہی نہیں ہوتا تو پھر اس کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے گا کہ نبی کے پیچ کی وجہ سے مکہ میں اس جیسا فعل صادر نہیں ہو سکتے عداوت پر ہادی حراں میں فرماتے ہیں کہ نبی کا پیچ کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ

معجزہ ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتا ہے۔ نیز اگر سرفراز صاحب قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کو مانتے ہیں تو اسی شہداء شریف کے صفحہ ۵۰ پر حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے ہجرات میں سے یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ماضی کی خبریں بھی دیں اور مستقبل کی خبریں بھی دیں اور وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے علم عیب کے بارے میں احادیث اتنی زیادہ ہیں گویا کہ اسناد کی مانند ہیں جس کی سہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اصل عربی عبارت ملاحظہ ہو۔

ولا تدریت فی ہذا لباب بحر لا یدرک لعمرو ولا یترک عمرو

تو کچھ سرفراز صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ سرکار علیہ السلام نے جو علم غیب کی خبریں دیں اس میں سرکار علیہ السلام کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں تھا وہ بطور ارادے کے سرکار علیہ السلام نے اس سے نکلتی رہتی تھیں کیا ہم جو کسی کو خبر دیتے ہیں وہ اپنے ارادے سے دیتے ہیں یا بغیر ارادے اور اختیار کے؟ جب ہم کوئی خبر دیے میں اختیار ہیں تو نبی کریم علیہ السلام غیب کی خبر میں دیئے میں ہے اختیار کیسے ہوں گے نیز نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد فرمان کہ جو چاہو پوچھو اور آج سے کر قیامت تک جو پوچھا جائے ہو پوچھو میں بتاؤں گا یہ سرکار علیہ السلام کے لفظ مبارکہ اس بات کی دلیل ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام غیب کی خبریں دیئے میں اختیار ہیں اور قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی اس معاملے میں عبارت ہم پیش رکھ چکے ہیں کہ سرکار علیہ السلام کا عیب کی خبریں دینا یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے اور ہم سرکار علیہ السلام کا پٹہ فرماں پیش کر چکے کہ جو چاہو مجھ سے پوچھو تو یہ الفاظ مبارکہ اس امر پر قطعی الدوریت ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا اخبار غیب کا معجزہ آپ کے ارادے سے صادر ہو۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور شہادت۔

حضرت اپنی مشہور عام کتاب اکمال المعجم فی شرح معجم میں ارشاد فرماتے ہیں

ان الکرامات قاتی باختیار ہم وطہم خلاف مقدمۃ من قس انہا لا تقع باختیار ہم وطہم

ترجمہ:

کرامات اولیاء کرام کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتی بخلاف ان لوگوں کے قلوب کے جو کہتے ہیں کہ کرامات ان کے ارادے اور اختیار سے صادر نہیں ہوتیں۔ (اکمال المعجم الموائد بسیم جلد ۸ ص ۲)

وجہ استدلال

مولوی سرفراز صاحب صدر فاضل دہلی نے حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے لخواہ لخواہ یہ مطلب کشید کرنے کی کوشش کی کہ ہجرات کے صدور میں نبیاء کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا لیکن اس کے برعکس ہم نے حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی شرح معجم کی صریح عبارت پیش کی جس میں انہوں نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ کرامات اولیاء ان کے اختیار و ارادے کی خواہش کے ساتھ صادر ہوتی ہیں چونکہ قائل بالفصل کوئی نہیں جو ہجرات اختیار سے صادر ہونے کے منکر ہیں وہ کرامات کے بھی اختیار کی صدور کے منکر ہیں اور جو کرامات کے اختیار کی صدور کے قائل ہیں وہ ہجرات نے بھی اختیار کی صدور کے قائل ہیں

مہم جب کرامات کا اختیار سے صادر ہونا حضرت قاضی عیاض نے قس

مہربان سے ثابت ہو گیا تو پھر مجھ کو اختیار سے صادر ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔

مولوی سرگزند صاحب کو چاہیے تھا کہ راہ ہدایت کو تھیف کرتے وقت حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ کی شرح مسلم کا مطالعہ فرمائیے تاکہ ان کو یہ غوریں۔
کتبتیں۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کے سامنے آجانے کے بعد
اس سنت یہ کہتے ہیں حق بجانب ہیں۔

ہو اسے مدعی کا فیصلہ چھ ماہ سے حق میں

زیلخانے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

مولوی سرگزند صاحب نے قاضی عیاض صاحب علیہ الرحمۃ پر جو الزام لگایا تھا
ان کی شرح صحیح مسلم کی عبارت سے اسے اس عائد کردہ الزام کا کافی اور شافی جواب
ہے ہند خان صاحب کو چاہیے کہ بزرگاں دین پر اس طرح کے الزام لگانے والے ہیں
اور اگر ہمارے تو پھر ان کا یہی نہیں ہوگا جو بھی الزام عائد کیے کی وجہ سے
ہو۔

ویسے تو خان صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر
چکا ہوں تو یہاں حضرت کا نظر سے حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی شرح مسلم کی یہ
عبارت کیوں گر گئی۔

خان صاحب کو چاہیے کہ بچے سے زیادہ کتابوں کے مطالعہ کے کم کتابوں کا
مطالعہ کیا نہیں تحقیق کے ساتھ کیا کریں تاکہ یہ سو یاں نہ ہاں مقدور۔ اس میں نہ
عدم تحقیق کی وجہ سے ہلاں چلتی ہیں۔

یہ مسائل میں یہاں ڈرف نکالی ہے درکار

یہ حقائق ہیں تو شائے لب بام چیں

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی مومنانہ فراست

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کا یہ جملہ کہ کرامات راہ سے اختیار سے
ہوتی ہیں خلاف ان لوگوں کے قوس کے جو کہتے ہیں کہ کرامت بطور ارادہ کے
صادر ہوتی ہیں یہ جملہ خان صاحب کے لئے تاربانہ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ حضرت
سرمہ پر بڑی چوٹی کا زور گاتے رہتے ہیں کہ کرامت صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے وہ
ان کے صادر کرنے میں کوئی اختیار نہیں ہے محسوس یہی ہوتا ہے حضرت قاضی عیاض
رحمۃ اللہ علیہ اپنی مومنانہ فراست سے جانتے تھے کہ چودھویں صدی کے اندر ایک ایسی
شخصیت پیدا ہو جائے گی جو ہمارا نام سے "حافظ حداد" ہو جائے گی۔

اور یہ ہمارے کرامت کی کوشش کرنے لگی کہ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کا
نام ہی خیر یہ تھا کہ معجزے کرامت میں نبیاء و پیغمبر کے راہے کو کوئی دخل نہیں ہوتا
حضرت سے یہ شکاف حسد شاد فرمایا کہ بخلاف ان لوگوں کے قوس کے جو
کہتے ہیں کہ کرامت کے اندر ایمان کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا۔

خان صاحب سے ایک سوال

خان صاحب اپنی اس کتاب راہ ہدایت کرامت کو اختیار کی ماننے والے
ہیں اور بد باطن بلکہ ظالم بھی قرار دیا ہے جیسا کہ راہ ہدایت کے صلیب چالیں پر اس
سے ثابت ہو چکا ہے تو کیا حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کو خان صاحب بد باطن
ظالم قرار دیں گے؟ معاذ اللہ تعالیٰ نہ کا یہی نظریہ ہے تو پھر ان کے قوال اور
ت سے اہل سنت کے خلاف استدلال کیوں کرتے ہیں اور اگر قاضی عیاض علیہ
کا ان کے نزدیک یہی رتبہ ہے تو پھر ان کو رحمۃ اللہ علیہ کے دعائیہ الفاظ سے
باد کرتے ہیں اگر برپاوی حضرات صیغہ نظریہ رکھنے یا وجود وہ مان دے یہ کلام

کے مستحق ہو سکتے ہیں تو پھر بریلوی حضرت کی نظریہ کی وجہ سے کافر اور بد باطن نیسے بن گئے۔

ما لکم لا نطقون

حضرت پہ یہ آیت کریمہ منطبق ہوتی ہے تلک اذا قسمہ فیزی

موسوی سرفراز صاحب کا شرح شفا کی عبارت سے غلط استدلال
خان صاحب فتح القدیر و شرح شفاء شریف کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ متکلمین
کہتے ہیں کہ معجزہ کیسے خصوصیت ہے کہ وہ تقدیر کا فعل ہوتا ہے۔ اور اس کی
قدرت کے لیے داخل نہیں ہوتا۔

سرفراز کی استدلال کا جواب:

سرفراز صاحب کی اس پیش کردہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ معجزہ کے اندر
عام انسان کی قدرت کا دخل نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ رواق میں ہم شرح مواقف اور
حیاء العلوم کی عبارت پیش کر چکے ہیں کہ معجزہ کے معرصد پر نبیہ علیہم السلام کے
محال نہیں ہوتے یہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ معجزہ پر نبیہ علیہم السلام کو
بطور خلق قدرت حاصل نہیں ہوتی یا پھر معجزہ سے مراد آسمانی کتابیں ہیں جس طرح
قرآن پاک اور ہاتی کتب سماویہ کیونکہ یہ یہ معجزات ہیں جس پر قدرت کے رکھنے
سے اہل سنت بھی قائل نہیں اہل سنت کا نظریہ بھی یہی ہے کہ قرآن پاک و دیگر
آسمانی کتب ہیں یہ معجزات میں داخل ہیں لیکن یہ یہ معجزات ہیں جو مقدور نبیہ
نہیں ہیں یہ سرفراز صاحب کا یہ تاہم بھی محل نظر ہے کہ متکلمین کے نزدیک معجزہ مقدور
ہوتا ہے نہ کہ نہایت باریق میں ہم شرح عقائد مسی شرح مواقف حیاء العلوم
تیسرا اس شرح مقاصد، تخیل الایمان اور اس کے علاوہ تفسیر، تریبہ تفسیر کبیر وغیرہ کے

جوہریت سے ثابت کر چکے ہیں کہ معجزہ نبیہ علیہم السلام کے قصد اور ارادہ سے صادر
ہوتا ہے تو پھر سرفراز صاحب متکلمین کے دماغ پر ہات کیوں لگاتے ہیں کہ وہ معجزہ
کو مقدور امیاء نہیں مانتے بلکہ اس عبارت کا صحیح مطلب وہی ہے جو ہم سے بیان کیا
ہے کہ وہ جو سرفراز صاحب نے سمجھا ہے تو سرفراز صاحب کو تو یہ کرنی چاہیے کہیں وہ اس
آیت کے مصداق نہ بن جائیں

سما یعتری لکذب لدین لا یومنون

خان صاحب کا امام غزالی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط
استدلال:

خان صاحب نے امام غزالی علیہ الرحمۃ کی حیاء العلوم سے ایک عبارت نقل
کی کہ ہم اختصار کی خاطر اس عبارت کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں معجزہ نبیہ کی
صداقت میں طور پر درست کرتا جبکہ اس کے ظاہر کرنے سے تمام انسان عاجز ہیں تو وہ
صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہوگا اور جب یہ نبیہ علیہ السلام کی تقدیر سے مقرون ہوگا تو اس کا
مطلب یہ ہوگا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے تقدیر کر دی تو دعویٰ نبوت درست میں
سچا ہے۔

سرفراز کی استدلال کا جواب:

سرفراز صاحب کی پیش کردہ اس عبارت سے قطعاً کہ ثابت نہیں ہوتا کہ
معجزات نبیہ علیہم السلام کے ارادے کے بغیر صادر ہوتے امام غزالی نے جو یہ ارشاد
فرمایا کہ جب اس نے ظاہر کرنے سے تمام انسان عاجز ہیں تو پھر صرف اللہ تعالیٰ کا
فعل ہوگا تو اس عبارت میں تمام انسانوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی طرف نبیہ

عظیم سلام معوث ہوتے ہیں یونکہ اس کے بعد مام غزنی عبارت کا لگا جمد یہ ہے کہ معجزہ نبی کی تحدی سے مقرون ہوتا ہے تو سرفراز صاحب کو اس جمد پر غور کرنا چاہیے تھا کہ تحدی سے مقرون ہونا بھی متصور ہو سکتا ہے جب معجزہ مجاہد عظیم اسلام کے اردے سے صادر ہو جیسا کہ علامہ پرہاروی نے نیز اس میں ارشاد فرمایا۔

للتحدی لا يمكن بدون القصد

کہ چیلنج کرنا بغیر ارادے کے ممکن نہیں یعنی جب تک مجرے کے صدور میں نبی کے ارادے کو دخل نہ ہو تو چیلنج متصور نہیں ہو سکتا۔ (المہر س باب المکرمات)

نیز مام غزنی علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت ہم گذشتہ اور قی میں نقل کر چکے ہیں اب صاحب صاحبان توجہ کیلئے دوبارہ نقل ہے ہیں کہ شاید سرفراز صاحب کو مدت حاصل ہو جائے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء عظیم اسلام کو ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے خارق معادات امور ان سے صادر ہوتے ہیں جس طرح ہم سے لغال عادیہ صادر ہیں۔ (جہاں العلوم جلد ۲ ص ۹۰)

خان صاحب کا امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی کتاب یراقیت و الجواہر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جانا چاہیے کہ انبیاء کریم اسلام نبوت کے ثبوت پر واضح ترین دلیل صرف معجزات ہیں اور معجزہ وہ فعل ہے جس کو خرق عادت سے طور پر اللہ تعالیٰ مدنی نبوت کے ہاتھ پر اس کے دعویٰ نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے پیدا

فرماتا ہے۔ (ایرواقیت و الجواہر جلد اول ص ۱۵۸)

سرفراز صاحب کا جواب

سرفراز صاحب نے یہ جو عبارت پیش کی ہے اس کا ثبوت کے مدعا ہے کوئی تعلق نہیں ہے کیوں کہ دلیل ملت نے کب کہا ہے کہ معجزہ وہ فعل کو اللہ رب اعزات پیدا نہیں فرماتے بلکہ کار تو یہ عقیدہ ہے کہ امور عادیہ ہو یا غیر عادیہ ہوں سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

والله خالقکم وما تعملون

یہ امام شعرانی کی اسی کتاب یراقیت و الجواہر کا ایک حوالہ ہم گذشتہ اور قی میں نقل کر چکے ہیں کہ کمال اولیٰ وہ ہوتا ہے جو کرامت کے صدور کرنے پر قادر ہو پتہ نہیں صفت کی عقابنی نکاہوں سے دو عبارت کیوں نقلی رہ گئی یہ سرفراز صاحب شعران کے سننے ہی عقیدت مسد ہیں جس کا وہ تاثر دے رہے ہیں ہم انہیں کی ایک اور عبارت پیش کرتے ہیں

شاید کہ "جہاں سے اس میں میری مات

امام شعران رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ يَقْطَعُ لَارِضِي قَبْلَ مُنْجِهَا لَأَنَّهُ مَلَكَهَ لَارِضِي كُلُّهَا وَهَذَا يَقْطَعُ اَرْضَ اَلْحِجَةِ مِنْ بَابِ اَوْبَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ر كَشَفُ الْغَمِّ جلد ۲ ص ۵۰

ترجمہ:

حضور علیہ السلام زمین کو فتح ہونے سے پہلے جس کے نام چاہتے الٹ کر دیتے اس سے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ساری زمین کا مالک بنا دیا تھا اور حضور کو بطریق اولیٰ یہ اختیار حاصل ہے کہ جنت کی زمین جس کو چاہیں عطا کریں۔

یہی عبارت خصائص کبریٰ لکھی جی جلد ۲ ص ۲۲۲ پر بھی موجود ہے یہ موصوب

مدینہ اور لڑائی کے اندر بھی موجود ہے۔ اور ان تمام حضرات نے یہ عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے نقل فرمائی ہے۔ حضرت علامہ مناوی نے فیض القدیر میں یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔

نیز شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی مدارج النبوة میں امام غزالی علیہ الرحمۃ سے یہ عبارت نقل فرمائی ان اکابر کی ٹہنی عبارت کی وجہ سے ہمارے امام امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا۔

زین دہار تمہارے سے

نکس و نکال تمہارے لئے

مال کو میں ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

و جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خاں ہاتھ میں

نوٹ:

علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ جلد پانچ میں دوسو بیالیس نیز ارتقاں جلد پانچ میں دوسو بیالیس ہر مذکورہ عبارت نقل فرمائی ہے۔

خان صاحب کا امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی ایک اور عبارت سے غلط استدلال۔

خان صاحب البدایہ و جوہر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ یہ بات غلط نہیں ہے کہ عاجز کرنے والا درحقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کیوں کہ وہی عجز و قدرت کا خالق ہے ہاں رہا خارق عادت فعل کو معجزہ کہہ تو یہ بطور مجاز کے ہے حقیقتاً یہ فعل معجز نہیں ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص آسمان سے بجلی رتی ہوئی دیکھے۔ یہ

کیسے کہ خدا کی قدرت کو دیکھو حالانکہ وہ بجلی خدا کی قدرت نہیں بلکہ اس کی قدرت کا ایک اثر ہے۔

اور یہ اس لئے کہ درحقیقت عجز اس چیز سے ہوتا ہے جو قدرت کے تحت ہو اور مثلاً مردے کا زندہ کرنا تو بشر کی قدرت میں داخل ہی نہیں حتیٰ کہ یہ کہا جائے کہ لفظ احیاء موتی سے عاجز ہو گیا ہے۔ (بدایہ النہایت جلد دوم ص ۴۰۰ تا ۴۱۰)

سرفرازی استدلال کا جواب:

خان صاحب کا اس عبارت سے استدلال کرنا بطور باطل ہے کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ نبیہم السلام معجزات کے صدور میں بے اختیار ہیں لیکن اس عبارت کی ان کے دعوے پر کوئی دلائل نہیں ہے کیونکہ حضرت امام شعرانی فرمنا یہ چاہتے ہیں کہ معجزہ کے اندر اصل عاجز کرنے والا اللہ رب العزت چونکہ معجزہ بنا سب اعتراف کی اس عاجز کرنے والی قدرت پر دلیل ہے اسی وجہ سے اس کو مجازاً معجزہ کہہ دیا جاتا ہے۔

نیز امام شعرانی یہ فرما رہے ہیں کہ نبیہم کرام علیہم السلام کے مخاطبین جو معجزے ان میں پیش کرے سے عاجز رہ جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز کر دیتا ہے یا اس معنی کی اللہ تعالیٰ ان کے اندر وہ قدرت ہی پیدا نہیں کرتا جس کے وسیع وہ معجزے کا معارضہ کر سکیں حقیقی عاجز کرنا تو تب پایا جاتا ہے جب ان کے اندر مطلقاً مردے زندہ کرنے کی قدرت ہوتی پھر زندہ نہ کر سکتے لیکن یہاں ان کا عاجز ہونا باری معنی ہے کہ نبی کو مثلاً مردے زندہ کرنے کی قدرت ہے اور ان کی قدرت حاصل نہیں ہے تو یہی نبی کا معجزہ ہے کہ اس کو یہ قدرت حاصل ہو اور اس کے غیر کو حاصل نہ ہو جیسا کہ شرح مواقف میں کہا گیا ہے کہ نبی کو

ایک پر قدرت حاصل ہونا اور غیر نبی کو حاصل نہ ہونا یہی معجزہ ہے۔

گر خان صاحب سے ہم شعروں کی اس عبارت سے کہ مردے کا زندہ کرنا بشری قدرت میں داخل نہیں ہے نبیاء علیہم السلام کا مردہ زندہ کرے سے عاجز ہونا سمجھا ہے تو یہ اس کی کم فہمی ہے کیونکہ وہ تو مقلبِ سادات کی بات کر رہے ہیں جو نبیاء علیہم السلام کی ولایت پر سلام لانے کے پابند ہیں اور جن کو نبیاء علیہم السلام اپنے معجزات دکھاتے ہیں اور چیلنج کرتے ہیں کہ اس جیسا خرق عادت کام تم بھی کر کے دکھاؤ یہ خود سرور صاحب ہی جتن لیں۔ قرآن مجید میں ان نفسِ قلعی سے ہوتے ہوئے کہ اسی لموتی ہاؤن لذتیں شاد رہائی تخرج الموتی ہاؤن ہم شعروں کیسے مرہا کہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام مردہ کرنے پر قادر نہیں۔ اور مردے کو زندہ کرنا ان کی قدرت سے باہر ہے۔

خان صاحب سے ایک استفسار:

گر خان صاحب کا یہی نظریہ ہے کہ کسی نہایت کم مردے کو زندہ کرنے پر قدرت حاصل نہیں تو وہ مرثیہ گنگوہی سے اس شعر کا کیا جواب دیں گے کہ سائے شیخ الہند لکھتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا مردوں کو مرے نہ ریاس مسیحی کو رکھیں اور میں مریم۔
مرثیہ گنگوہی ص ۱۰۔ کیا گنگوہی ہی صاحبِ بشر نہیں تھے۔ مگر بشر ہوتے ہوئے ان کو مردہ زندہ کرنے کی قدرت حاصل تھی۔

تو انبیاء علیہم السلام کو یہ قدرت حاصل کیوں نہیں ہو سکتی مگر بقولِ خان صاحب مردے کو زندہ کرنے فعلِ خدا کا ہی خاصہ تھا تو پھر گنگوہی صاحب میں یہ قدرت کیسے پیدا ہو گئی مگر وہ یہ ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کا مردوں کو زندہ کرنے والا

جو حصہ سے وہ ذاتی طور پر ہے اور گنگوہی کے اور جو صفت پائی گئی وہ عطیاتی طور پر ہے تو یہی نظریہ اہل سنت کا بھی ہے تو پھر سرور صاحب کو اہل سنت کے نظریے سے ساتھ اختلاف کیوں ہے نیز وہ پندرہویں کے شیخ الہند عیسیٰ علیہ السلام و چیلنج کر رہے ہیں کہ تم تو صرف مردے کو زندہ کرتے ہو ہمارے گنگوہی صاحب کی شان تو دیکھو جو مردے کو زندہ کرتے تھے اور زندوں کو مرے ہی نہیں دیتے تھے تو کیا پھر سرور صاحب کو یہاں شرک نظر نہیں آتا کہ گنگوہی صاحب میں خدائی و صافیٰ قسیم کیے جا رہے ہیں۔

کیا پندرہویں کی توحید کا یہ تقاضا ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں ایک صفت مانی تو شرک ہو اور پنے گنگوہی صاحب میں مانی عین ایمان ہو۔

سرفراز صاحب کا عجیب و غریب اضطراب

خان صاحب اسی کتاب رد بہیت کے صفحہ ۹۲ پر لکھتے ہیں کہ رجال کو اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ مردہ زندہ کرنے کی قدرت عطا فرمائے گا اس کے بعد اس کو عاجز کر دے گا۔

تو اب سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں مگر کسی آدمی کو مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت حاصل نہیں ہے تو رجال کو یہ قدرت کیسے حاصل ہو جائے گی مردہاں کو اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے مردے کو زندہ کرنے کی قدرت حاصل ہو سکتی ہے تو نبیاء علیہم السلام کو یہ قدرت کیوں نہیں حاصل ہو سکتی۔ جو خدا دجاں جیسے کافر اور بے ایمان آدمی کو اتنی قدرت عطا فرما سکتا ہے وہ اپنے پیروں کو کیوں نہیں عطا فرما سکتا۔

دوست! راکھی کلی محروم

تو کہ ہوشیار نظر دوری

جس صاحب لکھتے ہیں کہ رجال سے جس طرح کے امور صادر ہوں گے وہ

اللہ تعالیٰ قدرت و مشیت سے صادر ہوں گے تو حضرت کی طاع میں عرصہ ہے کہ
 حبیبہ علیہم السلام سے جو خورق عادت صادر ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت
 و قدرت سے ہی صادر ہوتے ہیں نیز ہمارے لغات کا یہ جو ہم سے صادر ہوتے
 ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت و قدرت سے ہی صادر ہوتے ہیں یہی حضرت کا
 عقیدہ معتبرہ والا تو نہیں ہے کہ عام انسانوں کے لغات کا یہ کے بدر اللہ تعالیٰ کی
 قدرت و مشیت کو دخل نہیں ہے یہی حضرت نے شرح عقائد کے اندر امام ابو اسحاق
 سمرقانی کا یہ قول پیش کیا ہے۔

سبحان من لا یجری طی ملکہ لا ما یشاء
 نیز حضرت کی نظر سے یہ سیت کر پیم نہیں گزری۔

وما تشاؤون لا یثاء لہ رب العلمین
 نیز صحیح مسلم کی حدیث حضرت نے مدحہ نہیں فرمائی۔

ما یشاء لہ کما یشاء وہا لم یثام یکن

ہند سرفراز صاحب سے یہی گزشتہ ہے کہ تو یہ کریں کیونکہ دین کی
 جو شاہد و شہوں نے اپنے نے منتخب کی ہے اگر اس پر وہ چلتے رہے تو اس کا انعام
 بڑا عبرتناک ہوگا اس لئے آج یہی موقع ہے کہ وہ تو یہ کر کے کئی ہو جائیں ورنہ
 کریم علیہ السلام کی غلامی کا طوق جو بہوں سے پہن گئے سے اتار چھینکا ہے اس کو
 اودھار دیا جائے۔ و فرماں باری تعالیٰ بھی یہی ہے۔

قل لعدیب کلور ینستھو یغفرہم ما قد سلف

ترجمہ:

آپ فرمادیں گے ان کافروں کو اگر وہ اپنی کفر سے باز آجائیں تو ان کے پچھلے

سہارے گناہ معاف ہو جائیں گے ہند سرفراز صاحب سے یہی گزشتہ ہے کہ یہی
 عاقبت درست کریں ورنہ نبیاء و پیغمبروں سے عادت رکھنے سے باز آجائیں گے میں
 کی بہتری ہے۔

آج سے ان کی پہا آج ہمارا گفٹن سے

کچھ نہ مانیں گے قیمت میں گرا جائے گا

خان صاحب کامورانا عبدالحی نکھنوی کی عبارت سے غلط
 استدلال:

خان صاحب مورانا عبدالحی صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ معجزہ اس
 خورق عادت مر کو کہا جاتا ہے جو منکرین ہوتے کے مقابلہ میں مدد ہوتے کے ہاتھ پر
 صادر ہو ورنہ اس کی مثال ہے پر کسی کو قدرت حاصل نہ ہو۔
 (فتاویٰ عہد کی جلد ۲ ص ۸)

سرفرازی استدلال کا جواب

خان صاحب کا دعویٰ تو یہ تھا کہ معجزات پر ایمان علیہم السلام کو قدرت حاصل
 نہیں ہوتی لیکن جو انہوں نے عبارت پیش کی ہے اس عبارت میں ان کے دعوے کی
 راہ بھرتا یہ نہیں ہوتی بلکہ اس علت کے مسبب کی تاکید ہوتی ہے۔

کہ منکرین نبوت حبیبہ علیہم السلام کے معجزات کا معارضہ کرے پر قادر نہیں
 ہوتی تو سرفراز صاحب کی ہاتی پیش کردہ عبارت کا بھی یہی مطلب ہے کہ معجزات
 انبیاء علیہم السلام فعال ہوتے ہیں کہ منکرین ورمعادین اس کی مثل خرق عادت صادر نہیں
 کر سکتے۔

نوٹ

مگر سرفراز صاحب کا اس کتاب لکھنے سے مقصد خودی کی بھرتی کرنا تھا اور تو پر ہو چکا کیونکہ انہوں نے غیر متعلقہ عبارت کی بھرمار کر دی ہے اور اگر اس کا مقصد اپنے دعویٰ کو سربس کرنا تھا تو وہ اس مقصد میں قطعی طور پر ناکام ہیں اور انہوں نے تقریباً تمام ناپاک لکھیاں نہیں لکھا بلکہ کتاب کا حجم بڑھا دیا کیونکہ غیر متعلقہ عبارت نقل کرتے چلے گئے اور اس بات پر اکتفا نہیں کیا کہ وہ مقبول ہو کر دکھایا

خان صاحب کا بن ہمام کی عبارت سے غلط استدلال۔

خان صاحب بن ہمام کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مجرہ صاحب کی چیز ہے کہ اس کے صادر کرنے سے مخلوق عاجز سے تو مجرہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہو گا۔

(سرفراز صاحب جلد ۲ ص ۱۸۹)

سرفرازی استدلال کا رد:

علامہ بن ہمام کی جو عبارت حضرت نے پیش کی ہے اس عبارت کے یہ الفاظ کہ مجرہ کے صادر کرنے سے مخلوق عاجز ہے اس میں مخلوق سے مراد مگر یہی ہوتی ہیں نہ انبیاء علیہم السلام کیوں کہ اللہ رب العزت مجرہ کو اپنے ہی کے ہاتھ پر فرماتا ہے اور مجرہ کو پیدا کر کے اس عزت و خدائی فرماتا ہے مگر مگرین بھی انبیاء جیسا فعل صادر کرنے پر قادر ہو چکے ہیں تو پھر اللہ رب العزت کی جانب سے انبیاء علیہم السلام کی تائید تو نہ پائی گئی حالانکہ اللہ رب العزت کا مجرہ کو انبیاء سے ہاتھ پر پیدا ہو گیا کہ اس کے اس فرمان کی طرح ہے نہ تم میرے بچے رسول ہو اگر مگرین ہوتے

مگر اس عجیب خرق عادت اس صاحب سے یہ قرار ہو جائے کہ پھر بھی درغیر بھی میں میرا کیسے سے گا بلکہ سرفراز صاحب کو بڑا گناہ دیں کی عبارتیں سوچ سمجھ غلط کرنی چاہیں اس طرح حضرت سے علامہ کمال بدین اشعری کا حوالہ دیا ہے کہ مجرہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے۔ (مسافر جلد ۲ ص ۸۹)

اس عبارت کا بھی وہی مطلب ہے جو کچھ عبارت کا ہے اس کی تائید میں ہم علامہ تقی الدین عینی مشہور و معتبر کتاب شرح المقاصد کا حوالہ دیا جس صاحب کی ہجاء میں پیش کرتے ہیں۔ حضرت علامہ تقی الدین درشد فرماتے ہیں۔

انا بید ان لا مولد فی لوجود لا لہ وحدہ سیمافی مغل احب و المونی
واللہ حب عصاحیہ و امشقق القمر و السلام لبحر و بحر و عسی ن
مجردہ بمکین و ثروت مدفع من قبل محکیم بقادر المحدث کاف لی
افادۃ المصنوب و نہاد صعب لمعترہ اسی ن المعجزة لکون فعلاً لہ
تعالی و واقعہ مرد و تمکینہ (شرح مقاصد جلد ۲ ص ۱۷۹)

ترجمہ:

حضرت علامہ ارشد فرماتے ہیں ہم نے پہلے بیان کر دیا کہ وجود میں کوئی مستقل مدثر نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے بالخصوص مردے زندہ کرنے کے بارے میں اور عصا کو پانی بنانے کے بارے میں اور چاند کو ٹوٹنے کے بارے میں اور پتھروں اور اشیاء کے مدام ایسے کے بارے میں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کا اپنے پیرو کو ان امور پر قدرت رکھنا درموقع کا دور کرنا مقصود ہے حصول میں کافی ہے اور اس وجہ سے معتبر۔ کئی کئی بات کے قائل ہیں کہ مجرہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے یا اللہ رب العزت کے فضل سے واقع ہوتا ہے اور اس کے قدرت دینے سے

واقعہ ہوتا ہے

تو اس صاحب نے عبادت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ وہ بار بار اس طرح کی عبادت اقل کر کے کہ معجزہ کے وجود میں موثر نہ تھیں کی دلت ہے اور معجزہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے یہ تاہم دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جیسا کہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ صدر کر کے میں کسی قسم کے دے اور اختیار کا فضل میں ہوتا ہے اس کو حیاں رہنا چاہیے کہ حضرت علامہ باوجود یہ ثابت فرماتے ہیں کہ وجود میں موثر اللہ تعالیٰ کی امانت ہے پھر بھی ارشاد فرما رہے ہیں کہ بعد سے اب امت مسلمہ اسلام و معجزہ سے صدور کرنے پر تہمت دیتا ہے بلکہ معجزہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ بعض معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اور اس کی خلق کے ساتھ اور بیباک علیہم السلام سے قصہ سے ساتھ صادر ہوتے ہیں۔ پھر خان صاحب کو کم از کم معجزہ سے پیچھے تو نہیں رہنا چاہیے خان صاحب شریعت عقائد پڑھاتے ہوئے اپنے شاگردوں کو پڑھاتے ہوں گے کہ معجزہ مگر فرق ہے لیکن حضرت جس کو گرفتار دیتے ہیں مقام موت و جہنم وہ کچھ تا حضرت بھی نہ سمجھتے تھے اور ان سے بھی پیچھے رہ گئے دعویٰ سمیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت کا نظریہ یہ ہوتا کہ حضرت یہ کہتے کہ جیسا کہ ہم علیہم السلام کے قہر معجزات اللہ تعالیٰ کی تخلیق دور ان کے کسب سے صادر ہوتے لیکن خان صاحب پر بدبختی کا غلبہ ہے کیونکہ جہاں رہتی گمراہوں کی گمراہی کی انتہا ہوتی ہے وہاں خان صاحب کی گمراہی کی ابتداء ہوتی ہے۔

خان صاحب سے ایک سوال:

حضرت سے سوں یہ ہے کہ الٹا دعویٰ یہ ہے کہ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی معجزات کے در کوئی مخلوق بخیر نہیں لیکن اس کے باوجود خان صاحب اپنی کتاب راہ

ہدایت کے ص ۱۵ پر تسلیم کرتے ہیں۔ جہاں مختلف قسم کے اختیارات سوں کے مثلاً آسمان سوں کے حکم سے ہارٹ مارا کر دے گا میں اس کے حکم سے سبرہ گا سگی وہاں زمین پر سے گزرے گا تو وہاں کے دریاں خرابے اس کے قبضہ میں ہو جائیں گے۔

در حضرت اس بات کو حدیث پاک کی وجہ سے تسلیم کرتے ہیں جو کہ صحیح مسلم شریف میں ہے اب حضرت سے گزارش یہ ہے کہ وہاں جیسا کافر اپنے ارادے اختیار سے اس طرح کے صدور کرتا پھرے تو حضرت کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بلکہ حضرت اس کے اختیارات کو سن کر حوش ہوتے ہیں اب سوں یہ ہے کہ جو خرق عادت کسی کافر سے صادر ہو وہ مندرجہ کھلاتا ہے اور جو خرق عادت اللہ تعالیٰ کے ہی سے صادر ہو اسے معجزہ کہا جاتا ہے اگر استدراج میں کفار کا کسب تسلیم کرے سے آپ کے موجد ہونے میں کون فرق نہیں آتا تو نبی کریم علیہ السلام کو حضرت کے صدور میں با اختیار تسلیم کرنا چاہئے اور یہ عقیدہ رکھنا چاہئے معجزات امین کریم علیہم السلام کے اور وہ سے صادر ہوتے ہیں تو پھر شریعت میں لرم آتا ہے یہ عجیب ایسی منطق ہے کہ حال جیسے ہوں کو تو با اختیار تسلیم کرنا چاہئے اور ہی کریم علیہ السلام کے بارے میں یہ کہہ کر جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک عقائد نہیں اور یہ یہ کہہ جانے کہ سوں کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا نیز ہی کریم علیہ السلام بھی مخلوق ہیں بلکہ تمام مخلوقات کے مراد ہیں اور آپ کی شان سے بعد حمد و ثناء تو فی قصہ مختصر اور وہاں بھی مخلوق ہے در معنوں سے در کافر ہے اس کو با اختیار تسلیم کیا جائے در یہ یہ حال کہ اس کے استدراج میں اس کے ارادے سے صادر ہوں گے اور ہی کریم علیہ السلام کے معجزات کے غیر خدیوں ہوں گے متعلق چوں کہ نہ لکھ لیا ہے یہ دعویٰ یہ دعویٰ ہے اور کہاں کا تدبیر ہے مگر کسی کو خرق عادت سوں میں باخلاق سوں

اسو میں یہ عقیدہ سمجھنا شرک ہے تو پھر وہاں بھی تو مخلوق ہے اس کو یہ عقیدہ سمجھنا شرک کیوں نہیں یا سرور صاحب ان لوگوں میں سے تو نہیں جن کا نظریہ یہ ہے کہ وہاں خدا ہے؟ ہذا ہم خان صاحب سے یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہیں

وہ پیار تو عمر بھر کرے یعنی وجود ہی سرور

اسے تجھ کو کھائے تپ ستر تجھے کس سے بخانا ہے

خان صاحب کا تباہل عارفانہ:

سرور صاحب صدر نے اپنی کتاب ”ہدایت سے صلح“ میں ۳۰ پر شاہ اسماعیل احمدی کا ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ حضرت میں میں وکر عظیمہ سلام سے ۱۰۰۰۰ مل نہیں ہوتا حضرت نے اس سلسلے میں اس کی کتاب منصب مامت کا حوالہ دیا تھا۔

خان صاحب کی خدمت میں ایک گزارش:

حضرت سے گزارش ہے کہ مخالف کے خلاف اپنی کتابوں کے حوالے پیش نہیں کیے جاتے یہ طریقہ برہائی ہے ورنہ جدوں ہے حضرت کو بھی تنقید بھی نہیں ہے کہ فریق مخالف جس آدمی کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا اس آدمی کی عبارت کو حجت بنا کر اس کے خلاف پیش کر رہے ہیں نیز حضرت اگر اسماعیل احمدی کو مانتے ہیں تو اس کی کتاب صراط مستقیم سے ہم متفق عبارت اس امر کے ثبوت میں پیش کر چکے ہیں کہ اویسہ کرام کا نکاح میں منع صرف ہوتے ہیں اور وفات پا جانے کے بعد بھی نہیں پاب کرتے رہتے ہیں اور نوعیت و قطعییت عطا کرتے ہیں ورنہ اس سے کر فرشتہ تک ان کی حکومت ہوتی ہے اور حضرت باوجود اس کے مولوی اسماعیل کو ولی و رشید سمجھتے ہیں اور اس کی عبارت و تسبیح نہیں کرتے بلکہ اسے عقیدہ کو شرک عقیدہ تسلیم کرتے ہیں اور اہل سنت تو اس کا نام سن بھی گوارہ نہیں کرتے تو اس کی اس طرح کی عبارت

کہ اس طرح تسبیح کر سکتے ہیں حضرت کو چاہیے کہ اس کی اس طرح کی عبارت اپنی ہے وقوف دیو بندی قوم پر پیش کریں ورنہ اہل سنت کو اس بارے میں پریشان نہ کریں۔

سرفراز صغدر کا حضرت محقق کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب نے مدارج المنورہ جلد ۲ ص ۱۱۴ سے عبارت کی ہے کہ حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ بھڑہ میں جی کے راہے کو داخل نہیں ہوتا ورنہ دیگر لغات میں لوگوں کے راہے کو داخل ہوتا ہے۔

سرفرازی استدلال کا جواب:

ہم کہتے ہیں اور ق میں حضرت شیخ کی تقریباً اڑھائی درجن عبارت نقل کر چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام عطا رکھل ہیں حضرت کی عبارت کے بارے میں یہ نظریہ بتلائیں کیا وہ عبارت حق ہیں یا باطل اگر حق ہیں تو حضرت کی تسبیح کیوں نہیں کرتے ورنہ اگر وہ عبارت باطل ہیں تو پھر اس امر کی کیا صحت ہے کہ نصرت سے یہ جو عبارت پیش کی ہے وہ حق ہے اگر حضرت شیخ محقق باطل عقائد کے ترجمان تھے تو پھر حضرت خان صاحب کی اس عبارت سے استدلال کیوں ہے ہیں اگر اس کی عبارت سے اہل سنت کی تائید ہوتی ہو تو پھر حضرت شیخ علیہ رحمۃ اللہ عبارت کو یہ تاہم جتنی ہیبت بھی نہ دینی چاہئے ورنہ اگر ان کی کسی مجلس عبارت سے بلا ہر خان صاحب کی مطلب یہ آتی ہوئی ہو تو پھر ان کی عبارت کو بطور حجت پیش کرنا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے حضرت کی خدمت میں ہم صاحب شیخ کی ایک عبارت کی صیغہ طبع پیش کرتے ہیں امید ہے کہ آپ نرم دماغ ہیں۔

حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ ورنہ اسے اندکہ پروردگار عطا ہے

دیکھ لیں جنت میں۔

ترجمہ:

محمد شین اور بزرگان دین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کی چابی مصطفیٰ کریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما دے گا۔ اسی کتاب میں حضرت مزید رشاد فرماتے ہیں
کہ دروں روز ظاہر گردد کہ روز دل دوست و حکم دوست و رب بعینیں۔

ترجمہ:

اس دن ظاہر ہوگا کہ قیامت کا دن بھی سرکار علیہ السلام کا ہوگا اور حکم بھی نبی
کریم علیہ السلام کا ہے گا۔

نوٹ:

وہابی حضرت کو یہ عبارت پڑھ کر ڈوب کر مرنا چاہیے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے
کہ نبی کریم علیہ السلام کو بعد از موت یہ بھی نہیں پتا کہ میں جنت میں جاؤں گا کہ نہیں جیسا کہ
تقریباً ۱۰۰۰ سال پہلے میں قاضی کے ص ۵ پر ایک خرافات لکھی گئی ہیں تو پتا چلا کہ
وہابی حضرت سے عقیدہ میں در شیخ محقق علیہ الرحمۃ کے عقیدہ میں وہابیوں کا
فارق ہے یہاں وہابیہ کا یہ ناپاک عقیدہ کہ نبی کریم علیہ السلام اپنی نجات سے بھی بے
خبر ہیں اور کہ اس شیخ محقق علیہ الرحمۃ کا وجود نبی الہی عقیدہ کہ محشر کا نظام سرکار علیہ
السلام کے ماتھے میں سجایا جائے گا کی کتاب میں شیخ علیہ رحمۃ سرکار علیہ السلام
کے عبارت کو جو وہابیوں سے منسوب فرماتے ہیں یہ عین کس البیت کہ بدعت
تالیف سے ہے۔ بدعت وہ حضرت شاہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ شانہ سمجھ ہی
یہاں سے آتی ہے کہ صاحب سے صاحب علیہ السلام سے ختم است کمالات کے مات

ہیں تو پھر اس کا خالق و مالک کس شان کا مالک ہوگا۔

نوٹ:

یہ عبارت وہابیہ کے لئے ہم عمر کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ سرکار علیہ السلام
کے کمالات کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ تو یہ کام صاحب ثابت کرتے ہیں جبکہ شیخ علیہ رحمۃ فرماتا
ہے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام حسب اللہ تعالیٰ کے عہدہ و نائب ہیں۔ اس لئے اعلیٰ
قدرت کے مات میں در اللہ رب العزت جواں کا بھی مالک و مقرر ہے کہ فی
قدرت اور علمی کمالات کا عام کیا ہوگا۔

خان صاحب کی پیش کردہ عبارت کا صحیح محمل

خان صاحب سے جو حضرت شیخ علیہ رحمۃ کی عبارت پیش کی ہے کہ معجزہ
میں نبی انبیاء علیہ السلام کے قصد کو دخل نہیں ہوتا ان کی عبارت میں معجزہ سے مراد
کتاب ۱۰۰ یعنی قرآن پاک اور دیگر کتابیں ہیں یہ تاویل مناسب لے کر ہے کہ
اگر اس عبارت کا وہ مطلب یہ چاہے جو خان صاحب سے سمجھا ہے تو پھر حضرت شیخ
کی عبارت سے اگر عبارت میں جو اس وقت تاقض مآچائے گا جو حضرت
شیخ کی ذات سے قطعاً بعید ہے۔

تو خان صاحب سے گزارش ہے بزرگان دین کی عبارت کے ایسے مطالب
نہ ہون کیا کریں جس کی وجہ سے یہ شہ پیدا ہو کہ ان کی عبارات باہم متضاد ہیں اس
طرح غور غماز سے ہوں میں کہ قدرت و قدرت کہ ہو جائے کا بندیش ہے در
قاصر و غیرہ و گویا دروں میں گئے و کہیں گئے کہ یہ لوگ بھی عجیب تھے کبھی کبھی
کہہ دیتے تھے کبھی کہہ دیتے تھے۔

خان صاحب کا معجزات کے غیر اختیاری ہونے پر قرآن مجید کی آیات سے غلط استدلال

دلیل نمبر ۱

مرفوعہ صاحب سے حضرت . ایم علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے تحریر کیا کہ اللہ رب العزت سے اپنے فضل و کرم سے بے پروا ہو کر بنا دیا تھا مگر یہ ایم علیہ السلام اختیار ہوتے تو ہم کو خود ہی گزر رہا ہوتے گویا خان صاحب کی وجہ استدلال اس امر سے ہے کہ بے پروا کے گزر ہو جائے گا معجزہ ہے ممکن ان کا ان کے اندر کسب نہیں ہے ہدایات ہو گیا کہ معجزات نبیاء کے اس سے صادر نہیں ہوتے۔

اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ ہر ایم علیہ السلام نے تو دعا بھی نہیں مانگی کہ ہمارے تعلق میرے دہا اس آگ کو ٹھنڈا کر دے تو پھر کیا سرفراز کا نظریہ یہی ہے کہ معاذ اللہ ہر ایم علیہ السلام دعا مانگنے پر بھی قادر نہیں تھے۔

معوذہ باللہ من سوء العذاب و لشقوة

یہ مفسرین سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پانی و فرشتہ بھی حاضر ہو اور فرشتہ بھی حاضر ہو اور پیش کش کی کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم پانی اور ہوا سے درہنہ اس آگ کو ختم کریں تو ان مفسرین کی نقل کردہ اس روایت سے ثابت ہے کہ فرشتوں کو بھی اس امر پر قدرت حاصل تھی کہ اس خرق عادت امر کو صادر کر سکیں تو ظاہر ہوتا ہے فرشتے بھی غیر اللہ ہیں تو پھر اگر کسی غیر اللہ کا معجزہ کے اندر ارادہ اور اختیار مانا شرک ہے تو پھر فرشتوں کیسے بھی ان امور پر قدرت مانتی شرک ہوتی چاہیے

کیا وہابی حضرات کے روایت صرف میں ایم علیہ السلام مخلوق ہیں فرشتے مخلوق نہیں ہیں تو اگر وہ بھی مخلوق ہیں تو پھر حد کی صفت کسی مخلوق کے اندر بھی مانی جائے تو ثابت ہے۔

لہذا پھر ان کے اندر بھی ان صفت کو مانا شرک اور کفر ہے گا۔ ان صاحب سے اندر ان صفت کو مانا شرک نہیں تو پھر کسی مخلوق سے اندر بھی مانا شرک نہیں ہے یہ معجزہ ہے بغیر اختیار کے صادر ہونے سے یہ قاعدہ ظاہر کیسے ثابت ہو گیا کہ مانا شرک معجزات بغیر ارادہ اور اختیار کے صادر ہوتے ہیں یہ استدلال ان لوگوں کے لیے یہ متفقہ ہے۔ قیاس سے یہ تمثیل ہے کہ خان صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہی مسئلہ تو یہ ثابت مدعا بھی ہو در قواعد مناظرہ کے مطابق بھی ہو شخص ہوتے سے قاعدہ ثابت نہیں ہوتا اس امر کو تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خان صاحب ان کا بیان شاید بے نیابت کے طور سے پورے پورے مصدق ہیں اور کچھ نہ کچھ ہاتھ دے رہے ہیں یہ امر بھی خان صاحب کیسے قابل غور ہے کہ سیدنا ہر ایم علیہ السلام اگر چاہتے تھے کہ بے پروا ہو کر بنا دیا تھا تو پھر کیا سرفراز ہو جائے تو پھر یہ مراد اس سے صادر ہو تو پھر سرفراز صاحب کا علیہ صلہ ہو گیا کہ معجزے میں نبی کے رد کے کوخل نہیں ہوتا نیز ان کا یہ قول باطل ہو گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور اگر نہیں چاہتے تھے تو جب اللہ تعالیٰ سے ان کے چاہنے کے بغیر ہی ان پر آگ کو گزر کر دینا تو جسٹ اللہ رب العزت بغیر چاہے ان کا تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے تو جب وہ ارادہ کر میں تو پھر اللہ تعالیٰ وہاں پورا کیوں نہ فرمائے گا یہ معاذ اللہ رب العزت کو اپنے مجاہدانہ پارہ گاہ کے ساتھ کوئی عذر ہے کہ جب وہاں وہ فرمادیں تو اس امر کو پورا نہ فرمائیں اور جب وہاں نہ فرمائیں تو پھر وہاں مرچا۔

نوٹ: اس پر کیا دلیل ہے کہ جب ایم علیہ السلام مانا شرک مانا گیا ہے تو یہ بھی ہے۔

تھے وہ نیکو لوگ تھے کہ ان ۲ ہجرت پاگل مارا سے بعد غلطی ہوئی جس کا قاعدہ ہے

دیکھیں نمبر ۲

خان صاحب سے آیت کریمہ

وَلَمْ يَلْحَظْ عَصَاكَ فَمِنْهَا نَجَاكَ رَبِّي بِمَا كُنْتَ تَعْبُدُ
(سورۃ القصص پارہ ۲۰)

ترجمہ:

اور یہ کہ اہل رسے اپنی باغی پھر جب دیکھا کہ وہ نہیں بدستہ جلیا پتل
ناب الہیہ نہ بولاد نہ دیکھا پیچھے پھر کر۔

خان صاحب کی وجہ استدلال

فائدہ صاحب کہتے ہیں اگر معجزہ نبی کا یہ فعل ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام بھی
دو طرف کے مارے نہ بھگتے بلکہ ان کا بھگتاناں مرنے دیکھ لیا ہوا معجزہ ان کے
سے حاصل کیا۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب

خان صاحب کا یہ استدلال محض نظر ہے بیحد یہ ان وقت کی بات ہے جب
موسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا کیا ہوا تھا کہ اگر یہ واقعہ پیش آئے تو اسے بھی کون
مقامات دیا ہے تو اس سے یہ قاعدہ کلیہ کیسے ثابت ہو جائے گا کہ کون معجزہ کسی کی
سے لگی رہا ہے اختیار کے ساتھ حال میں ہوتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے جو وہ
ناب کے ساتھ متوجہ فرمایا وہ آپ سے بچے عصا کو پھینکا تو اس سے تمام چاد کو
آپ کے عصا مبارک نے مائل کر دیا اور ان کی ساری شعلہ باری ختم ہو کر رہ گئی اور

ناب کو سلام بھی نصیب ہو۔

سر سرفراز صاحب سے اب مر پر غور نہیں فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے
دریا کے ٹیل میں عصا مار کر پارہ راستے پیر کر دیئے تھے تو کیا امر عادی تھا یا غیر عادی
تھا تو کیا سرفراز صاحب بھی کسی دریا پر ڈنڈا مار کر خشک راستے پیدا کر سکتے ہیں کیوں
امر عادی تو ہر تالی کے س میں ہوتا ہے اور اگر مر غیر عادی ہے تو پھر کیا سیدنا موسیٰ
علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ پارہ راستے بن جائیں یا نہیں چاہتے تھے مگر چاہتے تھے تو
مر سرفراز صاحب کا یہ کلیہ ٹوٹ گیا کہ دوسروں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہ معجزہ نہ
سمندر میں امیہ کے اردے کو داخل نہیں ہوتا وہ سرفراز صاحب چاہتے تھے تو پھر آپ سے
ڈنڈا کیوں دریا پر مار کیا معاد اللہ انہوں نے عبرت کام کا ارتکاب کیا وہ بیزاہوں
نے یہ کام اللہ کے حکم سے کیا تھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاصْبِرْ بِهٖمْ طَرِيقَ الْبَحْرِ

کہ انہیں سمندر میں خشک راستے بنا دو مگر موسیٰ علیہ السلام اس بات پر
قادر ہی نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کا ان کو اس بات کا حکم دینا تکلیف دہا یہی حق بن جا
گا۔ کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا يَكْفِيكَ سَهْلًا وَلَا شَدِيدًا

بیز صاحب موسیٰ علیہ السلام نے دریا سے پار تو کر لیا یہ راستے ختم کر لئے چاہے
تاکہ فرعون بھی راستوں سے تر کر دیا پار نہ کر چائیں۔ تو اللہ رب العزت سے
فرمایا کہ

وَالرَّكْبُ الْمَجْرُورُ لَهُمْ جِلَّةٌ مَعْرُورُونَ

بیز صاحب موسیٰ علیہ السلام یقیناً پر ڈنڈا مارے ہیں تاکہ چشمے پیدا ہوں تو کیا وہ
اس امر کا ارادہ فرماتے تھے کہ چشمے پیدا ہوں یا یہ بیز کیا وہ عصا اپنے ارادے اور

قتیہ سے ہارنے یا خود بخود ان کے ہاتھ سے گر پڑتا تھا ظاہر ہوتا ہے کہ آپ
اردے اور ہتھیار سے ہارنے والے تھے تو جب اردے اور ہتھیار ہارنے والے تھے تو جو اثر
مترتب ہوتا تھا وہ بھی ان کے اردے اور ہتھیار سے ہوتا تھا نیز موسیٰ علیہ السلام
بارہ جنگ راستے فتنہ کرنے پر قادر نہ ہوتے تو اللہ رب العزت انہیں منع کیوں فرماتا
کہ تم یہ سب شتر نہ کرنا اور فرعونوں و عرق ہوجاے وہ کیوں کہ یہ مرہد بیک ہے اور
اس امر سے اختیار کی سے متعلق ہوتا ہے اور اس امر سے خان صاحب بخوبی آگاہ ہوں
گے اور حضرت کا دعویٰ ہے کہ وہ عرصہ دراز سے پڑھا پڑھا کر پڑھے ہو چکے ہیں۔

یز خان صاحب کو یہ آیت کریمہ تو نظر آگئی ان اللہ عصاک لا ینکس یہ
آیت کریمہ کی نظر سے نبھانے کیوں جھل رہی کہ جب فرعون کے دربار میں موسیٰ
علیہ السلام نے اعلان فرمایا۔

اولو جنتلت ہشی میں

یز فرعون کا یہ کہنا ہوتا ہے ان متم صدقین کہ اگر تم چلے تو اپنی دلیل سے کہو
تو انہوں نے وہاں پناہ عطا کر دی تو وہ سب ہی گیا اور ہاتھ گریب میں ابل کر نکال تو
چند ارہسوس ہونے لگا نبھانے خان صاحب کو یہ آیت و حیات نظر کیوں نہیں آئیں
خان صاحب ارشد فرمائیں کہ اگر معجزات کا ظاہر ہونا موسیٰ علیہ السلام کے بس میں ہی
تس تھا تو سب سے یہ اعجاب کیوں فرمایا کہ میں تیرے پاس وضع رہیل سے کر آیا
ہوں نیز جب انہوں نے فرعون کے دربار میں عصا پھینکا تو یہ آپ چاہتے کہ یہ عصا
سائب من جاے یا نہیں چاہتے تھے مگر یہ کہا جائے کہ نہیں چاہتے تھے تو یہ بات بدہمت
کے خلاف ہے کیوں آپ خود پہنے فرما چکے تھے کہ میں تیرے پاس وضع رہیل سے کر
آیا ہوں اور فرعون کے اس مطالبے پر کہ اگر تم چلے ہو تو پیش کر اپنی دلیل کو تو مگر
چاہتے تھے تو پھر سرفراز صاحب کا مدعا باطل ہو گیا نیز موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا

دست قدس گریبان میں ادا اور ہاتھ باہر نکالا تو بہت زیادہ چمکدار محسوس ہو رہا تھا
تو یہ یہ معجزہ جب ظاہر ہو یہ آپ کی خواہش کے مطابق صادر ہو یا خواہش کے برعکس
اگر کہا جائے کہ خواہش کے برعکس صادر ہوا ہے تو یہ ہمت عقل اور عقل کے خلاف ہے
اور مگر کہا جائے خواہش کے مطابق صادر ہو تو عقائد وہابیہ کے خلاف ہے نیز سرفراز
صاحب کا یہ کہنا کہ معجزہ اللہ فاعل اور اسی کا کسب ہوتا ہے تو پھر کیا معاذ اللہ تعالیٰ
سے پناہ ہاتھ گریبان میں آ کر نکالا اور چند بنا کر ظاہر کیا کچھ تو عقل کی ہمت علی
چاہیے۔

نئی سمجھ کسی کو خدا نہ دے

دے موت آدمی کو پر یہ ہدایت نہ دے

خان صاحب کا ابن کثیر کی عبارت سے غلط استدلال

خان صاحب ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف
سے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وضع و شرح اور یز معجزہ تھا اور روشن دلیل تھی اس کو کبھی امر
پر اللہ سے عطا نہ ہوئی قادر نہیں اور نبی کے بغیر کسی سے ہاتھ پر یہ چیز صادر نہیں ہوسکتی۔

سرفراز کی استدلال کا رد

خان صاحب کا یہ استدلال رکاکت پر مبنی ہے کیونکہ ابن کثیر تو یہ کہہ رہے
ہیں کہ معجزہ نبی ہی لاسکتا ہے اگر معجزے میں نبی کے ارادے اور اختیار کو دخل ہی نہیں
ہوتا تو پھر اس کثیر کے اس قول کا کیا مطلب ہوگا کہ معجزہ نبی ہی لاسکتا ہے کوئی اور
نہیں لاسکتا نیز خان صاحب نے جو اس کی اس عبارت سے استدلال کیا ہے کہ معجزہ
کے اندر اللہ تعالیٰ ہی کو قدرت ہوتی ہے تو یہاں قدرت سے مراد قدرت علی الاشیاء
ہے۔ نیز حافظ ابن نے خود آیت کریمہ۔

بن آلیٹ یہ قبل امیرتہ الیٹ طرفت

کی تعمیر میں لگا ہے کہ حسین علیہ السلام علیہ السلام کو لکھنا چاہتے تھے کہ ان کے درباری اور خدام اس مقام کے حامل ہیں کہ چشم زدن میں مٹی مسافت سے تخت کر پیش کر سکتے ہیں اور ان کو اس پر قدرت بھی حاصل ہے تو جب حافظ بن کثیر اللہ کے ویس کیسے مٹی قدرت دیتے ہیں تو ان کا یہ نظریہ ایسا ہو سکتا ہے کہ معجزات میں عجیب و غریب اللہ کے رازے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا تو اس صاحب کو ان کی دونوں عہدوں کو ملا کر نتیجہ خذ کرنا چاہتے تھے اور اپنی پیش کردہ عہدوں کو دوسری عہدوں کے دوپے سمجھنا چاہتے تھے حضرت کی مگر بات مانی جائے تو ان کی کلام میں تقاضا پیدا ہو جاتا ہے تو ان کی اس پیش کردہ عہدوں کا وہ مطلب نہیں جو انہوں نے پیش کیا ہے بلکہ وہ مطلب ہے جو ہم نے عرض کیا ہے۔

سرفراز صاحب کا آیات کریمہ سے بے محل استدلال

خان صاحب نے ایک آیت کریمہ پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں ان کے رازے اور اختیار کو دخل نہیں تھا اور انہوں نے اپنے اس مدعا پر اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے۔

وإذ فرقدناكم لبحر فاصبحكم

(پارہ ۴ سورہ بقرہ)

جب ہم نے چھڑا دیا تمہاری وجہ سے دریا و پھر ہم نے پانی تم کو تو موسیٰ سرفراز صاحب یہ ہے کہ دریا کو چھاڑنا صرف اللہ کا فعل تھا کیونکہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے پٹی طرف فرمائی ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

سرفراز صاحب کا جواب

خان صاحب کے اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ حقیقی معجزہ اللہ رب العزت ہی تھا کیونکہ تمام افعال عادیہ ہوں یا غیر عادیہ ہوں ان پر حقیقی موثر اللہ رب العزت کی ذات والہ صلاحت موقیہ وجہ سے اللہ رب العزت نے اس کی بہت پٹی طرف کر دی ورنہ سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جو پناہ عطا فرمائی تھی تاکہ بارہ رستے میں جائیں تو وہ اردے اختیار سے مارا تھا یا بغیر رازے کے سرفراز صاحب نے اختیار کے مار ہو تو یہ بات بدست کے خلاف ہے اور اگر اردے اختیار سے مارا ہو تو اس خود ہوش کے ساتھ مارا ہو کہ بارہ رستے میں جائیں تو اس صاحب کا یہ کلیہ ٹوٹ جائے گا کہ معجزے میں انبیاء کے رازے کو دخل نہیں ہوتا بلکہ خان صاحب نے استدلال بالکل ناقص ہے اور انہوں نے رازے کو پناہ مطلب کشیدہ کر کے کی کوشش کی ہے ورنہ آیت کریمہ کی ان کے مدعا پر کوئی دقت نہیں ہے اس طرح سرفراز صاحب نے ایک اور آیت سے اپنے مدعا پر استدلال کیا تم

ثم بعثناكم من بعد موتكم لعلکم تشکرون

پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا تمہاری موت کے بعد تاکہ تم شکر کرو۔

موسوی سرفراز صاحب کے اس استدلال کی ہمیں سمجھ نہیں آ سکتی کیونکہ حضرت نے دلیل تو اس پر دی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے اندر ان کے رازے اور اختیار کو دخل نہیں تھا لیکن حضرت سے یہ یہ کہ یہ پیش کردہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نیک کے کچھ لوگوں کو مرنے کے بعد زندہ کر دیا تو اللہ رب العزت کی اس قدرت کا کون منکر ہے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ کر سکتا ہے۔

خان صاحب کو اتنا تو پتہ ہونا چاہیے کہ دلیل وہاں دی جاتی ہے جہاں

ہر مقدس اس مدی کا منکر ہو غیر متعلقہ اہل پیش کرنا یہ ریوہ کے فاضل کو ریب دیتا ہے۔ خان صاحب نے ایک اور آیت کریمہ سے استدلال کیا۔

و ظن علیکم للہمام والرضا علیکم امس واسموی

سہ کیا ہم نے تم پر امرا کا اور ناز کیا ہم نے تم پر من سہوی۔

خان صاحب کے اس استدلال کی بھی ہمیں سمجھ نہیں آسکی کیونکہ اس آیت کریمہ سے حضرت نے پتہ نہیں کیسے ثابت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے معجزات میں سب حقیر تھے۔ کیوں کہ یہ آیت کریمہ کی بھی سہ ہر کون درست نہیں ہے بلکہ اس آیت کریمہ میں وہابیہ و میرہ کا رو ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم فرمایا کہ ان پر ہادل سہ کیا کرنا تھا من و سہوی ان پر ناز ہوتا تھا کیوں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ آیت کریمہ اللہ ہمارے دعا پر واضح دلیل ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی تھی تو اس وقت کیا سہ کا روادہ یہ نہیں تھا کہ ان پر در قوم پر ہاوس سہ کریں اور ان کی قوم کے سے مس و سہوی ناز ہو یقیناً سہ نے اس راوے سے دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شرف قیامت بخش و انہیں ان تمام نعمات سے نواز تھا تو مولوی سرفراز صاحب خواجہ سہ زوری سے اہل سنت کی دیہوں کو پٹی دلیل بنا کر پیش کر رہے اس سے جزی ڈھکی و سہ زوری کیا ہو سکتی ہے چہ ولادامت دز سے بکف چہ رخ و درو خان صاحب نے سی طرح ایک اور آیت سے بھی استدلال کیا۔

فدر سہنا علیہ الطوفان

تو خان صاحب کا استدلال یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے جو مشہور و معجزات تھے اللہ تعالیٰ نے سہ کی نسبت اپنی طرف کی ہے لیکن خان صاحب کا یہ استدلال بھی عقل نفس کے علاوہ کچھ نہیں کیونکہ اس امر کا کوئی منکر نہیں کہ معجزات اللہ رب العزت

نے ہی عطا فرمائے تھے لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ سہ معجزات نے صدور میں موسیٰ علیہ السلام کے ارادے اور حقیر کو دخل نہیں تھا کیا سرفراز صاحب نے یہ آیت نہیں پڑھی۔

و لہذا آتہا موسیٰ تسع آیات بیانات

گر ہمیں اللہ تعالیٰ کوئی چیز عطا فرمائے تو ہم اس میں تصرف کرنے کے ماذون و مجاز ہوتے ہیں تو اگر اللہ رب العزت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے تو کیا وہ ان کے ارادے اور حقیر کے بغیر ہی صادر ہوتے رہیں گے خان صاحب بلاوجہ کتاب کا حجم بڑھانے کیسے بلاوجہ آیات کریمہ نقل کرتے چلے جا رہے ہیں اور مقصد یہ ہے اپنی دیو بندی قوم کو تاثر دیا جائے کہ نور ہدایت کا جواب منہ شہود پر چکا ہے سہ نے اور گویا خان صاحب سہ طرح کے غیر متعلقہ دلال پیش کے اپنے دس کو تسلیم دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ

دس بہانے کو غاب یہ خیال چھا ہے

خان صاحب بے حضرت داد علیہ السلام کے ہا سے میں لکھا کہ پھاڑوں کا من کے ساتھ مل کر خوش آوازوں سے پڑھنا اور پندوں کا بھی من کے ساتھ خوش آوازی سے پڑھنا اور وہاں کا من کے ہاتھ میں نرم ہو جانا یہ سب من کے معجزات تھے اور اللہ تعالیٰ نے من معجزات کی نسبت اپنی طرف کی ہے جیسے کہ رشادہ ہا رہی ہے۔

یا حبا اوبی معہ و مظہر لہذا الحدید

تو خان صاحب کا یہ استدلال بھی ان کی عقل کی خوبی پر گواہی دیتا ہے کیونکہ ظاہر ہے جب یہ معجزات درو علیہ السلام کو عطا فرمائے گئے تو سہ کے ارادے اور حقیر کے ساتھ عطا فرمائے گئے کیونکہ معجزہ کے رے ہی منکر میں نبوت کو پہنچ کرتا ہے مگر تم اس دعویٰ میں چلے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں ہوں تو میرے جیہ

خرق عادت کا متم بھی رہا تھا، تو یہ جینے کرنا س بات کی دلیل ہے کہ مخیرہ نبیہ کے رادے اور اختیار سے صادر ہوتا ہے۔

حبیب کہ علامہ پرہاروی نے فرمایا۔

لشخصی لا یسکن بدون انفسد

نیز سرفراز صاحب اس مر پر غور کریں کہ لہدرب العزت نے رشاد فرمایا کہ ہم نے ان کے سنے کو ہارم کر دیا تھا اور اسی طرح سیمین علیہ سلام کے بارے میں بھی رشاد ہے۔

فسخر لاله الربیع

اسی طرح سیمین علیہ سلام کے لئے ہو کو مسخر کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ سے پہلے طرف فرمائی ہے لیکن اس سے ان کے اختیار کی نفی نہیں ہوتی اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ معجزوں کے رادے کے بغیر صادر ہوتا تھا کسی طرح یہاں ذکر علیہ اسلام کے معجزات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان معجزات میں داؤد علیہ السلام کے ارادے و اختیار کو دخل نہیں تھا اور یہ معجزات ان کے رادے سے بغیر صادر ہوتے ہیں یہ سرفراز صاحب ہی تلمیذ ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام سوئے کو ہاتھوں میں بیٹے تھے تو یہ آپ کا ارادہ نہیں ہوتا تھا کہ یہ نرم ہو جائے مگر یہ کہہ جائے کہ وہ نہیں ہوتا تھا تو یہ دست ہدیی العظام سے دور مگر یہ کہہ جائے کہ ان کا ارادہ ہوتا تھا کہ وہ میرے ہاتھ میں نرم ہو جائے تو پھر سرفراز صاحب کا اس آیت کو دلیل ماننا غلط ہو گیا بلکہ اس سے اسناد کا مدعا ثابت ہو گیا بعد خان صاحب کو چاہیے کہ اہل سنت کی دینیوں پہلے طرف سے نہ پیش کریں اور کرم کریں یہ جب اس کے صاحبزادے حضرت سیدنا سیمین علیہ السلام کو لہدرب العزت نے تانا سبج اختیار دے دیا کہ جن ہوا شیطن سارے ان کے رے حکم تھے تو جب اللہ رب

العزت نے ان کے صاحبزادے کو یہ اختیار دے دیا۔ اور اس کی خدائی میں لڑو برابر بھی کسی نہ ہوئی تو مگر اللہ رب العزت داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں اور پہلوؤں پر حکومت دے دے تو پھر اس کی حکومت میں کیا کی آسکتی ہے۔ حضرت سیمین کے بارے میں رشاد ہاری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔

فسخر لاله الربیع لاجری یا مہرہ رخاء حبیب صواب و شیطانی کل بداء و غوص و بحرین مقربین لی لا تصعد عدا عطاؤنا فامس وامسک بغیر حساب۔ (پا ۲۳۵ سورہ ص)

ترجمہ

پھر ہم نے تابع کر دیا اس کے ہوا کو چلتی تھی اس کے حکم سے نرم مرم جہاں پہنچانا چاہتا اور تابع کر دیا شیطان سارے عمارت بنانے والے اور غولے لگانے اور بہت سے اور بھی جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیزبوں میں یہ ہے بخشش ہماری سب تو حسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

یہ ہمد کے شیخ اسد شیر احمد عثمانی اس مقدمہ حاشیہ میں لکھتے ہیں کسی کو بخشش دینا نہ وقت مختار ہو اس قدر ہے حساب یا اور حساب و کتاب کا موجد بھی نہیں رکھا۔

بہان صاحب سے متفقہ یہ ہے کہ جب تمہارے کار سیمین علیہ اسلام کیسے اتنے اختیار دیتے ہیں تو ظاہر بات ہے کہ سرفراز صاحب کو بھی ماننا پڑے گا کیوں کہ قرآن پاک کی نص قطعاً ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے تو پھر حضرت کو اس کے والد گرامی جو صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے سے صرف پہاڑوں پہ تصرف دینے سے بات کے اختیار سے لے کر کائنات کے ہاتھ میں نرم ہو چنانہ لے کر کسی چیز مانع ہے۔

ایک اہم نوٹ

آیت کریمہ فسطاۃ الریح الخ کی مکمل وضاحت ہم گذشتہ اور ق میں اکابر مسرر کے حوالے سے بلکہ خود سر فر صاحب کے حوالے سے پیش کر چکے ہیں ہندو تارکین سے گزارش ہے کہ اس بحث کا دوبارہ مطالعہ فرمائیں۔

خان صاحب کی ایک عجیب خیانت

خان صاحب نے آیت کریمہ فسطاۃ الریح مکمل نقل نہیں کی بلکہ اس ایک جملے کو نقل فرمایا، سکوت اختیار فرمایا ہے۔ حالانکہ آیت کو جو حصہ ہوں سے نقل فرمایا وہ بھی اس سے موقف کے خلاف ہے کیوں کہ اس کا نظریہ یہ ہے کہ کائنات کی کوئی چیز کسی نئی دین کے لئے مسخر نہیں ہے جبکہ یہ آیت کریمہ اس کے نظریہ کا استیصال کر رہی ہے کہ ہوا اللہ رب العزت نے اس کے ماتحت کروں تھی تو جان صاحب بے حیہ پر پتھر رکھ کر یہ حصہ تو ہاں نحو سے نقل کر بیٹھے۔ لیکن مکمل آیت نقل کرنا شاید ان کی برداشت سے باہر تھا اور اس سے اس کے فائدہ نظریہ کا قلعہ قمع ہوتا تھا اس لئے حضرت کو پوری آیت لکھنے کی توفیق نہ ہوں۔

نوٹ

سر فر صاحب کہتے ہیں کہ لوہے کو نرم کرنے کے واسطے میں دودھ علیہ السلام کے اردے اور عقیقہ کو کوئی دھل نہ تھا محض اللہ کا فضل تھا لیکن ان کے شیخ اسلام شہیر احمد عثمانی اپنے حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں یعنی حضرت دودھ علیہ السلام کے حق میں ہم نے سوئے کو مہر کی طرح نرم کر دیا بدین آگ و سکنات ضاحیہ کے لوہے کو جس طرح چاہتے ہاتھ سے توڑ موڑ دیتے تھے وہ اس کی رو ہیں تیار کر کے فروخت

نے تاکہ قوت بارو سے نہ رکھ میں درکڑیوں کی ذرہ پہلے ان ہی سے نکلی کہ کشادہ رہے حق تعالیٰ نے ان کو ہریت فرما دی کہ فرج اور شادہ رہیں تیار کرو۔ (تفسیر عثمانی صفحہ ۳۶)۔

گو پاشیر احمد عثمانی نے اپنے حاشیہ میں اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

ان عمل صیغت وقدر فی السرد

کاش سر فر صاحب قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ بھی پڑھ بیٹتے۔

ال مستعرب الجہل معہ یسبحون بالنعیمی ولا شواق ونظیر

محشورۃ کل لہ اواب وشد د مدکہ

ترجمہ:

ہم نے تابع کیے پہاڑ اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام کو اور صبح کو اور تڑپتے چالور جمع ہو کر سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے اور قوت دی ہم نے اس کی سلطنت کو۔

دوبارہ کے شیخ الاسلام شہیر احمد عثمانی اس مقام پر اپنے حاشیہ میں لکھتے ہیں یعنی دنیا میں اس کی سلطنت کی دھاک بٹھادی تھی اور اپنی عینیت اور نصرت سے مختلف قسم کی کثیر التعداد فوجیں دے کر خوب اقتدار بھی دیا تھا اور اسی کے متصل بعد لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہوت و طرح طرح سے علمی اور عملی کمالات عطا فرمائے تھے۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۸)۔

نیز سر فر صاحب اس آیت کا بھی مدح فرماتے ہیں

یا داؤد انا جعلت خلیفۃ فی الارض

ترجمہ:

اسے دودھم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں۔

(ترجمہ محمود احسن پارہ ۲۳ سورہ ص)

و شیر احمد عثمانی پے حاشیہ قرآن میں لکھتا ہے خدا نے تم کو زمین میں چنانائب بنایا۔ اب سر فرزند صاحب ہی بتائیں جو کسی صوبے میں حکومت کا نائب ہو یا کوئی کسی بادشاہ کا نائب ہو وہ اس علاقے کے تمام سیاہ سفید کا مالک ہوتا ہے تو کیا اللہ رب العزت کا جو نائب ہوگا وہ کسی شے کا مالک مختار نہیں ہوگا۔

نوٹ:

قارئین سے گزارش ہے کہ آیت کریمہ

انہی جعل فی الارض خلیفہ

و بحث میں ہم نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت گزشتہ اور فی میں نقل کی ہے اس کا مطالعہ فرمائیں یا اصل تفسیر عربی کی طرف مراجعت کریں شاہ صاحب کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ زمین و آسمان کا حاکم ہوتا ہے جس طرح اس کا تصرف زمین میں نافذ ہوتا ہے اس طرح آسمانوں میں بھی نافذ ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی اس عبارت سے مسلک حق بل سنت و جماعت کی بھرپور تائید ہوتی ہے۔

خات صاحب کا ایک ورغبط مستدل

موسوی سر فرار خان صاحب نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہ ثابت کرنے کیلئے کہ ان کے معجزات میں ان کے واسع اختیار کو دخل نہیں

آیت کریمہ قریش کی ہے۔

واسئلناہ فیہ نقتلہ ومن انزلہن من یعمل فی یدہ یدوں رہ

ترجمہ

اور یہاں ہم نے اس کیلئے چشمہ پچھلے ہوئے تانے کا اور جنوں میں کتنے لوگ تھے جو محنت کرتے تھے اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے۔

حاج صاحب کا اس آیت کریمہ سے استدلال بظاہر یہ پر موقوف ہے۔ گو کہ حضرت کا نظریہ یہ ہے کہ جہاں ہاں کا لفظ آجائے وہاں صرف اللہ رب العزت کا فعل ہوتا ہے کسی اور کے رد کو وہاں دخل نہیں ہوتا لیکن حاج صاحب کو چاہیے تھا کہ اس آیت کریمہ پر غور کرے۔

ولیسوس اوسیع عاصفہ تجری بامرہ الی الارض الی بارک فیہ

وکن بکل شیء حاسمیں ومن الشیطن من یغویہون لہ ویعملون عملاً دوس

دہل

ترجمہ

و زمینوں کے تابع کی ہو اور اسے چھو وں جو چھتی اس کے حکم سے اس زمین کی طرف جہاں ہم نے برکت دی وہ ہم کو سب چیز کی جہ ہے و تابع کیے کتنے شیطان جو غوطہ کاتے اس کے واسطے و بہت سے کام بناتے اس کے سوا۔

(ترجمہ محمود احسن)

دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی نے حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں حضرت سلیمان نے دعا کی تھی۔

رب اعظم لی وھب لی منک لا یتبھی لاحد من بعدی

ترجمہ

اللہ نے ہوا اور جس کیلئے مسخر کر دیے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سے یہاں تحت تیار کر لیا تھا جس پر مع حیاں دوست بیٹھ چاہے اور ضروری سامان بھی مار کر یا چاہے ہو سکتی رہے اس کو عین سے نکالتی پھر اپنے چاکر و مہتمم کی ضرورت کے مناسب پھرتی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔

وعدو حیث اصحاب

(تفسیر عثمانی ص ۵۶۸)

یہی طرح سورۃ اسہاء میں رشاد باری تعالیٰ ہے بناتے تھے اس کے واسطے جو چاہے چاہتا تھے اور تصویریں اور لکھن جیسے تالاب اور لکھیں پوچھیں پر جمی جائیں۔

(سورۃ اسہاء ۲۲ آیت ۱۳)

اس آیت کریمہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جنوں پر بھی سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی جس طرح آپ چاہتے تھے وہ اسی طرح کرتے تھے تو اسی مقام پر یہ بھی رشاد باری تعالیٰ ہے کہ گردہ علیکب جائے تو پھر نہ رہے دست کی تکلیف میں اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ جن جو کام کرتے تھے اپنے روادے اور اختیار سے کرتے تھے کیونکہ اس کے کام کے اندر اس کے روادے اختیار کو داخل نہ ہوتا تو اللہ رب العزت یہ ارشاد نہ فرماتے کہ

ان لو كانوا يعلمون الغيب ما لبثوا في العذاب لشبه

کیونکہ ان کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ سلیمان علیہ السلام کا دھار ہو گیا ہے وہ یہی سمجھتے رہے کہ آپ زندہ ہیں اور ہمیں دیکھ رہے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کام کے ترس کرے پر قادر تو تھے لیکن خوف کے مارے کام میں لگے رہے۔

سرفراز صاحب نے جو آیت پیش کی ہے کہ جن اللہ کے امر سے کام میں لگے رہتے تھے اس سے پتہ نہیں دس کا مدعا کیسے ثابت ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام اپنے مقورات میں بے اختیار تھے جبکہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

هدا عطاونا فامس او امسلك بغير حساب

یہ ہے بخشش باری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا تو اللہ رب العزت تو یہ بتلا ہے ہیں کہ ہم سے سلیمان پر سلام و تاح صرف عطا فرمایا تھا ورنہ تا پتہ رہتا تھا کہ ان کو یہ تمام تصرفات کسی در کو بھی عطا کر دیے کی اجازت تھی جیسا کہ شریعت تھانوی نے بھی اپنی تفسیر یہاں القرآن میں لکھا ہے۔

دیوبند کے شیخ اسد شہیر احمد عثمانی نے حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں بہت سے جن جنہیں دوسری جگہ شیطان سے تعبیر فرمایا ہے معنوں خدا نگاروں کی طرح اس کے کام میں لگے رہتے تھے اللہ کا حکم تھا کہ جیسا کہ طاعت کریں ورنہ انہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں رشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم علیہ السلام کی حکومت بھی جنوں اور انسانوں پر تھی اصل عرب عبارت مد خطہ ہو۔

كان لنبي عليه اسلام نافذ الحكم على امم ولائس

(تفسیر مظہری جلد ۷ ص)

سرفراز صاحب کا ایک اور بھونڈا استدلال:

سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ یہی امر عجل کی قوم سوت سے ڈر کر کہیں بھگ نکلی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا مریا و مریا وہ مر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا۔

سرفرازی استدلال کا رد

حضرت نے ثابت تو یہ کرنا تھا کہ معجزات کے اندر انبیاء و علیہم السلام کے اور دے کو دخل نہیں ہوتا لیکن حضرت نے جو آیت پیش کی ہے اس آیت کا اس کے دعویٰ سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ تو مولوی سرفراز صاحب نے جو دو آیتیں پیش کی ہیں۔

ومن العج من بعمل صنع

۲۔ لفلان بهم اللہ مولواہم احیاءہم

ن دونوں آیات کا ان کے مدعا سے کوئی تعلق نہیں ہے تو حضرت سے گزشتہ بابی ہے کہ کم از کم یہ تو شیوس رکھا کریں کہ جو میں دہاں پیش کر رہا ہوں اس سے میرا دعویٰ ثابت بھی ہوتا ہے یا نہیں میرا حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب ارشاد اللہ انہوں کا حوالہ دیتے رہتے ہیں کہ اسہوں نے لکھا ہے کہ اوسہ کرام کو مشغول چاہنا اور حاجت دہا ماننا شرک ہے لیکن ہم نے جو نبی کی کتاب تفسیر مظہری کا حوالہ دیا ہے کیا یہ حوالہ بھی حضرت کے نزدیک قابل قبول ہے یا نہیں مگر قابل قبول ہے تو پھر اس کی پوری کتاب ہی غوثیہری ہوگئے نہوں نے کتاب لکھی اس مقصد کیلئے ہے کہ نبی کریم علیہ السلام پر اختیار نہیں ہیں۔

اور اگر یہ حوالہ اس کے رد میں قابل قبول نہیں ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی ارشاد اللہ انہیں کی عبارت قابل قبول ہوں اور تفسیر مظہری کی عبارت ناقابل قبول ہوں میرا حضرت یہ ارشاد فرما میں کہ جب آپ اس کے حوالے پیش کریں تو وہ پہلی وقت بھی ہوتے ہیں مفسر قرآن بھی ہوتے ہیں اور جب اہل سنت اس کے کسی قوس سے استدلال کریں تو پھر ان کی یہ حیثیات ختم ہو جاتی ہیں

اس کی کیا وجہ ہے۔

سرفراز صاحب کا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے غیر اختیاری ہونے پر قرآنی آیات سے غلط استدلال سرفراز صاحب نے یہ آیت کریمہ معرض استدلال میں پیش کی ہے۔

و قد تخفق من اطمین کھینۃ الطیر بدمی فتصنع فیہا لتکون طیرا بادی
و تہری الاکھم والابوص بادی و د تخرج سمونی بادی

ترجمہ:

جب تو بنانا تھا مارے سے پرندہ کی صورت میرے حکم سے پھر تو پھونک مارتا تھا اس میں تو ہو جاتا تھا ڈرنے اور میرے حکم سے وہ چھ کرتا تھا تو اور زاد اندھے کو درگڑھی کو میرے حکم سے اور جب تو نکال کھڑا کرتا زندہ کر کے مردوں کو میرے حکم سے۔

خان صاحب فرماتے ہیں کہ لفظ ہاؤنی اور دوسرے مقام پر ہاؤن اللہ محض اس لئے ذہر د گیا ہے کہ ان معجزات کے اندر عیسیٰ علیہ السلام کے ارادے کو دخل نہ تھا۔

خان صاحب کے استدلال کا حقیقی جائزہ

حالت صاحب کے استدلال کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ چونکہ یہاں ہاؤن اللہ کا لفظ واقع ہو ہے ہذا عیسیٰ علیہ السلام کے ارادے کے بغیر ہی یہ معجزات صادر ہوئے تو اس کے بارے میں گزشتہ بابی یہ ہے کہ ہاؤن اللہ کے لفظ سے یہ قطع ثابت نہیں ہوتا کہ جہاں یہ لفظ آتا ہے وہاں اس مخلوق کا اس کے فعل کے اندر کسی قسم کا دخل

نہیں ہوتا جس طرح آیت کریمہ ہے۔

وما كان ينسئ ان تو من الابدان الله

تو یہاں بھی ہاں اللہ کا لفظ آیا ہے تو کیا کسی انسان کو یہاں نے میں کوئی قدرت نہیں ہوتی اور وہاں یہاں سے میں مجبور محض ہوتا ہے اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما رسل من رسول لا يطع باذن الله

کی جو لوگ انبیاء علیہم السلام طاعت کرتے ہیں بغیر ارادے اور اختیار کے کرتے ہیں جو کام بغیر ارادے اور اختیار کے صادر ہو اس پر تو کوئی ثواب مترتب نہیں ہوتا اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کم من فئة قليلة ععب فتنة ككثيرة باذن الله

اللہ تو یہاں چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آتی ہیں تو اس عیب کے اندر ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فهم موهم باذن الله

تو کیا مسلمانوں کی اس فتح کے اندر ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں تھا اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما صابكم بوم التقى لجمعن لباذن الله

تو کیا جو جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی اس میں ان کے کسب کو دخل نہیں تھا اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ما سبق بالاصحاح باذن الله

تو کیا نیکیوں میں سہولت لے جانے والے حضرات بغیر ارادے اور اختیار کے سہولت لے جاتے ہیں اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قاله نزلہ علی قنبلث باذن الله

تو کیا جبرئیل علیہ السلام کے قرآن مجید کو نازل کرنے میں ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فهدى الله الدين اموا لما خلتوا طيه من لحق باذن الله

تو کیا اللہ تعالیٰ نے جس کو ہدایت دی تو کیا اس ہدایت کے پانے کے اندر ان کے ارادے اور اختیار کو کوئی دخل نہیں تھا؟ اس طرح چارہ گروں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما هم بضار من احد الا باذن الله

تو یہ چارہ گروں جو نقصان پہنچاتے ہیں اس میں ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ چارہ کرنا حرام ہے اور حلت و حرمت کا تعلق فعال اختیار سے ہوتا ہے۔

من دلدی يشمع عند الا باذن الله

تو کیا انبیاء علیہم السلام باقی لوگ جو شفاعت کریں گے اس میں انہیں کوئی اختیار نہیں ہوگا کیا وہ بغیر ارادے اور اختیار کے کیسے شفاعت کر سکیں گے کیا ان کی زبان سے ویسے ہی شفاعت والے کلمات ادا ہوتے چھ جائیں گے اور کیا معاذ اللہ انہیں پنی ہاں پر ہی کنزوں کوئی نہ ہوگا اور اسی طرح شیطان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وليس بضارهم شيا الا باذن الله

شیطان نہیں نقصان دے سکتا یہاں والوں کو مگر اللہ کے حکم سے تو کیا شیطان نقصان دینے میں بالکل بے بس اور مجبور ہے اور کما عباد سے مگر شیطان بالکل مجبور محض ہے تو پھر اس کو گلے جہن لوگوں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے عذاب کیوں ہوگا نیز

اگر وہ مکرہ کرنے میں مجبور اور ہے پس تو اس نے یہ عدل کیوں کیا تھا۔

لا حولینہم اجمعین

اسی طرح اس کا یہ کہنا کہ

لاحتسک فی ذلک الا قلیلا

نیز اس کا یہ کہنا اور ^{فصلہم} نیز ہادی تعالیٰ کا یہ ارشاد

فمن تبعلت منهم فان جہنم جوارکم جوارء موفورا

مگر گمراہ کرنا اس کے پس میں ہی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ جو

تیری اتباع کرے گا ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اسی طرح ارشاد رہائی ہے۔

لعلن المملکة والروح فیہا بدن ربہم

تو کیا فرشتے اور روح الامین جو آسمان سے زمین پر آتے ہیں تو کیا معاذ

اللہ پھر کی طرح بیچے آتے ہیں کہ ارادے اور اختیار کو اس میں دخل نہیں ہوتا اس

آیت کی تفسیر کرے ہوئے ابو بد کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمان لکھتے ہیں کہ اللہ کے

علم سے روح القدس ہے شمار فرشتوں کے جہم میں نیچے اترتے ہیں تاکہ عظیم شان

حیرت برکت سے زمین والوں کو مستفید کریں۔ (تفسیر عثمانی ص ۴۹)

اسی طرح یک اور مقام پر شبیر احمد صاحب لکھتے ہیں یعنی انتظام عام کے

متعلق جو کام اس میں مقدر ہیں ان کے نفاذ کی تعیین کے لئے فرشتے آتے ہیں

مرفر ز صاحب سے مستفاد یہ ہے کہ ملک الموت جب روح قبض کرتا ہے تو اللہ کے

دوس سے رہتا ہے یا بغیر ذن اگر اللہ کے اذن سے کرتا ہے تو کیا اس قبض روح کے

انداز اس کا کوئی ارادہ اور اختیار نہیں ہے اور اگر بغیر اذن کے کرتا ہے تو یہ بات بدیہی

المطلات ہے تو پھر ثابت ہو گیا کہ جو کام ہادون اللہ واقع ہو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا

کہ جس سے وہ کام صادر ہو اس کے ارادے اور اختیار کے بغیر صادر ہوتا ہے نیز

سرفراز صاحب جو کتابیں لکھتے ہیں وہ ہادون اللہ لکھتے ہیں یا بغیر ذن لکھ کر بغیر اذن

اللہ لکھتے ہیں تو یہ کتب عقائد کے خلاف ہیں کیوں کہ کتب عقائد میں تصریح ہے کہ یا

میں جو بھی کام ہوتا ہے اللہ کے ذن اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے اور اگر وہ اللہ کے

اذن ساتھ کتب تصنیف کرتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ہادون اللہ کرنی کام کریں تو

اس کے ارادے اور اختیار کی نفی نہیں ہوتی تو پھر اگر عیسیٰ علیہ السلام ہادون اللہ امور سر

اتجام دیں تو ان کا مجبور محض ہونا کیسے ثابت ہو جائے گا۔

وما لکم کیف تحکمون

نوٹ

ہادون اللہ کے بارے میں کثیر آیات ہم گذشتہ دور ق میں نقل کر چکے ہیں یہ

تو ہم بطور مشتمل نمونہ درج کر رہے چند ایک نقل کی ہیں جو چاہے مزید تفصیلات کیسے اسی

کتاب کے گذشتہ صفحات میں اسی بحث کا مطالعہ کرے۔

خان صاحب سے ایک استفسار

حضرت کہتے ہیں کہ جہاں ہادون اللہ کا لفظ آجائے تو اسی سے آتا ہے تاکہ

پتہ چلے اس کام میں اللہ رب العزت ہی موثر ہے اور جو ہادون اللہ کا لفظ ہوں رہا ہو

اس کے کسب اور ارادے کو اس میں دخل نہیں ہے تو حضرت یہ ارشاد فرمائیں گے اگر

ہادون اللہ کے لفظ کا آنا کسب اور اختیار کا ثانی ہے۔ تو جہاں یہ لفظ نہ واقع ہوں اس

مقام پر تو کسب اور اختیار ثابت ہو جائے گا پھر بھی خان صاحب کو ماننا پڑے گا کہ

بعض معجزات عباد کے ارادے سے بھی صادر ہوئے ہیں تو پھر ان پر یہی ہجے آئے گی

۔ انظر ربہم والقرار۔

سرفراز صاحب اس آیت پر غور کریں۔

وَابْتَغُوا لَكُمْ بَسَاتِيْنِ وَفَاكِهَةً حَسَنَةً لِّىْ بِيُوْنِكُمْ

عیسی علیہ السلام کا گھر میں چھپی ہوئی چیروس کی خریدنا دیکھائی ہوئی چیروس کی خبر دینا یہ اس کا معجزہ تھا اور یہاں ہاوس اللہ کا لفظ بھی نہیں ہے۔ تو کیا خان صاحب تسلیم کریں گے کہ یہ معجزہ عیسیٰ علیہم السلام کے قلب سے صادر ہوتا تھا اسی طرح سیدنا یوسف علیہ السلام نے رشاد فرمادیا۔

ذَهَبُوا بِقَمِيصِيْ هٰذَا لِقَوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يٰدَتْ بَصِيْرًا

تو کیا سربراہ یہ تسلیم کریں گے کہ یوسف علیہ السلام کا یہ معجزہ ان کے رازے اور اختیارات سے صادر ہو کیوں کہ یہاں بادل نکل نہیں ہے۔

نوٹ: سربراہ صاحب نے جو آیہ کریمہ اَوَّلَ الْفَلَكِ مِنَ الْفَلَكِ الطَّيْرِ ہادی سے استدلال کیا ہے یہ خود ان کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ یہ کہے ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مٹی کی شکل کا پردہ بتا ہے یہ بھی قدرت نہ ہو جا سکتا ہے ہمارے بچے بھی جانتے ہیں۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کی قدرت ان چھوٹے بچوں سے بھی کم تھی؟

خان صاحب کا ایک اور عجوبہ:

خان صاحب عیسیٰ علیہ السلام کے مختار ہونے کی نفی پر دوسری دلیل قائم کرتے ہیں لکھتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ ہم پر دسترخوان تار فرما کہ وہ عید اور خوشی بن جائے تاکہ اسے پہلے اور پچھلے کیلئے اور شگافی ہو تیری طرف سے۔

خان صاحب کے استدلال کا توڑ:

خان صاحب کو یہ کس نے بتایا ہے کہ نبیہم علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں ہیں بلکہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ نبیہم علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے عہد و مخلوق

ہیں در ہر لمحہ اور اس میں اس کی ذات پاک کے محتاج ہیں۔ کیوں کہ یہ بتا ہوتا تو اسی کی شان ہے کہ قاب اللہ تعالیٰ اللہ الصمد نہیں بعض اوقات نبیہم علیہم السلام خود تصرف فرما کر لوگوں کی مشکلات کو حل کرتے ہیں جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے پاس روزانہ پچاس پچاس ہزار مریض آئے اور شفا یاب ہو کر چائے چاہئے کہ علامہ صاوی اور امام جوہی نے لکھا ہے اور بعض اوقات دعا کر کے لوگوں کی کوپڑا کرتے جس آپ کی دعا مبارک سے دسترخوان ناز ہو بلکہ یہ آیت تو سربراہ صاحب کے مسلک خلاف ہے ان کا تو تقویۃ الایمان کی رو سے یہ عقیدہ ہے کہ رسوں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور اس آیت کریمہ سے پتہ چل رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے جو یوں کے چاہنے سے دسترخوان تار ہو گیا تو سربراہ صاحب کو چاہیے کہ کم از کم وہ دلائل دیکھیں جو ان کے مدعا پر دلالت کریں حضرت دلیل اپنے دعوے پر قائم کرتے ہیں دورنا دستہ طور پر تائید اہل سنت کی کر چاتے ہیں۔

خان صاحب کا ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے غلط استدلال

خان صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پر چار پرندوں کا زندہ ہو کر ان کے بلانے پر ان کے پاس آنے کا ذکر موجود ہے اسی طرح حضرت عزیر علیہ السلام کے سانس کے بعد دوبارہ زندہ ہو جانے کا بھی ذکر موجود ہے خان صاحب کہتے ہیں دونوں واقعات سے ثابت ہو کہ معجزات کے اندراجیہ علیہم السلام کے دروازے کو دخل نہیں ہوتا۔

خان صاحب کے استدلال کی کمزوری:

خان صاحب نے یہ جو اہم ایم علیہ السلام کا واقعہ پیش کیا ہے۔ اس کا ان کے دعوے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیوں کہ علامہ پر ہاروی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ برہم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مردے کو زندہ کرنے کی قدرت کا مطالبہ کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہیں یقین نہیں ہے تو انہوں نے عرض کی بیٹھیں قلبی تاکہ میرے اس آرزو کے بارے میں مطمئن ہو جائے۔ (مزمع الکلام ص ۳۷)

یہ آپ کریمہ تو اہل سنت کے مسلک کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہ السلام مردے کو زندہ کر سکتے ہیں اور علامہ پر ہاروی علیہ الرحمۃ اسی آیت کے متعلق یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت امیر ایم علیہ السلام اپنے قرب و منزلت کے بارے میں جاننا چاہتے تھے تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تمہیں اپنے مرتبے کے بارے میں یقین نہیں کہ تمہارا میرے نزدیک کیا مقام ہے انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں بلکہ میں عزیز اطمینان کیسے یہ مطالبہ کرتا ہوں اس طرح کی عبارت تفسیر میر اور ہر اس کے اندر بھی موجود ہیں اور خان صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں تو پتہ نہیں کہ ان کی عقاب نگاہوں سے یہ کتابیں اور ان کی یہ عبارت کیسے اوجھل رہ گئیں؟

بجز اس آیت کریمہ سے تو مرفر خان صاحب کے مسلک کی بنا تردید ہوتی ہے ان کا مسلک تو یہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے غیبی علیہ السلام سے چاہنے سے چار مردہ پرندے زندہ ہو گئے اور سائنس و کیمیا پر ان کے پاس پہنچ گئے نیز معجزات کے صدور کی دو صورتیں ہوتی ہیں کبھی نبی و پیغمبر اسلام کے ہاتھ پر صادر ہوتے ہیں کبھی ان کی دعاؤں سے وقوع پذیر

ہوتے ہیں خان صاحب کو چاہیے کہ خدا کا خوف کریں وکیل اس امر پر دیا کریں جس کا فریق مخالف منکر ہے خان صاحب نے اہل سنت کی کس کتاب میں پڑھا ہے کہ انہوں نے لکھا ہو کہ نبی و پیغمبر علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج نہیں ہیں یا اللہ ہی ہر گاہ میں عائشیں کرتے۔ اسے تقریب نام کا کچھ خیال رکھیں درحالت صاحب سے عربی علیہ السلام کے واقعہ سے جو استدلال کیا ہے اس استدلال سے بھی ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔

کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ عزیر علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے بلکہ خان صاحب نے خود اپنی کتاب ازالہ الريب میں مستدرک کے روایت نقل کی ہے اور اس کو صحیح بھی قرار دیا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے نہیں پتہ کہ عزیر علیہ السلام مہی ہے یا نہیں تو پھر جب خان صاحب کے روایت وہ مہی نہیں تو پھر خان صاحب ان کے دو بارہ زندہ ہوجانے کے واقع سے یہ استدلال کیسے کر رہے ہیں کہ معجزات میں نبی و پیغمبر علیہم السلام سے روئے کو داخل نہیں ہوتا نیز خان صاحب نے کسی سنی کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ اس نے کہا ہو کہ چونکہ نبی و پیغمبر علیہم السلام معجزات میں ہر قسم میں ہذا اللہ تعالیٰ ان کو فوت ہونے کے بعد زندہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ رب العزت کا علی غلشی قدر ہونا اور نبی و پیغمبر علیہم السلام کا اپنی زندگی میں و اوقات میں اس کا محتاج ہونا ایک مسئلہ مر ہے۔ جو چہرہ مسم میں ائمہ یقین ہوں اس پر بالکل قائل ہوں کہ یہ دعویٰ دیکھیے آپ سے گنگوہی صاحب کو بقول آپ کے دونوں قسموں قدر میں حاصل نہیں مردوں کو زندہ کرنے کی درددوں کو مرے۔ دیکھنے کی تین جب اللہ تعالیٰ نے ہرانا چاہا تو مر گئے جان صاحب حضرت عزیر اور پیغمبر علیہم السلام کیسے تو مرے زندہ کرنے کی قدرت نہیں دیتے اور نہ ہی علیہم السلام کیسے دیتے ہیں اور یہ گنگوہی صاحب کے بارے میں اس کا نظریہ یہ ہے کہ۔

مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحاؑ کو دیکھیں ڈر بن مریم

ہذا خان صاحب سے گزارش یہی ہے کہ غیر متعلق استدلال ملت کے
مقابلہ میں قائم نہ کیا کریں تاکہ شرمندگی نہ اٹھنا پڑے۔

خان صاحب کا ایک اور استدلال

خان صاحب کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں نبیاء علیہم السلام کا ارشاد موجود

ہے۔

وما کن لنا ان نالیکم بسلطان لا باذن اللہ

ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم تمہیں معجزہ لا کر دیں مگر اللہ کے حکم سے تو خان

صاحب کا یہ استدلال بابت اللہ کے لفظ سے ہے اور ہم گذشتہ دراق میں درجنوں
آیات پیش کر چکے ہیں کہ جہاں اللہ کا لفظ آیا لیکن وہاں اختیار کی گئی ثابت نہیں
ہوتی حال صاحب ہی جملہ نہیں کہ ہم سے امور جاریہ ثابت ہوتے ہیں کیا یہ بابت اللہ
صادر ہوتے ہیں یا بغیر ذلک اللہ ثابت ظاہر امر ہے اور سے امور جاریہ اللہ کے ذریعہ
سے ہی صادر ہوتے ہیں تو جس طرح ان امور جاریہ کا باطن اللہ صادر ہمارے اختیار
کی نفی نہیں کرنا کی طرح نبیاء علیہم السلام سے بھی امور غیر جاریہ کا باطن اللہ صادر ان
کے اختیار کی نفی نہیں کرنا جس طرح اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہے ہو تو ہم باوجود
قدرت کے امور جاریہ کو سرانجام نہیں دے سکتے اسی طرح نبیاء علیہم السلام بھی اللہ
تعالیٰ کی مشیت کے بغیر معجزات نہیں دکھا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اختیار دہی ہے اور ان
کا اختیار عطا ہے دیکھیے جس طرح آنکھ دیکھنے کا سبب ہے اور ایک چیز دیکھتی ہے جو
فی مواقع موعود ہو لیکن جنگ ہمارے کے مددگاروں کی آنکھیں بھی مدد مت تھی

کاروں کی آنکھیں بھی سلامت تھیں۔ نہیں مسلمانوں کو دیکھتے تو وہ تین سو تیرہ
سے بھی کم نظر آئے اور کافر مسلمانوں کو دیکھتے تو ان کو دہ چڑ نظر آتے ہیں۔

كما قال الله تعالى يلقاہم فی اعینکم ہر وہم عنہم راہی انہیں

خان صاحب کا ایک اور مغالطہ

خان صاحب نے ایک اور آیت کریمہ اپنے مدعا پر پیش کر کے لوگوں کو
دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ خان صاحب آیت کریمہ۔

قل انما الايات عند اللہ

سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اس سے یہ

ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معجزہ نبی کے بس میں نہیں ہوتا۔

خان صاحب کے مغالطہ کا ازالہ

خان صاحب کا اس آیت سے استدلال کرنا بھی محض سادہ لوح عوام کی
بے شعور میں دھوکہ دینے کی کوشش ہے کیونکہ اصل عبارت یہ تھی کہ کفار جو انگوٹھ ہاتھ
عناد معجزات کی فرمائش کرتے رہتے تھے تو اللہ رب العزت سے سرکار علیہ السلام کو حکم
دیا کہ آپ رسالہ فرمائیں کہ معجزات اللہ کے کرنے کی حقیقی قدرت اللہ رب العزت کے
پاس ہے تو جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے یہ معجزات ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اصل وجہ یہ تھی کہ
جب کسی قوم کے فرماؤں کی معجزات کھو دیں جائیں تو پھر وہ یہاں رہیں تو اللہ تعالیٰ
کا قانون یہ ہے کہ ان کو فوراً عذاب تیار رکھے چاہے دنیا سے دور نبی کریم علیہ السلام
کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

كما قال الله تعالى وما أرسلناك الا رحمة للعالمین

اسی طرح ارشاد ہمارا ہے۔

وما كان الله يهديهم والفت فيهم

یہاں علیہ السلام کی لٹی ہے نیز اللہ رب العزت نے یہ بھی ارشاد فرمایا اگر آپ چاہیں تو جس طرح یہ لوگ مطالبہ کرتے ہیں کہ کوہ صفا سونا بن جائے اسی طرح کے دیگر مطالبات پورے کر دیئے جائیں تو پھر اگر یہ بات نہیں دیکھیں گے تو پھر ہم ان کو سخت عذاب دیں گے۔ تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں ان لوگوں کے حال پہ چھوڑ دیا جائے۔

نوٹ۔

یہ جو ہم نے روایت نقل کی ہے تفسیر زاد المسیر اور درمشورہ میں مسند حسن موجود ہے جیسا کہ مہر بن جمیع الزوائد وغیرہ میں مرقوم ہے یہ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمانا ہے۔

ولوانا نرك ليهم المشكة وكلهم الموتى وحسنوا عليهم كل نبي قبالا
ما كانوا اليومين

اگر ہم اتاریں ان پر فرشتے اور زندہ کر دیں ہم ہر چہ کو ان کے سامنے تو بھی یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ۔ اسی طرح ارشاد رہا ہے۔

ولوانا نرك لموت به الجبال او قطعت به الارض او كلم به الموتى بل الله الامر بصيبها

ترجمہ۔

اگر کوئی قرآن ہوتا کہ چاہیں اس سے پہاڑ یا کھڑے ہو دے اس سے زمین یا مائے مردے بلکہ سب کام تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

تو دیکھنا کہ شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں مگر یہ قرآن حسی طور پر کم وہ سب چیزیں دکھلا دینا جن کی فرمائش کرتے ہو تب ہی کیا امید تھی کہ تم ایمان لاتے۔ دینی جنتیں وہ کج بختیاں شروع نہ کرتے تم ایسے صدی در سرخس واقع ہو۔ ہو کہ کسی نشان کو دیکھ کر ایمان لانے والے نہیں تو اس آیت کریمہ سے بھی ثابت۔ واکہ کفار کے یہ مطالبات محض عناد کے طور پر تھے کوئی ان کا مقصد ایمان نہ تھا نہیں تو اس لئے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کیونکہ حقیقی موثر اللہ رب العزت کی امت پر ہے۔ وہ وہ احکم احکمین بھی ہے تو جب مصیبت ہوگی وہ خود ہی معجزہ کو میرے ہاتھ میں فرما دے گا میرا کام تمہیں تسخیر کرنا ہے ہمد ضروری نہیں جو تم مطالبہ کرو میں اس پر کر کے دکھاؤں جیسا کہ شبیر احمد عثمانی اپنے حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں کہ محض مدعی نبوت ہو اس کا دعویٰ یہ نہیں ہوتا کہ تمام مقدرات الہیہ کے خرمے اس کے قبضہ میں ہیں تو جب بھی اس سے کس مری فرمائش کی جائے تو وہ ضرور ہی دکھلائے تو فرمائی ہجرت اس سے طلب کرنا اور اس کی کو معیار تصدیق تکذیب یہ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

(تفسیر عثمانی ص ۲۳۳)

تو خان صاحب کم از کم درکم نہیں تو اسے شیخ الاسلام کا حاشیہ ہی پڑھ لیتے تو پھر کم از کم اس طرح کا استدلال نہ کرتے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام باوجود اپنے تمام کمالات کے اللہ رب العزت کے تو محتاج ہی ہیں۔

خان صاحب کا ایک اور استدلال۔

خان صاحب لکھتے ہیں کہ کفار نے نبی کریم علیہ السلام سے چند فرمائشیں مجزوات طلب کیں تو اللہ رب العزت نے سرکار علیہ السلام سے ان کا جواب اس

طرح دلوایا اللہ رب العزت نے پہلے ان کے مطالبے کو ذکر فرمایا کہ گذارنے کہا تھا کہ ہم نہ مانیں گے تیر کہا جب تک تو نہ جاری کر دے ہمارے دسے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جائے تیرے دسے ایک بارغ کجور اور انجور کا پھر پہلے تو اس کے بیج ہریک چلا کر یا گرا دے تو سات ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے یا تو دے آے اللہ کو در فرشتوں کو سامنے یا تیرے بے گھر ہوسونے کاے تو چڑھ جائے آسمان پہ در ہم نہ مانیں گے تیرے چڑھ جائے کو جب تو نہ تارے ہمارے نے ایک کتاب جس کو ہم پڑھ سکیں آپ کہہ دیں کہ میں نہیں ہو مگر بشر رسوں تو موسوی سرفراز صاحب کی وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر سرکار علیہ السلام اس میں ہوتا کہ معجزات کو ظاہر کر سکتے تو یہاں ظاہر کر دیتے کیونکہ آپ تک چاہتے تھے کہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔

الجواب

خان صاحب کا یہ استدلال بھی اہل سنت کے مسلک کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے کیونکہ اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ معجزات کے اٹھانے کی ذاتی قدرت اللہ تعالیٰ کو ہے اور ذاتی قدرت سے ہی یہ سارے امور جن کا انہوں نے مطالبہ کیا تھا ہر انعام دیئے جاسکتے تھے اور جیہ عظیم اسلام کی قدرت خود ہے وہ عطائی ہے تو جہاں اللہ رب العزت نہ چاہے تو وہ معجزات ظاہر نہیں کر سکتا اور اللہ رب العزت کی اپنی حکمت کے تحت ای معجزات صادر ہوتے ہیں تو جہاں چونکہ اللہ کی حکمت نہیں تھی اس سے صادر ہوئے پھر سرفراز کا یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ یہ معجزات دکھا دیتے تو وہ مسلمان ہو جاتے ساری اسی کتاب کے صفحہ ۷۳ کے خلاف ہے کیونکہ اسی کتاب کے صفحہ ۷۳ پر وہ لکھتے ہیں کہ بطور تعنت اور عناد آنحضرت ﷺ سے معجزات کو طلب کرتے تھے تو ظاہر بات ہے کہ جب بطور تعنت اور عناد کے مطالبہ کرتے تھے تو اگر ان کے فرمانی معجزات نکلا

بھی دیتے چاہتے پھر انہوں نے تو کونسا مسلمان ہو جانا تھا۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ انصاف و انصاف نے فرمایا کہ میرا کام صرف تبلیغ کرنا ہے تمہارے مطالبات کا پورا کرنا اصل میں اللہ رب العزت کا کام ہے کیونکہ میرا دعویٰ نبوت کا ہے خدا ہونے کا دعویٰ نہیں ہے در نبوت کے وزم میں سے یہ بات نہیں ہے کہ جب بھی کوئی مطالبہ کسی نبی سے کیا جائے تو وہ ضرور ہی اسے پورا کر کے دکھائے جیسا کہ شبیر احمد نے اپنے حاشیہ پر لکھا ہے نیز اللہ رب العزت نے خود فرمایا کہ اگر ان کے معجزات چاہتے تو میں بھی دے دیتا تھا پھر بھی یہ لوگ ایمان نہ لائے دسے نہیں ہیں اس لئے اب تعالیٰ نے ان کے مطالبات چاہے نہ کیے تاکہ ایمان نہ لانے کی صورت میں ظاہر اور برہادی کے مستحق نہ بن جائیں خان صاحب کہتے ہیں کہ اس طرح کے دلائل دلائل ہیں جن سے جیہ عظیم اسلام کا معجزات میں ہے اختیار ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حالانکہ یہ جوہر خود ان کا ایک بلند بانگ دعویٰ اور تعالیٰ ہے ان کے پاس ایک بھی قطعی دلیل ای نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ معجزات کے صدور میں جیہ عظیم اسلام کے ارادے کو دخل نہیں ہے بہت بے بنیاد دعوے کرنے کا اور دیکھیں مارنے کا ہمارے پاس کوئی مدج نہیں۔

سرفراز صاحب کا ایک اور غلط استدلال:

موسوی سرفراز صاحب آیت کریمہ۔

وَنَكَرَ عَلَيْهِمُ عُرَاسَهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ اسْتَعْصَمَ وَتَنْتَفَىٰ نَفْسُهُمْ لَارَاضٍ
اَوْسَلَمَ اَوْ لِسَعَادَ فَلَائِيهِمْ بَايَتٌ وَبُوشَا اِنَّهُمْ لَجَمْعُهُمْ هُمْ اَبَدِي
فَلَا يَكُونُ مِنْ لَجَمِهِمْ۔ (سورۃ النعام پارہ ۷)

ترجمہ:

اے نبی ﷺ اگر آپ پر ہرگز ہے ان کا منہ پھیرنا مگر آپ سے ہوں
میں نہ ڈھونڈ نکالیں کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیرھی آسمان میں پھر لادیں آپ ان
کے پاس کوئی معجزہ در گزرتا تو جمع کرو دیتا سب کو سیدھی راہ پر سومت ہوں آپ
ناؤ لوں میں۔

مولوی سرفراز صاحب اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی
کریم علیہ السلام مگر معجزات دکھانے پر قادر ہوتے تو چونکہ آپ کی خواہش تھی کہ کفار
سارے مسلمان ہو جائیں تو پھر آپ ایسا کوئی نشان آسمانوں سے اتارے جو ہر وقت
آپ کے ساتھ رہتا جس کو دیکھ کر لوگ ایمان سے سرفراز ہونے پر مجبور ہو جاتے۔

سرفراز صاحب کی مخالفہ دہی کا جواب:

اہل سنت حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اختیارات عطا
ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اختیار اور قدرت ذاتی ہے تو نہ رب العزت کی مشیت میں
جو مرنہ ہو تو نبی کریم علیہ السلام کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ اس مرکو موجود کر سکیں
کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کی قدرت عطا ہے تو جب تک اللہ تعالیٰ کی قدرت شامل
حالی نہ ہو تو عطا کی قدرت موثر نہیں ہو سکتی جس طرح ہم بے شا کاموں کا اردو
کرتے ہیں لیکن اللہ رب العزت کی قدرت شامل حال نہیں ہوتی تو ہم ان کاموں کو
دفعہ پذیر نہیں کر پاتے ہی کریم علیہ السلام کا مختار ہونا بایں معنی تو نہیں ہے کہ نبی کریم
علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مقابلے کی طاقت رکھتے ہوں کہ اللہ رب العزت نہ بھی چاہے
تو پھر بھی کسی کام کو کر سکیں یہ عقیدہ رکھن تو شرک ہے پھر خان صاحب نے اس پر جو
یہ تعریج مترقب کی ہے اور اس کو امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کر دیا ہے کہ نبی

کریم علیہ السلام کسی معجزہ کے دکھانے پر بھی قادر نہیں ہیں یہ خواہ مخواہ سن کا رطل ہے
کیونکہ اس آیت کریمہ سے اگر ثابت ہوتا ہے تو اس میں معجزے کو بھی نہ رکھنا ثابت
ہوتا ہے لیکن کسی مخصوص معجزہ پر قدرت کی نفی سے تمام معجزات پر قدرت کی نفی لازم
نہیں آتی جو سرفراز صاحب کا باطل مدعا ہے اسی دعویٰ پر خان صاحب نے جلا بین کی
مہارت پیش کی ہے۔

اسلٹ لاسلطیع ذللت فاصبر

اس عبارت کا تعلق باقبل میں مذکور امر سے ہے اور خان صاحب نے اس
عبارت کو ہر معجزہ پر مطبق کر دیا ہے یہ کہاں کی دیانتداری اور شرافت ہے یہ تو اس امر
کا مصداق ہے۔

توجہ الکلام بما لا یرضی بہ قاعدہ

ایک، ہم اشکال کا جواب:

اہلسنت کا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام مختار کل ہیں تو اس آیت
کریمہ سے تو اس سر کی نفی ثابت ہوگی کیونکہ اگر نبی کریم علیہ السلام مختار کل ہوتے
آپ ﷺ کو مذکورہ امر پر قدرت ہوتی سوائی کے جو ب میں گزرتا ہے کہ نبی
کریم علیہ السلام کو جو مختار کل کہہ جاتا ہے تو وہ اس وجہ سے کہہ جاتا ہے کہ آپ کو اکثر
امور کے بارے میں اختیار حاصل ہیں تو اس کثر حکم الکمل کے تحت آپ کو مختار کل
کہہ جاتا ہے ہذا اہلسنت کے مذہب پر کوئی شکال نہیں ہے فریق مخالف کو چاہیے کہ
پہلے اہل حق کے مذہب کو سمجھنے کی کوشش کرتے پھر اس پر اعتراض کریں۔

مولوی سرفراز صاحب کا ایک اور انوکھا استدلال:

خان صاحب آیت کریمہ۔

سبحان اللہی العزیز بعدا من المسجد الحرام فی المسجد الاقصی
 پاک ہے وہ ذات جو نے گئی اپنے بندہ کو، تو اس وقت مسجد حرام سے مسجد
 اقصی تک تو جان صاحب کا اس آیت سے استدلال یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا
 معراج کرنا یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے اور آپ کو اس معجزہ کے اندر کسی قسم کی قدرت
 حاصل نہیں تھی بلکہ صرف اللہ رب العزت کو ہی اس پر قدرت حاصل تھی۔

سرفرازی شبہ کا ازالہ:

خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام
 کا اس معجزہ کے بعد کسی قسم کا کسب نہیں تھا تو کیا نبی کریم علیہ السلام جب برقی پر سوار
 ہوئے تھے تو پہلے ارادے اور اختیار سے ہوئے تھے یا بغیر ارادے و اختیار سے اسی
 طرح نبی کریم علیہ السلام نے جو مسجد اقصی میں جماعت کر لی یہ آپ نے ارادے اور
 اختیار سے کر لی یا ویسے ہی کراہی اسی طرح مسجد اقصی میں نماز کے بعد نبیاء علیہم
 السلام نے جو اپنے خدا و مہربان کے اور نبی کریم علیہ السلام نے ہی اپنی خدا
 دار شاہ کو بیان فرمایا تو کیا یہ سارے امور جو وقوع پذیر ہوئے ان میں نبیاء علیہ
 السلام کے کسب اور ارادے کو دخل نہیں تھا کیا وہ امور جو ان سے صادر ہوتے رہے اس
 طرح ہوتے جس طرح لکھنے و دے کے ہاتھ میں قلم ہو اور جس طرح اس سے لکھنا
 صادر ہوتا ہے اسی طرح نبی کریم علیہ السلام پر اور آپ کی امت پر اللہ رب العزت
 سے پچاس نمائیں فرض فرمائیں اور نبی کریم علیہ السلام سے نو ہزار اللہ تعالیٰ کی ہار گاہ
 میں حاضری دے کر پچاس کی پانچ کروائیں۔

تو کیا معاذ اللہ نبی کریم علیہ السلام کا یہ آنا جانا ان طرح تھا جس طرح کہ
 ایک پتھر کا پیچہ گرنا ہوتا ہے اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کا مختلف جہاں کو سلام کرنا یا

یہ آپ علیہ السلام کے ارادے کے بغیر صادر ہو تھا اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کا جنت کی
 میر فرما نا اور جہنم کا مدخل فرما نا یہ بھی تو، تو معراج کا حصہ ہے تو کیا سر کا علیہ السلام
 کے جنت کی میر کرنا اور جہنم کی مدخل فرما نا یہ آپ کے قصہ اور ارادے کے بغیر واقع
 ہو اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کا مختلف جہاں گاروں کو مختلف غذاؤں میں مبتلا رکھنا
 تو کیا ان امور کو ملاحظہ کرنے میں نبی کریم علیہ السلام کے ارادے اور اختیار کو دخل
 نہیں تھا کیا نبی کریم علیہ السلام کو اس امر پر قدرت نہیں تھی اگر چاہتے تو ان امور کا
 مشاہدہ کرتے کیا نبی کریم علیہ السلام ان چیزوں کو دیکھنے میں مجبور محض تھے کہ خدا
 صاحب کو چاہیے کہ کم از کم کوئی بات تو عقل کی کیا کریں۔

خان صاحب کا ابن کثیر کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب حافظ ابن کثیر کی عبارت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ
 رب العزت کو معراج کرانے پر اس طرح کی قدرت حاصل ہے جس طرح کی کسی و
 کو حاصل نہیں ہے اور خان صاحب سے استشعار یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی اس
 قدرت کا کون منکر ہے کہ وہ آپ نبی کریم کو معراج کر سکتا ہے جس مر کا کوئی منکر نہ
 ہو تو اس امر میں دماں پیش کرنا گھڑکی صاحب جیسے شیروں کا ہی کام ہے۔

خان صاحب کی ایک اور غیر متعلق بحث:

خان صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ معجزہ واقع نہیں ہوا ہے بلکہ اللہ
 رب العزت نے آیت کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا معنی معجزہ ہوتا ہے تو خان صاحب
 یہ ارشاد فرمائیں کہ اہل سنت میں سے کس نے کہا ہے کہ قرآن مجید میں معجزہ کا لفظ
 واقع ہو ہے خان صاحب ایسی چیزوں پر حوالہ جات کیوں پیش کرتے ہیں جس کے
 اندر اربعین میں اختلاف کی کوئی نہیں ہوتا بلکہ شوق علیہ ہوتے ہیں۔

خان صاحب کا انشقق قمر والے معجزہ سے غلط استدلال:

خان صاحب لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے زمانہ قدس میں چاند کا دو ٹکڑے ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا اس معجزہ کے صادر کرنے میں کوئی دخل نہیں تھا۔
(۵۰ ہدایت ص ۸۳)

ہم شق قمر والے معجزہ کو کتب حدیث سے نقل کرتے ہیں۔ ناظرین کرم ملاحظہ فرمائیں اور خان صاحب کے غلط استدلال کی دادیں صحیح بخاری اور مسند شریف میں حدیث پاک ہے۔

ان اهل مكة ما نوا رسول الله عليه السلام ان يريهم آية فاداهم القمر مشققين
ترجمہ:

اہل مکہ نے نبی کریم علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں تو نبی کریم علیہ السلام نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے۔
فقہ بارق در تفسیر قرطبی کے مد۔ یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

ان لمعت لومنون

تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے کسب سے ہی واقع ہو کیوں کہ نبی کریم علیہ السلام کا یہ فرماں کہ اگر میں اس طرح کروں تو تم یہاں سے آگے ہر اس امر کی روشنی دیکھ رہے ہو کہ نبی کریم علیہ السلام اس معجزہ کو صادر کرنے پر قادر تھے تو یہ حدیث پاک اس امر کی دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام معجزہ کے صادر کرنے میں اختیار نہیں اور خان صاحب الٹا یہ ثابت کر رہے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا اس معجزہ کے صادر کرنے میں کوئی اختیار نہیں تھا۔

ہم اس مقام پر محدث کبیر علامہ منادی کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں۔ شاید تیرے دل میں اتر جائے میری بات علامہ منادی فرماتے ہیں۔

عرض انصرف في سمران لسماء برد الشمس بعد غروبها وبق القمر و
رجم النجوم واعتراق السموات وحبس المطر وارساله ارماس لرياح
وامساكها وتظليل الغمام وغير ذلك من المعجرات.

(حاشیہ سراج منیر جلد ۱ ص ۲۶ فیض القدر جلد ۱ ص ۱۲۸)

ترجمہ:

یعنی حضور ﷺ کو آسمانوں کے خزانوں میں تصرف ملا جیسے غروب شدہ سورج کو واپس پھیرنا چاند کو چھوٹا کر چھوٹے آسمانوں کو چھوٹا کر چھوٹا کر کرنا اور برساتنا ہو کہیں چاند اور ان کا روکنا اور اس کا سایہ کرنا اور اس کے علاوہ جو خوارق ہیں۔

نوٹ:

اب خان صاحب اسی ارشاد فرماتے ہیں کہ علامہ منادی تو فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو چاند توڑنے کی قدرت حاصل ہے۔ بارش کے برساتنے کی بارہ کئے کی بھی قدرت حاصل ہے اور وہ کئے کی بھی قدرت حاصل ہے۔ تو سب ہمارے سے قابل عمل آپ کا فیصلہ ہے یا علامہ منادی کا بیڑیہ فرماتے ہیں کہ علامہ منادی حدیث رسول ﷺ کو بہتر سمجھتے ہیں یا آپ تو کہیں علامہ منادی سے اس طرح عبارتیں لکھ کر قارئین کو شرک میں مبتلا کیا۔ کیا اگر وہ آپ کے وار میں ہوتے تو یہ آپ ان کو گلد تہ تو حید اور رہدایت کے پڑھے کی ترجمان رہتے کہ وہ شرک سے بچ جائیں۔ علامہ منادی کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو۔

حدیث پاک اعطیہ ملائح غرائض الارض کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

المرء ذرآن العام ہمارہ کہ یہ کریم علیہ السلام کو تمام جہان خراخرا کی چاہیاد دیدی گئی ہیں اس صراحت سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ مناوی کے نزدیک آگائے نامدار علیہ اسلام پوری فائزات میں متصرف ہیں۔ (فیض القدیر جلد اول ص ۵۶۴)

سرفراز صاحب کا حضرت آصف بن برخیا کے تصرف سے انکار

حضرت لکھتے ہیں کہ حضرت آصف بن برخیا جو تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہارگاہ میں پیش کیا تھا وہ اصل میں اللہ رب العزت کا فعل تھا اور حضرت آصف کی طرف اس کے لانے کی نسبت محذری ہے حضرت نے اس بات کو مفسرین کی طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ کسی ایک تفسیر کا بھی صریح حوالہ پیش نہیں کر سکتے جس میں صریحاً لکھا ہو ہو کہ یہ اسناد محذری ہے اور حضرت آصف اس تخت کے لانے پر قادر نہیں تھے نیز حضرت اس سر پر غور کریں کہ جن جو دعویٰ کر رہا ہے کہ

اما التیلت بہ قبل ان تقوم من مقامک

ایک قوں تیکل جن نے عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے جلاس سے اٹھیں اور میں اس پر طاقت رکھتا ہو نامت دار ہوں۔ (ترجمہ بیان القرآن بشرح تھانوی)

اب سرفراز صاحب یہ بتائیں کہ جن جو دعویٰ کر رہا ہے کہ میں تخت کا حاضر کرتا ہوں اور میں اس پر قادر بھی ہوں کیا جس اسم اعظم جانتا تھا جس کی وجہ سے وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کیا سرفراز صاحب جس کو متصرف مانتے ہیں اور اویاء اللہ کے تصرفات کا انکار کرتے ہیں اس کو سرکش جس سے نفی محبت کیوں ہے اور اللہ کے ولی سے تنافس کیوں ہے نیز سلیمان علیہ السلام نے جو مطالبہ پیش کیا تھا انکیم یا نبی ہر صفا تو یہ مطالبہ انہوں نے اللہ رب العزت سے کیا تھا یا اپنے درباریوں سے کیا تھا؟

خان صاحب کی نظر سے یہ الفاظ نکلیں گزرے ہائیں علماء اسے اس دربار میں کم ذکر خان صاحب اسے تھا ثانی صاحب کا تفسیری نکتہ جو انہوں نے بیان القرآنی میں لکھا ہے وہی دیکھ بیٹے۔

تھا لوں صاحب تفسیر بیان القرآن کے صفحہ ۷۷ پر لکھتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کا مقصد جنوں کو سنانا اور دکھانا تھا کہ جو قوت میرے مستفیدین میں ہے وہ تم میں بھی نہیں نیز تھا ثانی صاحب آیت کریمہ۔

قال مدی عنده علم من المکتب اما التیلت بہ قبل ان یومد لیلت طرفلت تھا ثانی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا میں اس کو میرے سامنے تیری کنگھ چھپکے سے پہنچا کر کھڑ کر سکتا ہوں گنگھدوی صاحب کم در کم اپنے اکابر کی تھانیر کا تو مطالعہ کر لیں کریں تاکہ اس کو اس طرح کی صورت حال کا سامنا نہ کرنا پڑے جو اہل ملت کے مواخذہ کے وقت اس کو پیش آتی ہے نیز دعوہ کے شیخ اسام شہیر احمد عثمانی بھی اس مقام پر اپنے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام یہ بتلانا چاہتے تھے کہ وہ نرے ظاہری بادشاہ ہی نہیں بلکہ مافوق الہاسب باطنی طاقت بھی اپنے ماتھے رکھتے ہیں یہ خاں صاحب نے کم سلیمان کے علیہ السلام کے الفاظ پر اسی غور کر لے جو انہوں نے فرمایا در دربار جو کون ہے جو باقیس کا تخت میرے پاس دے۔

تو ہر بات ہے وہ سمجھتے تھے کہ میرے دربار میں ایسے لوگ ہیں جو اتنی بڑی مسافت پر پڑے ہوئے تخت کو تھوڑی دیر میں پیش کرنے کی طاقت رکھتے ہوں تب ہی آپ نے یہ مطالب فرمایا یہ گنگھدوی صاحب کا نقد نظر یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے اسم اعظم پڑھ کے تخت منگوا تھا ہند ان کو خود لانے پر قدرت نہیں تھی حضرت یہ بتائیں کہ ان کو خود لانے پر قدرت نہیں تھی تو انہوں نے یہ عدل کیوں کیا۔

ان اہلک بہ قلب ان یوتد، لولک طرفلک

کیا خان صاحب میرے اگر کوئی مطالبہ کرنے کے تم تنی بڑی مہارت میں پڑے ہوئے تخت کو جد : جد پیش کریں تو کیا وہ یہ دعویٰ کریں گے کہ میں پنک جھپکنے سے پہلے نہ سکنا ہوں جیسا کہ حضرت آصف نے دعویٰ فرمایا۔

نیز ایک قابل غور امر یہ ہے کہ خان صاحب اسم اعظم پڑھ کر رانے کون کے عقیدہ کی لگی کی دلیل سمجھتے ہیں جبکہ اس کے حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت آصف سے کہا کہ میں قوت معجزہ سے روں گا اور آپ نے اسم اعظم کے ذریعے تخت منگوا لیا تو تھانوی صاحب اسم اعظم کے ذریعے لاسنے کو بھی نہ کی قدرت کی دلیل سمجھتے ہیں جیسا کہ تھانوی صاحب کا پہلے ایک حوالہ گزر چکا ہے۔ علیہ السلام جنوں کو دکھانا چاہتے تھے کہ جو قوت میرے مستفید میں ہے وہ تم میں بھی نہیں تو کیا تھانوی صاحب اپنے نظریہ میں سچے ہیں یا خال صاحب سچے ہیں یہ خال صاحب کے پسندیدہ مفسر علامہ آلوسی اسی مقدم پر لکھتے ہیں کہ حضرت آصف نے تصرف کے تحت کو ملک سہا میں معدوم کر دیا اور حضرت سیدنا علیہ السلام کے پاس موجود کر دیا۔ نیز خان صاحب اس سلسلے میں تفسیر ابوسعود روح معانی اور دیگر تفسیر کا مطالعہ کریں مگر تفسیر کو دیکھنے کی فرصت نہیں ہے تو کم از کم بچے تھانوی صاحب کی بیان القرآن ہی دیکھ لیں۔

خان صاحب کا شاہ ولی اللہ کی عبارت سے غلط استدلال

خان صاحب شاہ ولی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جانا چاہیے کہ مردوں سے یہ چاہتے ہوئے جانتی طلب کرنا کہ وہ حاجات کے پور ہونے کا محض

سب ہیں خاص کفر ہے اور اس کو یہ کلمہ شہادت حرم قرار دیتا ہے، اور اس زمانہ میں بکثرت لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ (اشیر اللکثیر ص ۱۰۵)

خان صاحب کہتے ہیں کہ مردوں سے حاجت طلب کرنا اور محض ان کو سب سمجھ کر حضرت شاہ صاحب کے نزدیک کفر ہے تو جب سب سمجھ کر ان کے حاجات طلب کرنا کفر ہے تو خود ان کو موثر سمجھ کر حاجات طلب کرنا کیونکہ کفر نہ ہوگا۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے حوالہ سے جو خان صاحب سے بات لکھی ہے اور اغلب گماں یہ ہے کہ یہ عبارت شاہ صاحب کی نہیں ہے کسی دیوبند واپی کا خالق ہے کیونکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "مناہ فی سلاسل اوسواء اللہ میں لکھتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو ایک سو گیارہ مرتبہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیعہ اللہ پڑھے تو اس کی وہ حاجت پوری ہو جائے گی۔

اب خان صاحب ہی ارشاد فرمائیں کہ جو عبارت آپ نے شاہ صاحب کی طرف منسوب کی ہے اگر اس عبارت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو معذرت اللہ خود شاہ صاحب پر فتویٰ کفر ہو جائے گا نیز حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "مناہ میں فرماتے ہیں کہ وہ لوگوں کے گیارہ مشائخ حدیث جو ہر قسم کو بطور وظیفہ پڑھا کرتے تھے اور جو ہر قسم کے مسئلہ پر یہ شعر موجود ہے۔

ماہ عبدا مظهر العجائب تعجده ہونا ملت ہی نواب

کل ہم و غم سینجی بولا بملت یا عسی

تو پھر خان صاحب کا کیا حیاں ہے کہ حضرت شاہ صاحب یہ وظیفہ پڑھا کر کافر ہو گئے ! مسلمان رہے۔ اسی طرح شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "تہذیب

کے صفحہ ۳۳ پر لکھتے بلذو ح علیہ مشائخ متوجہ شود والجلاب درپورہ کند
مشائخ کی ارواح علیہ کی طرف متوجہ دوران کی قبروں کی زیارت کرے اور
سے جذب کی بھیک مانگے اسی طرح اس کتاب کے صفحہ ۶ پر حضرت شاہ صاحب
لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر بیدلی رحمۃ اللہ علیہ درقبر خود مثل حیہ تعریف فی
کند۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ زندوں کی طرح تعریف فرما رہے ہے اسی طرح
حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر ارشاد فرماتے ہیں اس
فقیر چوں بحرم روح متوجہ شد آنجا چند طبقہ یافت۔ طبقہ اولیٰ در بجا ملائکہ علویہ
مدبرہ ریافت چوں جبریل و میکائیل و بعض نفوس ہی آدم ریافت کہ بایشان بحق شدہ
مردم رنگ ایشان ہمیشہ۔

ترجمہ۔

یہ فقیر جب عام روح کے اندر متوجہ ہوا تو وہاں چند طبقات پائے ایک ملا
علی کا طبقہ پایا اور اسی جگہ بلند مرتبہ ملائکہ کو پایا جو کائنات کا نظام چلاتے ہیں مثل
جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام کے در بعض نبی آدم کے نفوس کو پایا کہ ملائکہ
کے ساتھ بحق ہو چکے تھے اور ان جیسی صفات سے متصف ہو چکے تھے یعنی جس طرح
ملائکہ کائنات کا نظام چلاتے ہیں وہ نفوس قدسیہ بھی کائنات کے مدبرین میں سے تھے
اسی طرح اس کتاب کے صفحہ ۸۲ اور ۸۳ پر لکھتے ہیں حضرت غوث اعظم طاہر بات ہے
غوث کا معنی ہوتا ہے فریاد کو پہنچنے والا۔ ہر حضرت شاہ صاحب علیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب
طاس عارفین میں لکھتے ہیں کہ میرے والد گرامی شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی علیہ
الرحمۃ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پڑھ رہے تھے اور فرمایا

کہ جز یاد دوست بھر چہ کنی عرض کج است
جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطل است

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب فرماتے تھے کہ مجھے
چوتھا مصرعہ بھول گیا یک برگ نوری شکل میں ظاہر ہوا۔ میں نے مجھے وہ مصرعہ
یاد دیا۔ حضرت شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمۃ فرمایا کہ میں نے اس کو پان کی پیشکش کی تو
وہ مسکرائے اور فرمایا کیا یاد دلانے کی جرت ہے پھر وہ تیزی کے ساتھ چھ ایک
پان تھپا دنگی کے آخر میں چٹک گئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو پکار
کہ سچے نام پر تو مطلع کرو تا کہ فاتحہ تو پڑھ سکوں تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ سعدی
میں ہی ہوں۔ (انفاس العارفین ص ۴۰ فارسی۔ رد ص ۵۰)

اب سر لڑ صاحب نے نظریہ پر غور کریں ان کا نظریہ یہ ہے کہ فوت شدہ
لوگوں کو درد کا تجربہ اور یہ سمجھنا کہ وہ حیات پوری کر سکتے ہیں یہ عقیدہ شریک عقیدہ
ہے اب حضرت شاہ صاحب نے جو واقعہ نقل فرمایا ہے کیا خان صاحب کے نزدیک
انہوں نے یہ کفریہ واقعہ نقل فرمایا؟

بہر ا خان صاحب کو چاہیے کہ یک بہتان طراری سے توہ کر یں کیونکہ اگر
کسی فوت شدہ کا مدد کرنا شرک ہوتا اور حضرت شاہ صاحب کا بھی یہی نظریہ ہوتا تو ہر
گز اس واقعہ کو اپنی کتاب میں جگہ نہ دیتے اسی طرح شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی
کتاب حجۃ اللہ الہالیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض نفوس دہلیہ ملا علی کا قرب
حاصل کر بیٹے ہیں اور ان میں شامل ہو کر خلق خدا کی مدد کرتی ہیں چنانچہ مدحتہ ہو حجۃ
اللہ علی سہ ماہ بعد اوس ص ۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵

خلاق آپ پر اللہ تعالیٰ کیونکہ بہترین میدان اور بہترین داتا ہو۔ اسی قصیدہ میں حریہ لکھتے ہیں۔

وہ منیر منیر یوحی دیکشف دریہ

وہ منیر منیر یوحی دیکشف دریہ

وہ کریم کہ مصائب دور کرنے میں بہترین میدان اور بہترین داتا ہو۔ درجن کا جو د ووال برستے ہوں پر خالق ہے۔ اس کے بعد مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

فالشہد ان اللہ وحم عقبہ

واللہ معنا وکفر الہواہب

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرنے والا ہے اور تم عطاؤں کے خزانے کی کھلی ہو۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

وہ منیر منیر یوحی دیکشف دریہ

واللہ معنا وکفر الہواہب

اور تم مجھے پناہ دینے والے ہو ناؤں ہونے والے مصائب اجہم میں جب د میں وہ بہترین چشمہ گائیں۔ مزید فرماتے ہیں۔

فما ان حبشی ارمہ مدہمہ

ولا انا من رعب الرحمن الہواہب

تو بھی ناؤں ہونے والی مصیبت سے خوف نہیں کھاتا اور نہ خدا سے ڈرتا

ہوں۔

فما ان حبشی ارمہ مدہمہ

ولا انا من رعب الرحمن الہواہب

کیونکہ میں تمہاری ہر دست محفوظ قلعوں میں ہوں۔ اور جنگجوؤں کی تلواریں

اے انہی دیوار کی اوٹ میں ہوں۔

رسول اللہ یا خیر الوہاب

لو املت بقلی یوم القضاء

اے رسول خدا اے بہترین خلاق میں روز قیامت آتی کے جو دروں کا طالب ہوں مزید فرماتے ہیں۔

واللہ معنا وکفر الہواہب

واللہ معنا وکفر الہواہب

جب کوئی تاریک مصیبت نازل ہو ہر د سے پناہ کا قلعہ آپ ہی ہیں مزید لکھتے ہیں

واللہ معنا وکفر الہواہب

واللہ معنا وکفر الہواہب

میری توجہ آپ ہی کی طرف ہے۔ اور آپ ہی میرا سپاہ ہیں اور تم ہی سے طرح ہے ورتہ ہی سے میدان ہے اسی طرح کے در بھی کئی شعاع ہیں لیکن اختصار کی ذکر نہیں کر رہے قارئین خود قصیدہ شریف کا مطالعہ فرمائیں۔

سب خاں صاحب یہ ارشاد فرما میں کہ آپ تو شاہ صاحب کے ذمہ یہ لگا رہے تھے کہ ان کے روپیک کسی وفات یافتہ برگ سے حاجت طلب کرنا یہ حاجت پورا کرنے میں اس کو سب سمجھنا یہ کفر ہے اور شرک ہے سب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو نبی کریم علیہ السلام سے استفادہ کیا ہے تو کیا حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اس امر کا ارتکاب کرنے کے بعد مسلمان رہے یا مشرک ہو گئے۔

خان صاحب نے اپنی اسی کتاب راہ ہدایت میں حضرت شاہ صاحب کے حوے سے یہ لکھا ہے کہ برگان دیں کو حوائج کے پورا کرنے سے سب سمجھ بھی مدد

ہاگنا شرک ہے سب حضرات شاہ صاحب کے بارے میں کیا فرمائیں گے کیا معاذ اللہ انہوں نے اپنے آپ کو کافر قرار دے دیا۔

ی سینے میں ہم شاہ صاحب کی ایک اور کتاب بیوض اعرابین کا حوالہ پیش کرتے ہیں ہم انھار کی خاطر رد و ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔

ہمیشہ بہت حضرت علیہ السلام کی طرف متوجہ ہیں جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو بہت قریب ہوتے ہیں تاکہ نہایت پٹی کشش و ہمت سے عرض کرے در آپ فریادری کریں اس کی مصیبت میں یہ اس کو برکتیں افاضہ فرمائیں۔

(بیوض عربین ص ۳۰)

اسی طرح نفاس العارلین کے صفحہ ۳۱ پر مرقوم ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کو اپنی داڑھی مبارک کے تھیں ہاں عطا فرماتے اور ن بالوں پر ابرسا یہ کرتا تھا۔

اسی طرح لکھتے ہیں کہ میرے والد گرامی بیمار ہو گئے تو سرکار علیہ السلام تشریف لائے اور ان کو گلے لگایا تو ان کی صلاست دور ہو گئی۔

اسی طرح کتاب دربین میں حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کئی واقعات لکھے ہیں جن میں انہوں نے حضور علیہ السلام سے اپنی مشکلات کا حل طلب کیا اور سرکار علیہ السلام نے ان کی مشکلات کو حل فرمایا۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ خود اصل کتاب کا مطالعہ فرمائیں اور مدد حق اہل سنت کی حقانیت کی داد دیں۔

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ایمان فروز اور باطل سوز ارشاد

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

اشتعل ہولاً باعلاء کلمۃ اللہ ونصر جوب اللہ وروماکان لہم لمة حیر
باب دم درہم اشتاق بعضہم لی صورة جسدیۃ اشتیاقا شدیداً لی ر لہاں

والیہ اشارة فی قودہ تعالی ولا تحسین لہم لمتوا فی سبیل اللہ اموالہم
احب عندہم یرد لون فرحیں بجا انہم اللہ من فضلہ۔

(حجتہ اللہ علی الہاتفہ جلد ۱ ص ۵۷)

ترجمہ:

یہ لوگ کلمۃ اللہ اور اسد م کو سر بلند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لشکروں اور مجاہدین اسد م کی مدد و عانت میں مصروف ہو جاتے ہیں دیکھی انسان کے دل میں نیکی کا اقاء کرتے ہیں اور اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ نہ گمان کروں لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں مردہ بلکہ وہ مردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق رہے جاتے ہیں دراب حالیکہ خوش ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا تو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت قوت شدہ بزرگان کے بارے میں ہے کیونکہ اسی عبارت کے شروع میں شاہ صاحب نے فرمایا اذات انسان اور خاں صاحب علی ارشاد فرمائیں کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں اور آپ ان کی طرف کیا منسوب کرتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حموت کے صفحہ ۶۹ پر ارشاد فرماتے ہیں میں جاہست تصرفات ایشان از قبیل ہمت و دفع مرغ و دیگر خوارق
ایشان۔

ترجمہ:

نقشبندی حضرات کے تصرفات میں سے یہ امر بھی ہے کہ کس کے واسطے کو ختم کر دینا کس کی مرض کو دور کر دینا اس کے علاوہ دیگر خوارق عادات امور۔

تو خان صاحب کہتے ہیں کسی فوت شدہ بزرگ کو سہب سمجھ کر بھی اس سے

مدد طلب کرنا کفر ہے اور شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بزرگان دین امراض بھی دور کر دیتے ہیں دیگر مشکلات بھی حل کر دیتے ہیں اب خان صاحب حضرت شاہ صاحب کے بارے میں کیا کہیں گے کہ یہ بات کہہ کر وہ مسلمان رہے یا بریلویوں کی طرح مشرک ہو گئے۔

نوٹ

ممكن ہے خان صاحب کہیں کہ حضرت شاہ صاحب کی یہ عبارت زندہ بریلویوں کیلئے ہے تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ جو امر شرک ہو اس میں زندہ یا مردہ کا فرق نہیں کیا جا سکتا جب حال صاحب کے ردیک کسی کو مشکل کشا سمجھنا اس کو حد تک سمجھنے کے مترادف ہے تو پھر کیا کسی زندہ کو خدا سمجھا جا سکتا ہے اس لئے خان صاحب کو چاہیے کہ حضرت شاہ صاحب کی کتابوں کا بغور مطالعہ کریں بالخصوص اس کے احوال میں، درتیس، مسموعات وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

۱۔ کویتکڑوں میں طرح کے حوالہ جات مل جائیں گے جن سے مسلک اہل سنت کی پروردگار تائید ہوتی ہے اور مذہب وہابیوں پر زور و ترویج ہوتی ہے ہم نے حصار کی خاطر بطور مشقت مومنہ زخروں سے چند ایک حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ تشدد مجید و مستحق و ریا پچھاں ہائی

اور مدد طلب ہو۔

لکھ کے غم رہا تو کفتم و ترسیدم کہ آرزوہ افشوی و رہم عن سبب راست

سرفراز صاحب کا اسماعیل دھوی پر فتویٰ کفر۔

مذہبی اسماعیل صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ سید احمد بریلوی کو چشتی مسلک کی وایت میں طرح لکھیں ہوئی کہ انہوں نے خواجہ قطب الدین نختیاری کی کے مزار پر

مرقدہ کیا اور اس طرح دن کو چشتی مسلک کی وایت لکھیں ہوئی۔

(صراط مستقیم ص ۱۳۶) (رد)

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ کسی فوت شدہ بزرگ سے حاجات طلب کرنا سب سمجھ کر ہی کیوں نہ ہو کفر ہے سب خان صاحب اپنے نام اسماعیل دھوی کے بارے میں کیا کہیں گے اس نے یہ کفر یہ واقعہ بیان کیا ہے یا اس کے مرشد سید احمد بریلوی کے بارے میں کیا کہیں گے کہ اس سے حضرت خواجہ صاحب کے مزار پر جا کر شرک کا رکناب کیا اسی صراط مستقیم میں مرقوم ہے کہ حضور نوٹ رضی اللہ عنہ نے اور شاہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے پر زور تاثیر کر کے سید احمد بریلوی کو قادری اور نقشبندی بنادیا۔ اسی طرح محض ۹۹ ص ۹۹ پر مرقوم ہے کہ حضرت مومنہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر محمد علی حاضر ہو اور عرض کیا کہ میں بھوک کی وجہ سے لاچار ہوں کون چیر کھانے کو عطا فرمائی جائے تو اس کو انگور کے دو خوشے لکھیں ہوئے اور اس کی بھوک واپس مشکل حل ہوئی۔

اب خان صاحب ہی ارشاد فرمائیں کہ آپ تو کہہ رہے تھے کہ کسی فوت شدہ بزرگ سے طلب حاجت کفر ہے تو کیا یہ فتویٰ کفر صرف بریلوی حضرات کے لئے ہی ہے یا سید محمد علی کو بھی سی سے کچھ حصہ پہنچے گا۔

خان صاحب کا متعارض کلام:

سرفراز صاحب اپنی کتاب تسکین صدر میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالبن حادث نبی کریم علیہ السلام کے روزنامہ اقدس پر حاضر ہوئے اور آپ سے ہارش کیلئے دعا کی اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ رب العزت ہارش عطا فرمائے اس کے خان صاحب نے یہ نتیجہ غلط کیا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام سے اور دیگر بزرگان

دین سے یہ گزارش کرنا کہ اللہ رب العزت سے دعا کرنا کہ ہماری حاجت پوری ہو جائے یہ دعا کرنا جائز ہے اور حضرت نے اس سلسلے میں فقہ کے حوالہ جات بھی پیش کیے ہیں کہ حضرت شیخین سے بھی پٹی شفاعت کیلئے عرض کرنا جائز ہے تو ایک کتاب میں حضرت سے چنانچہ نظریہ بیان کیا ہے اور پٹی اسی کتاب ۲۰ ہدایت میں بطور سبب کے بھی بزرگان دین سے حاجت روائی کی درخواست کرنا کفر قرار دے دیا حضرت کو یہ تو خیاں رکھنا چاہیے کہ ایک کتاب میں کہا لکھ چکا ہوں اور دوسری میں کیا لکھ رہا ہوں۔

سرفراز صاحب کا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت سے استدلال:

خان صاحب شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب شریعہ عقائد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمیں عہد اسلام کیلئے بوجہ اہمیت ثابت کرنا مثلاً علم غیب اور ہر ایک کی ہر جگہ فریاد سنا اور تمام مقدمات پر قدرت ثابت کرنا۔
(تفسیر عزیزی جلد اول ص ۵۲)

خان صاحب کے استدلال کا جواب

خان صاحب نے یہ جو عبارت پیش کی ہے اس میں علم غیب سے مراد ذاتی علم ہے اسی طرح قدرت سے مراد بھی ذاتی قدرت ہے واللہ تعالیٰ کی قدرت کے مشابہ ہونا اس کی دلیل یہ ہے کہ خود حضرت شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام اپنے نور نبوت کے ذریعے ہر دیندار کے دین پر مطلع ہیں کہ اس کے دین و ایمان کی کیا کیفیت ہے اور اس کی ترقی میں کون کونسی چیزیں

رکاوٹ ہیں اس نبی کریم علیہ السلام پٹی مت کے پیچھے اعلان کو بھی جانتے ہیں برے اعمال کو بھی جانتے ہیں اور اپنی مت کے حاصل کو بھی پہچانتے ہیں مدق کو بھی جانتے ہیں اسی وجہ سے سرکار علیہ السلام کی گویا مت کے حق میں قبول ہے۔

(تفسیر عزیزی جلد اول ص ۵۲)

اگر شاہ صاحب کی پہلی عبارت جو خان صاحب نے پیش کی ہے اس کا وہ مطلب یہ ہے جو خان صاحب باور کرنا چاہتے ہیں تو پھر شاہ صاحب کی اس عبارت کا کیا مطلب ہوگا کیوں کہ اس عبارت میں شاہ صاحب نے صاف طور پر نبی کریم علیہ السلام کیلئے علم غیب ثابت کیا ہے اسی طرح شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی کے پارہ نمبر ۲۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ غیب کی دو قسمیں ہیں مطلق غیب صافی تو عیب مطلق سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں ہر روزے پیش آنے والے واقعات کا علم اور قیامت کے بارے میں علم تو یہ اللہ تعالیٰ کے خاص عیوب میں سے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے ان خاص عیوب میں سے بعض عیوب پر اپنے نبیاء کو مطلع فرماتا ہے اور اسی مقام پر مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امیاء علیہم السلام کو غیب پر تسطع عطا فرماتا ہے مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض امیاء کرم سے لوح محفوظ کا مطالعہ کرنا بطور تواتر منقول ہے۔

اب خان صاحب کو یہ علم ہونا چاہیے کہ لوح محفوظ میں کیا کچھ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ہر شے اور چیز لوح محفوظ میں موجود ہے۔ (سورہ نعام پارہ ۲) اسی طرح ارشاد رہانی ہے ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہے۔

(پارہ ۲ سورہ القمر)

اسی طرح ارشاد رہانی ہے ہم نے ہر چیز لوح محفوظ میں بیان کی دی ہے۔

(پارہ ۲ سورہ یس)

کی طرح رشا روں ہے ہر چیز حور میں و اس میں غائب ہے وہ روح مظلوم پر موجود ہے سورہ النحل پارہ ۲۰ تو ب خان صاحب اندازہ لگائیں کہ حضرت شاہ کا ادبیہ کرام کے علم کے بارے میں کیا نظریہ ہے اور خان صاحب ادبیہ کیسے علم غیب کے عقیدے کو کفر قرار دے رہے ہیں اسی طرح حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ سورۃ غلور کی تفسیر میں آیت کریمہ۔

وما هو علی الغیب بضبین

کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم علوم غیبیہ پر بھل ظاہر کرتے ہیں انہیں ہے ب خان صاحب خیال کریں اور اس مر پر غور کریں کہ نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا الرحمن علم القرآن تو جب قرآن پاٹ میں تمام امور غیبیہ موجود رہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے قرآن پاک کا علم عطا فرمایا تو یہ مر ظہر میں اشمس ہو گیا کہ نبی کریم علیہ السلام کو علم غیب حاصل ہے اسی طرح شاہ صاحب آیت کریمہ دھننی و انیل او بجی کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام پر عالم غیب کے اندر تمام چھپی ہوئی چیزیں لند رب العزت سے ظاہر کر دیں۔

تصرفات کے بارے شاہ صاحب کا ارشاد:

حضرت شاہ صاحب تفسیر عزیزی سورۃ انعامات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ فالمدبرات امرا سے مراد بزرگان دین و ادبیہ کرام کی ارواح ہیں جو کائنات کا نظام چلاتی ہیں اس تفسیر میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ بعض اعلیٰ درجے کے ولی عظام جنہوں نے اپنے آپ کو لوگوں کی راسخائی اور تکمیل کے لئے وقف کیا ہوا تھا دنیا سے نکال فرمائے کے بعد بھی ان کو دنیا میں تصرف عطا کیا جاتا ہے اور بر رخی امور میں اس کا مصروف ہونا دنیاوی امور کی طرف ان کی توجہ سے

رکاوٹ نہیں بننا پر وہی سلسلے کے بزرگ ان سے کمالات باطنی کی تحصیل کرتے ہیں اور ارباب حاجات اور مشکلات ان سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں اور وہ بزرگ فوت ہونے کے باوجود ان کی مشکلات کو حل کرتے ہیں گویا وہ زہر حیات سے کہہ رہے ہوتے ہیں میں آئیم یہاں گر تو آئی جن گر تو جسم کے ساتھ میری طرف آئے گا میں اپنی روح سے تیری طرف متوجہ ہو چکا ہوں گا۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

حضرت شاہ صاحب فتاویٰ عزیزیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ادبیہ کرام کو کائنات میں تصرف حاصل ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ ص ۴۹)
اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ غوث پاک اور دیگر چند مشائخ اپنی قبور میں اسی طرح متصرف ہیں جس طرح ادبیہ زندگی میں متصرف تھے۔ فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۶۲

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تحفہ اشفاء عشریہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ال سمت والجمعت بلکہ تمام امت حضرت علی پاک اور آپ کی ولاد عباد کو پیروں مرشدوں کی طرح سمجھتے ہیں اور کائنات کے امور ان سے دستہ چلتے ہیں۔

(تحفہ شاہ عشریہ ص ۲۳۴)

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد

حضرت شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو بنا خلیفہ مقرر کرتا ہے اس کو رہین سہاں پر مکمل ہوشیاری و تصرف عطا فرماتا ہے زیر آیت ان جاعل فی الذی فی خلیفہ ان صاحب سے بھی تفسیر عزیزی پارہ ۵۲ صفحہ ۵۲ کا حوالہ پیش کیا ہے لیکن خان صاحب کو اسی جہد اور اس بارے میں ہماری پیش کردہ

عہدت نظر نہیں آسکی کاش خان صاحب اس کو بھی مد نظر فرمائیے شاہ علیہ الرحمۃ اسی تفسیر عزیز کے پارہ تیس میں سورۃ اقرار کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت خوجہ باقی باللہ نے ایک نان باقی کو اس کے مطابق کے مطابق اپنے جیسا بنادیا۔

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور فرمان

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب بستان المحمدین میں ایک برگ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت زروق فاضل سیہ برگ تھے جو شریف طریقت اور حقیقت کے جامع تھے اور علوم ظاہری اور علوم باطنی کے ماہر تھے پھر اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے ان کے دو اشعار نقل کیے ہیں اور شاہ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ان کا ایک قصیدہ ہے جو قصیدہ غوثیہ کی طرح ہے۔ ان کے جو دو اشعار شاہ صاحب نے نقل کیے ہیں وہ درج دیل ہیں۔

دہم دہدی جامع لہذا اذہم سطا جور الزمان بسکتہ

ان کنت فی ضیق و کرب و وحشتہ لہذا دہم دہدی و کنت بسرہ

میں اپنے مریدوں کی ہر پریشانیوں کو دور کرنے والا ہوں جب زمانہ اپنی سختیوں سے اس پر حمد آور ہو جائے مگر تو کسی مصیبت میں ہو یا تنگی میں ہو پریشانی میں ہو تو یہ زروق کہہ کر پکار میں فوراً میری مدد کو پہنچ جائے گا۔

تو خان صاحب کو چاہیے کہ شاہ صاحب کی ان تمام عبارتوں کو غور سے پڑھیں اور اپنے اس نظریہ پر نظر ثانی کریں کہ انبیاء کیسے علم غیب کا عقیدہ رکھنا اور تعارضات کا نظریہ رکھن شرک اور کفر ہے کیونکہ یہ سور کفر اور شرک ہوں تو شاہ صاحب کی منطقہ ۱۰ عبارتوں کی رو سے معاذ اللہ شاہ صاحب مشرک ثابت ہو جائیں گے لہذا شاہ صاحب کی عہدت کا وہی مطلب ہے جو ہم نے پہلے عرض کیا کہ نبیہ علیہم السلام

کیسے ذاتی علم غیب کا تسلیم کرنا اور ذاتی قدرت سے تصرف تسلیم کرنا یہ شرک ہے کیونکہ شرک کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کسی مخلوق میں ثابت کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی خاص صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی طور پر علم غیب جانتا ہے اور اس کی قدرت بھی ذاتی ہے یہی شاہ صاحب کی عہدت میں یہ الفاظ ہیں کہ لازم الوہیت نبیہ کیسے ثابت کرنا شرک ہے اور لازم الوہیت میں سے ذاتی علم غیب اور ذاتی قدرت ہے نہ کہ عطائی علم غیب اور عطائی قدرت ہے۔

خان صاحب کا قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب ارشاد العالیین کے حوالے سے لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ خدا رسوں اس بات پر گواہ ہیں تو وہ کافر ہو جاتا ہے رزق پہنچانے اور ان کو دوسرے بلا دور کرے مرض سے شفاء بخشنے وغیرہ کی نسبت ان سے مدد طلب کرنا کفر ہے۔

خان صاحب کا یہ عہدت نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علم غیب کا عقیدہ رکھنا یہ کفر یہ عقیدہ ہے ہم قاضی ثناء اللہ صاحب کی عہدت سے علم غیب ثابت کریں گے۔ حضرت قاضی صاحب تفسیر مظہری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام تنگناہستہ کو چاہتے ہیں اور آیت کریمہ

وما یعلم غایبہ لا اللہ

میں حصر اضافی ہے۔ جس طرح آیت کریمہ

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب لا اللہ

میں حصر اضافی ہے۔ اسی طرح قاضی صاحب

عنمت عالم تکن نعم

کی تفسیر میں لکھتے ہیں

من الاسرار والسمیات

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کو تمام سررار اور غیب کی باتیں بتا دیں اسی طرح قاضی صاحب علیہ رحمۃ اللہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پید فرمایا اور آپ صلی علیہ وسلم کو قرآن پاک سکھایا جس میں تمام

ماکان وما یکون

کا زں سے لے کر ہر ایک بات ہے اسی طرح قاضی صاحب آیت کریمہ

علم الانسان ما لم يعلم

کے تحت لکھتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد نبی کریم علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام

ماکان وما یکون

کا علم عطا کر دیا ہے اسی واسطے قاضی صاحب نے یہ شعر نقل کیا ہے۔

فان من جود الله الدنيا وصورتها ومن علومه علم نوح والقسم

اسی طرح قاضی صاحب آیت کریمہ

يسئلونك عن الروح

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب وہی کی شان یہ ہے کہ

كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصره

تو جب اس سے بھی روح کا علم مخفی نہیں ہو سکتا تو سید لکھنوی صلی علیہ وسلم سے کیسے روح کا علم مخفی رہ سکتا ہے اسی طرح قاضی صاحب

قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے بغیر کوئی علم

غیب نہیں جاسکتا جو بھی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ہی چاہتا ہے۔

اسی طرح آیت کریمہ

ثم ان عينا بيا له

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو محکمات اور تشبیہات کا علم عطا فرمائے یعنی اسی کے ذمہ کرم پر ہے

خان صاحب نے جو قاضی صاحب کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش

کی ہے کہ اس کو مشکل کشا سمجھنا شرک ہے۔ قاضی صاحب تفسیر مظہری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ولیوں کی روحوں کو ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ زمین و آسمان میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں دوستوں کی مدد کرتے ہیں دشمنوں کو ہدایت کرتے ہیں اور بہت سارے اویام سے انکو اثر منقول ہے کہ وہ دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہدایت کرتے ہیں ہندو قاضی صاحب کی یہ صریح عبارت کے ہوتے ہوئے حسن ظن یہی ہے کہ خان صاحب نے جو ارشاد الطائین کی عبارت پیش کی ہے وہ یقینی عبارت ہے۔

نوٹ

خان صاحب نے ارشاد الطائین کی ایک اور عبارت پیش کی ہے کہ یا شیخ

عبدالقادر جیلانی شیاء اللہ کہنا شرک ہے۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

ہم چھپے وفاق میں نقل کر چکے ہیں کہ حضرت شادون اللہ محدث دہلوی سے

ارشاد فرمایا کہ حاجات پوری کرنے کیلئے ایک سو گیارہ دریا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء اللہ پڑھنا چاہیے سب حاجات صاحب ہی ہل میں کہ شادون اللہ صاحب قاضی صاحب کے

استاد ہیں کیا قاضی صاحب نے سچے استاد صاحب کو شرک قرار دے دیا ہے۔ یہی طرح لٹاوی خیر یہ جلد ۲ صفحہ ۸۱ پر ہے کہ بہت سارے بزرگان دین یا شیخ عبد القادر جیلانی شہداء پڑھا کرتے تھے اس میں حضور غوث پاک سے لٹاوتالی کے واسطے سے کوئی چیز عصب کی جارہی ہے اس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہے اب خان صاحب ہی بتلائیں کہ علامہ خیر مدین رلی جو بلند پایہ فقیہ تھے اور صاحب درمختار کے استاد تھے کیا وہ مشرب تھے بیز خان صاحب سے ایک سو ب یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ وظیفہ مشرکانہ وظیفہ ہے لیکن ان کے حکیم الامت اور علی نقوی اور مدد الفتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ سلیم اللہم اور صحیح عقیدہ کیلئے یہ وظیفہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح کی ایک عبارت فیض بہاری کے اندر بھی موجود ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۴ ص ۱۹۳)

اب سرفراز صاحب سے سوال یہ ہے کہ آپ اس وظیفہ کو مشرکانہ کہتے ہیں جبکہ ان کے حکیم الامت اور ابن حجر مکی اور شاہ کشمیری اس کو جائز قرار دیتے ہیں نیز نقوی صاحب کے یہ لفظ قابل غور ہیں کہ سلیم اللہم کیلئے یہ وظیفہ پڑھنا جائز ہے خان صاحب یہ بتلائیں کہ وہ سلیم اللہم ہیں یا نہیں اگر سلیم اللہم ہیں تو اس کو بھی یہ وظیفہ پڑھنا چاہیے اور اس کو شرک کہنے سے باز آ جانا چاہیے اور اگر سلیم اللہم نہیں ہیں تو بے شک نہ پڑھیں لیکن اہل سنت کو تو منع نہ کریں وہ تو بھروسہ تعالیٰ سلیم اللہم ہیں۔ ہم خان صاحب کو گزند نہیں کرتے ہیں کہ وہ یہ شعر پڑھیں۔

سے میرے ہاتھ آرزو کیا ہے ہاتھ ہائے تو
کلما۔ تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

مذکورہ بالا شعر خان صاحب کے مختصائے حال کے مطابق ہے اور خان صاحب کو ہم یہ بھی گزارش کرتے ہیں کہ ہم تو اپنے پرانے نظریے پر قائم ہیں ہمارے مسلک کے اندر اس طرح کی بھانت بھانت کی بھڑکیاں نہیں ہیں کہ ایک عام ایک چیز

کو شرک قرار دے اور دوسرے عالم اس کو جائز قرار دے دے ہمارے حال کے مطابق یہ شعر ہے جو خان صاحب نے خود اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴ پر نقل کیا ہے۔
وہ میری گلی کی قیامتیں کہ لحد کے مردے کھڑے تھے
یہ میری جبین نیو تھی کہ جہاں دھری تھی دھری رہی

خان صاحب کی ایک شکایت کا ازالہ:

خان صاحب نے شکایت کی ہے اہل سنت حضرات ہمیں چڑانے کیلئے ہمارے یہ شرکیہ اشعار پڑھتے ہیں۔

امداد کن امداد کن از رنج غم آزاد کن
وردین و دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادر

خان صاحب کی اس شکایت کا ازالہ کرتے ہوئے ہم عرض کرتے ہیں قاسم نانوتوی صاحب ہائی دیوبند لکھتے ہیں۔

کہ مدد کرے برم حمدی

کہ نہیں تیرے سو قاسم ہے کس کا کوئی حاشی کا
جو تو ہی ہم کو نہ پڑھتے

کون ہے گا تیرے سو میر غم خواہ

اب خان صاحب یہ بتلائیں کہ نبی کریم علیہ السلام بھی طیر اللہ ہیں حضور غوث پاک بھی غیر اللہ ہیں اگر سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کرنا شرک نہیں تو پھر حضور غوث پاک سے استغاثہ کرنا بھی شرک نہیں ہے کیا شرکیہ شعر لکھنے جائز ہیں اور پڑھنے حرام ہیں میر خان صاحب اگر اپنے قلب عام رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ رشیدیہ دیکھ لیتے جس میں گنگوہی صاحب کہتے ہیں اگر کوئی شیخ عبد القادر جیلانی سے

مدد طلب کرے اور یہ سمجھے کہ عوٹ پاک پٹی ذاتی قوت سے نہیں بلکہ اللہ کے اور سے اور اس کے اطلاع دینے سے میری حاجت پر مطلع ہو جائیں گے درمیری حاجت پر آمہی کر دیں گے تو یہ شرک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۵۲)

گنگوہی کا اپنے بارے میں اعلان:

گنگوہی کہتا ہے کہ من مطلق وہی ہے جو میرے منہ سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں مگر سچات موقوف ہے میری اجازت پر۔ (تذکرہ الرشیدیہ ص ۳)

سرفراز صاحب کو چاہیے کہ جناب وہ اس طرح کے شعر میں امداد کن امداد کن رخ تو گنگوہی صاحب کا تذکرہ الرشید والہ فرماں احمد اور فتویٰ رشیدیہ والا فتویٰ جو ہم سے ابھی اوپر ذکر کیا ہے گنگوہی صاحب کے یہ دونوں اقوال ذہن میں رکھا کریں انشاء اللہ کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

سرفراز صاحب کا معجزات کے غیر اختیاری ہونے پر احادیث سے استدلال:

مولوی سرفراز صاحب نے ایک روایت نقل کی ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام غسل فرما رہے تھے کہ پتھر کے کپڑے لے کر بھاگ گیا اور موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے بھاگے اور یہ فرماتے رہے کہ سے پتھر میرے کپڑے سے لیکن پتھر سے ان کی کوئی بات نہ کی اور کپڑے لیکر جمع کے سامنے چلا گیا تو سرفراز صاحب کا استدلال اس امر سے ہے کہ اگر یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے بس اور اختیار سے صادر ہوتا تو پھر پتھر آپ کے کہنے پر رک جاتا۔

سرفراز صاحب کا جواب:

مولوی سرفراز صاحب کا اس حدیث سے استدلال گمراہان کے عقلی التماس کو خطا ہر کرتا ہے کیونکہ دلائل سنت کا یہ دعویٰ تو نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام معجزات کے صدور میں اس طرح اختیار ہیں کہ اللہ رب العزت کی مشیت نہ بھی ہو تو پھر بھی معجزہ ظاہر کر دیتے ہیں چونکہ اللہ رب العزت کو یہاں یہ دکھانا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے اندر کسی قسم کا کوئی جسمانی عیب نہیں ہے اور جس چیز کا انبیا نے الزام لگایا تھا کہ ان کے اندام بھائی میں کوئی نقص ہے تو ظاہر بات ہے اس کو بغیر دیکھے کے تسلیم نہیں ہو سکتی تھی اس لئے اللہ رب العزت کا حکم ہی تھا کہ وہ کپڑے لے کر جمع کے سامنے چلا جائے تاکہ موسیٰ علیہ السلام بھی اس پتھر کے پیچھے چلتے ہوئے اس جمع کے سامنے پہنچ جائیں تاکہ ان کو عین یقین حاصل ہو جائے کہ موسیٰ علیہ السلام ہر قسم کے جسمانی نقص سے پاک ہیں کیونکہ حدیث پاک ہے۔

یس لعنہم کاسماعیلة

اور یہ حدیث پاک مستدام میں مستحجج ہے تو ظاہر ہے جس طرح ان کو مشہدہ کرنے میں تسلی ہوں نہ ہائی بلکہ لے سے نہ ہوتی۔ نیز ارشاد ہادی تعالیٰ ہے۔

فیراہ اللہ مما قالوا وکان عندہ لیلہ وجہہا

اور خان صاحب نے امام نووی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے پتھر پر نشان ہر جا کے حوالہ سے بھی معجزہ کے غیر اختیاری ہونے پر استدلال کیا ہے حالانکہ یہ امر معجزہ کے قیاری ہونے پر دلیل ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ پتھر پر پنا عصارہ تھا چونکہ آپ غصہ میں تھے تو ظاہر بات ہے آپ کی چاہت تھی کہ اس پتھر کو ضرب لگائی جائے اور اس کو تکلیف پہنچے تو یہ تو ایسا معجزہ

ہے جو ان کے اختیار سے صادر ہو اور خان صاحب نے اس کو غیر اختیاری ہجرت کی حد میں شمار کر دیا تو خان صاحب نے یہ شعر لکھ کر گویا اپنی ہی ترجمانی کی ہے۔

رہے نہ مل بصیرت تو ہے خرد چمکے
فروغِ لکس ہوا عقل کے راہ کے بعد

نوٹ۔

خان صاحب نے جو روایت پیش کی ہے وہ بخاری و مسلم میں موجود ہے۔

خان صاحب کا دوسرا استدلال:

خان صاحب حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ پندرہ سال تک جانی و مادی تکلیف میں مبتلا رہے پھر تقدرب العزت نے ان کو فرمایا۔

ارکض ہر جملک ہدامتسل ہادو شراب

یعنی یوسف ثلاث ماراپنے پاؤں سے چشمہ نکل لہانے کو شہدا اور پینے کو تو خان صاحب کا اس سے استدلال یہی ہے کہ یہ یوسف علیہ السلام کا معجزہ ہے لیکن ان کے ارادے و اختیار کو اس میں دخل نہیں ہے کیونکہ خان صاحب کہتے ہیں کہ اگر یہ معجزہ ان کے ارادے سے صادر ہو تو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہلے دعا کرے کی ضرورت پیش نہ آتی اور وہ یہ دعائے کرتے۔

انی مسی الضر والیت ارحم الراحمین

اور یوسف علیہ السلام نے پکارا کہ اے رب مجھ پر تکلیف پڑی اور تو زیادہ رحم کرنے والا ہے رحم کرنے والوں میں۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

خان صاحب کا یہ استدلال کہ اگر یوسف علیہ السلام معجزہ کے صدور میں با اختیار ہوتے تو ان کو دعا کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن حضرت کا یہ استدلال بالکل رکیک ہے کیونکہ مل سنت کا یہ نظریہ نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے مستثنیٰ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کرنے کے محتاج نہیں ہیں نیز خان صاحب یہ رشاد فرمائیں کہ یوسف علیہ السلام نے جب اپنا پاؤں زمین پر مارا تو کیا وہ یہ چاہتے تھے کہ پانی کا چشمہ ظاہر ہو جس سے میں غسل کروں اور اس کا پانی پیوں یا آپ نہیں چاہتے تھے وہ دوسری شق تو بدلتا ہوا مائل ہے تو پھر پہلی شق ہی متعین ہوگئی تو پھر اس سے تو اس معجزہ کا ان کے ارادے و اختیار سے صادر ہونا ثابت ہو گیا نیز سر فرما صاحب یہ فرمائیں کہ اس آیت کریمہ سے آج تک کسی مفسر نے استدلال کیا ہے کہ ہجرت نبیاء علیہم السلام کے بغیر ارادے کے صادر ہوتے ہیں مگر نہیں یہ تو پھر خان صاحب کو یہ جرات کیونکہ ہوئی پھر خان صاحب کا یہ لکھنا بھی عجیب ہے کہ پانی کا چشمہ جاری کرنا اور پانی بیماری و تکلیف کو رفع کرنا در سوسے اور چاندی کی نڈیاں برسانا اگر ان کے اس میں ہوتا تو حسب آپ کا دل چاہتا ان کو ظاہر فرما دیتا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام مقام امتحان میں تھے اور تقدرب العزت کی طرف سے جو امتحان کی مدت مقرر تھی وہ پوری ہوئی تھی کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سب سے زیادہ تکالیف اور آزمائشیں نبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں پھر جو ان کے قریب ہوں پھر جو ان کے قریب ہوں تو اللہ رب العزت کے نزدیک جس کا جتنا قرب رہا وہ ہوتا ہے اتنی ہی اس پر آزمائش زیادہ ہوتی ہے۔ اگر خان صاحب کا یہ استدلال صحیح ہے کہ مگر یہ معجزہ ان کے اختیار میں ہوتا تو پہلے صادر کر دیتے تو پھر اس سے تو یہ بھی

رم آئے گا۔ کہ اگر یوب علیہ السلام مستجاب الدعوات ہونے تو اس کی دعا فوراً قبول ہو جائے دان ہوتی تو جب تکلیف شروع ہوتی تھی اس وقت فوراً دعا کر بیٹے تو خان صاحب کو غور کرنا چاہیے کہ نبیاء علیہم السلام کے افعال میں کتنی حکمتیں ہوتی ہیں اس لئے ہمیں خواہ مخواہ ایسے معاملات میں ٹانگ نہیں ڈینی چاہیے۔

کار با کا بر قیاس از خود مکبر

گر چہ مانند دروشتن شیر و شیر

خان صاحب نے اس مقام پر یہ روایت بھی پیش کی ہے کہ حضرت یوب بچے ہوئے غسل فرما رہے تھے تو ر پر مارنے کی نڈیاں برس شروع ہو گئیں انہوں نے اپنے کپڑے میں ت کو سیننا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوئی کہ یوب کیا میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کر دیا فرمایا کیوں نہیں مگرے مالک مجھے تیری برکت سے مستغنا نہیں ہو سکتی۔ (بخاری و مسلم)

خان صاحب کا یہ استدلال بھی بالکل الٹا ہے کیونکہ اس سلسلہ میں ہات سے بالکل قائل نہیں ہیں کہ نبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے بے یار ہیں بلکہ وہ ہر ان اور ہر غلط بدعتوں کے کرم کے محتاج ہیں بلکہ اس حدیث پاک سے تو وہابیہ کے عقیدہ کی تردید ہوتی ہے کیونکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ رسوں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہاں یوب علیہ السلام کے چاہنے سے رسوں کی نڈیاں حاصل ہو گئیں و ساری تکالیف بھی دور ہو گئیں نیز وہابیہ کے اس عقیدہ باطلہ کی بھی اس حدیث سے تردید ہوتی کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں کیونکہ جب یوب علیہ السلام سونے اور چاندی کے خرمن کے مالک بن گئے جیسا کہ خود خان صاحب نے نقل کیا ہے کہ دو ہول کے لکڑے آئے در یک کے خرمن کے خرمن پر سوے کی نڈیاں برس گیا اور دوسرا ان کے جو کے خرمن پر چاندی کی نڈیاں برس گیا تو جب

سیدنا یوب علیہ السلام اس چیزوں کے مالک و مختار بن دیئے گئے تو پھر نبی کریم علیہ السلام کے ہارے میں اس طرح کہنا کتنی بڑی گستاخی ہے کہ وہ کسی شے کے مالک و مختار نہیں ہیں۔

خان صاحب سے ایک استفسار:

خان صاحب نے اپنی اسی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ دجال جب آئے گا تو آسمان اس کے کہنے پر بارش نازل کر دے گا ورنہ اس کے قبضے اور فقیر میں ہوں گے تو جب دجال کیلئے خان صاحب اتنے فقیر تے ہوتے ہیں کہ آسمانوں پر بھی اسی کا تصرف ہو نہ میں پر بھی اس کا کنٹرول ہو تو پھر سیدنا یوب علیہ السلام کیلئے پانی کے چشمے جاری کرنے کی قدرت تسلیم کرنے میں خان صاحب کیوں بیت و صل سے کام لیتے ہیں اگر دجال جیسا کہ دین فخر اللہ تعالیٰ کے قدرت دے دے سے آسمان سے بارش نازل کرو سکتا ہے تو سیدنا یوب علیہ السلام اپنی ایذا سے پانی کے چشمے اللہ کی قدرت سے کیوں نہیں جاری کر سکتے جو خدا ایک کافر اور بے دین شخص کو پانی برسانے کی قدرت دے سکتا ہے تو وہ اپنے محبوب و رنجی کو چشمہ جاری کرنے کی قدرت کیوں نہیں دے سکتا مگر دجال کو قدرت دینے سے اللہ تعالیٰ کی توحید میں فرق نہیں ہوتا کیوں کہ اس کا اختیار الہی ہے اور اچانک عطا ہو گا ورنہ یوب علیہ السلام کا معجزہ اگر ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہو جائے تو اس سے بھی توحید حد و حدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا دین ہندی و ہرم میں نبیاء و پیغمبر ہی غیر اللہ ہیں دجال غیر اللہ نہیں ہے۔

نوٹ:

دجال والی حدیث پاک مسلم شریف اور ترمذی شریف میں موجود ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کا ایک اور استدلال:

سرفراز صاحب ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ والے واقعہ کو نقل کر کے یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت سارہ کی عزت کا تحفظ رہنا بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ ہے کیونکہ آپ نے دعا فرمائی اور آپ کی دعا کی وجہ سے ظالم بادشاہ اپنے مقصد میں ناکام رہا تو سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ یہ س کا معجزہ تو ہے لیکن اس میں ان کے ارادے اور کسب کو دخل نہیں ہے۔

سرفرازی استدلال کا رد:

خان صاحب کو استدلال کرتے وقت کم از کم اپنے ہوش حواس میں رکھتے چاہیں جب اس کا دعویٰ یہ ہے کہ کسی معجزہ کے اندر کسی نبی کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا تو ان کی اس دلیل سے اس کا یہ دعویٰ کیسے ثابت ہوگا کیونکہ اس حدیث میں تو اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ کرامت اور معجزہ ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوا سرفراز صاحب ہی بتلا نہیں کہ اچھے بھٹے تندرست آدمی کے ہاتھوں کا شل ہو جانا یہ امر عادی ہے یا غیر عادی اگر عادی ہے تو کتاب لکھتے وقت آپ کے ہاتھ کیوں نہیں شل ہو جاتے اور کلام کرتے وقت زبان کیوں نہیں ماؤف ہوتی تو ثابت ہو کہ اس کے ہاتھوں کا شل ہو جانا یہ امر خرق عادت تھا تو یہ خرق عادت بھی ان کے ارادے سے صادر ہوا ہوتا رہا یا نہ رہا کہ اگر یہ معجزہ ان کے ارادے سے صادر ہوا ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پوچھنے کی کیا ضرورت تھی کہ ظالم بادشاہ کا کہنا اسی میں ہوا تو گویا خان صاحب کا یہ مطلب ہے کہ سو سال کا مقام پر کیا جاتا ہے جہاں پہلے کسی کو واقعہ کے بارے میں پتہ نہ ہو تو کم از کم حال صاحب نے یہ آیت کریمہ پڑھی ہوتی تو یہ دوسرہ نہ خود ان کے

ذہن میں آتا، ورنہ ہی یہ دوسرہ لوگوں کے ذہنوں میں آسکتے۔

کندلث بری ابراہیم ملکوت السموت والارض ویکون من المومنین جس اہستی کو اللہ رب العزت نے عرش سے کرختی تھی تک تمام بادشاہی دکھ دن ہے ان سے یہ واقعہ کیسے چھپ سکتا ہے انہوں نے محض اپنی دعا کا عملی نتیجہ معلوم کرنے کیسے یہ سو فرمایا تاکہ جو س کی رہاں مہربان سے بھی ان کا مستجاب الدعوات ہوتا اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا مستجاب الدعوات ہوتا ثابت ہو جائے نیز یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ بن کو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر مزید یقین دلانے کیسے سوال فرمایا ہو کہ جہاں بظاہر اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی سہارا نہیں تھا تو اللہ رب العزت نے اپنے خاص فضل و کرم سے اپنے خلیل علیہ السلام کی عزت کا بھی تحفظ فرمایا اور ان کی زوجہ مطہرہ کی عصمت کا بھی تحفظ فرمایا بلکہ اس حدیث پاک سے تو دہا یہ کے ایک در احتراض کا جواب ہو جاتا ہے دہا یہ نبی پاک علیہ السلام کے علم غیبی فی میں اکثر یہ واقعہ پیش کرتے رہتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت نکالی گئی تو نبی کریم علیہ السلام پریشان ہوئے اگر علم غیب ہوتا اور وحی آنے سے پہلے اس کی پاکدامنی کا یقین ہوتا تو آپ پریشان کیوں ہوتے۔ تو حال صاحب کی نقل کردہ حدیث سے ہی ثابت ہو گیا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کی عصمت کی حفاظت کی خاطر اس ظالم بادشاہ کے پاؤں زمین میں دھبہ اپنے تو جب ہی رہا علیہ السلام نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا تو پھر نبی کریم علیہ السلام کو اپنی زوجہ مطہرہ کے تقدس کے بارے میں بدگمانی کیسے ہو سکتی تھی کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کی زوجہ مطہرات کی شان یہ ہے۔

بإسماء النبی لستن کا حلیہ النساء

اسی طرح آیت کریمہ

انما یرید اللہ لیلک عنکم الذی اهل لیلک ویظهرکم لظہور
تو ابراہیم علیہ السلام کے متعلق نقل کردہ مذکورہ بالا حدیث پاک سے معذور قتل و قہم
والا انسان بھی اس سر کا بخوبی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہم السلام
کی زوجہ مطہرات کی عصمت کا تحفظ کرنا اپنے ذمہ کرم پر لیا ہو ہے تو کیا نبی کریم
علیہ السلام جن کا عقل مبارک پوری کائنات میں سے مانوس درجے زیادہ ہے اور پھر
آپ نے سیدہ فاطمہ علیہ السلام کا واقعہ خود بیان فرمایا تو پھر سرکار علیہ السلام کو معاذ اللہ کسی
قسم کا شک کیسے ہو سکتا ہے تو تعجب ہے وہابی حضرات پر کہ جن حدیث سے کلمات
انبیاء علیہم السلام پر روشنی پڑتی ہو نبی کو اپنی سیدہ زہری کی وجہ سے کلمات نبیاء علیہ
السلام کی نفی میں پیش کر دیتے ہیں۔

بیز خان صاحب کا یہ سمجھنا کہ معجزہ صرف وہ ہوتا ہے جو کسی کے ہاتھ پر
صادر ہو یہ بالکل غلط نظریہ ہے بلکہ جس طرح معجزات انبیاء علیہم السلام کے دست
القدس پر ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح ان کی دعاؤں سے بھی ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں
بلکہ اس حدیث پاک سے وہابیہ کے اس عقیدہ باطلہ کا رد ہوتا ہے کہ رسول کے چاہنے
سے کچھ نہیں ہوتا اب خان صاحب ہی بتلائیں کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام یہ
چاہتے تھے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی عصمت محفوظ رہے کہ نہیں چاہتے تھے
دوسری شق بالکل باطل ہے تو پھر پہلی شق ہی متعین ہوگئی تو جب پہلی شق متعین ہوگئی تو
وہابیہ کا یہ نظریہ زمین بوس ہو گیا بیز وہابی حضرات یہ بتائیں گے جس کو آپ دوست
بتلائیں تو آپ اس کی خوشامیث پوری کرتے رہتے ہیں اور جن کو اللہ رب العزت
جیسی ہستی پر دوست بنائے کہ قاب اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ بریم غنیاً تو کیا اللہ رب
العزت ان کی خوشامیث پوری نہیں فرمائے گا اگر وہابی حضرات یہ کہیں جو کہ سہیل
دہلوی نے لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اس سے مراد صرف نبی علیہ

السلام کی ذات تو پھر اس پر یہ شکاں ہوگا کہ کیا تم کو صرف اس سے بھس بے جس کا
قہم کلمہ پڑھتے ہو۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ تھی
نہر پوا کلمہ پڑھانے کا بھی حسان گیا
وہ بیمار تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بسر
اس تجھ کو کھانے چپ مقرر تیرے دل میں کس سے غلام ہے

مولوی سرفراز کا ایک اور مغالطہ:

خان صاحب نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت یوشع بن نون علیہ
السلام نے مرض مقدسہ پر حملہ کیا اور شہر کے قریب پہنچ گیا اور ہفت کی رات پہنچا اور
سورج غروب ہونے پر ہی تھا تو انہوں نے یہ دعا کی ے اللہ سورج کو ہمارے سنے
روک دے تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو حرکت کرنے سے روک دیا اور وہ علاقہ اللہ تعالیٰ
سے حضرت یوشع کے ہاتھ پر فتح کر دیا۔ سرور صاحب کہتے ہیں کہ اگر یہ معجزہ ان کا
ذاتی فعل ہوتا تو انہیں دعا کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

سرفرازی مغالطہ کا ازالہ:

مولوی سرفراز صاحب کا یہ استدلال بالکل لغو ہے کہ یہاں حضرت یوشع بن
نون کا سب نہیں تھا کیونکہ دعا مانگ بھی تو اس کا ہی سبب ہے خان صاحب ہی بتلائیں
کہ جب انہوں نے دعا کی کہ ے اللہ سورج کو روک دے تو کیا انہوں نے اس امر کا
ارادہ کیا تھا کہ نہیں کہ سورج رک جائے تاکہ ہم آج کے دن جہاد سے فارغ
ہو جائیں یا نہیں چاہتے تھے ظاہر بات ہے یہ شق تو بالکل باطل ہے تو پھر پہلی شق ہی
متعین ہوگئی اور سب کی بھی یہی تصرف ہے کہ سپہ ارادے اور غیور کے ساتھ کس

مرکی طرف متوجہ ہو جانا اور اللہ رب العزت کا اس فعل و وجود میں سے آئینہ خلق ہے
فیض سورج کا غروب ہونے میں تاخیر کر دینا یہ سرخ رقیق عادت ہے تو اس حدیث پاک
سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ امور خارقہ بعد ازت، لکھو، علیہم السلام کے ارادے
سے صادر ہوتے ہیں۔

نیز اس حدیث پاک سے وہابیہ کی اس عقیدہ کی تصحیح ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اگر صاحبِ کلام یہ استدلال صحیح ہے کہ اگر حضرت یحییٰ بن لون متصرف ہوتے تو سورج کو خود ہی حکم دیتے کہ رک چاہیں دعا کی ضرورت پیش نہ آتی تو پھر انہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ پر متصرف تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بار سورج کو حکم دیا کہ ٹھہر جا ابھی عروبہ نہ ہونا چاہی تھی یہ حدیث مرسل ہے۔

عقلمندی نے مجمع الزوائد کے اندر اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے اور حضرت مد علی قادری علیہ الرحمۃ نے موضوعات کبیر میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے ہم تاریخین کی تسلی کیسے اصل عربی الفاظ پیش کر رہے ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لآخرت ساعدۃ من النہار پھر کیا حال صاحب نبی کریم علیہ السلام کو سورج پر مشرف تسلیم کر لیں گے؟ کاش سر فرار صاحب اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم کا ہی مطالعہ کر بیٹے کس میں اسماعیل دہلوی صاحب صاف طور پر لکھتا ہے کہ ادباء گروہ نے عذری مرتب لوگ ہوتے ہیں کہ عام مثال اور عام شہادت میں تعریف کرنے کے مطلقاً نا و ن ہوتے ہیں اور ہر کو حق پہنچتا ہے کہ یہ کہیں کہ عرش سے بے کرفرش تک ہماری حکومت ہے۔ (صراط مستقیم ص ۱۳۴)

سرفراز تھے۔ امام نووی کا ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا یہ مجزؤ تھی لیکن حضرت یہ بتائیں کہ امام نووی سے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مجزؤ

س کے ردے اختیار کے بغیر صادر ہو جو نقطہ شہزادیں کہ کھیں سوچیں وہ خات صاحبہ کو کیسے سوچا گیا خیر مام سووی علیہ الرحمۃ حدیث جریح کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ کرمات بعض اوقات دیہ کے راوے درختوں کے ساتھ صادر ہوتی ہے تو حضرت کو مام سووی کے اس طرح کے حوالے کیوں نظر نہیں آتے درحسرت ال کے غیر متعلق حوالہ جات پیش کرتے رہتے ہیں جن کا اصل دعویٰ ہے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

معجزہ کا غیر اختیاری ہونے پر خان صاحب کا ایک اور غلط استدلال:

مرزا صاحب نے اپنی کتاب راہِ ہدایت کے صفحہ ۹۹ پر تحریر کیا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام جب معراج کے سفر سے واپس تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے آپ سے بیت مقدس کی عداوت دریافت کیں تو نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے وہ عداوت مسیح مسخر نہیں تھیں اور نہ میں ان کے مگنئے کیسے گیا تھا اس کے بعد سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اتنا پریشان ہو کہ تباہی نہیں ہو تھی تو اللہ تعالیٰ نے بیت مقدس کو اٹھ کر میرے سامنے پیش کر دیا ورنہ جو کچھ مجھ سے پوچھتے ہیں دیکھ کر بتا دیتا اس سلسلے میں میں عداوت صاحب سے بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے تو خان صاحب کا استدلال اس میں یہ ہے کہ بیت مقدس کا اس وقت آپ کے سامنے پیش کیا جانا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امر ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

سہ فرامی استدلال کا رد

خان صاحب کا یہ استدلال بھی بالکل ناقص ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بھی چاہتے تھے کہ میں بیت المقدس کی ان عمارت کے بارے میں بتاؤں تو اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اس امر پر قدرت دے دی کہ آپ علیہ السلام ان کو ان کے ہر سوال کا جواب دے دیں تو اس سے تو نبی کریم علیہ السلام کی رخصت شان کا پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی پریشانی کی وجہ سے اللہ رب العزت سے بیت المقدس آپ کے پیش نظر مر رہا تو اس سے بھی وہابیہ کے عقیدہ باطلہ کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کی تردید ہوتی ہے میری نبی کریم علیہ السلام کا بیت المقدس کے بارے میں حالات بتلانا یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے جیسا کہ خود حال صاحب نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر شاہ عبدالعزیز سے نقل کیا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ یہ معجزہ آپ کے ارادے اور اختیار سے صادر ہو خان صاحب ہی بتائیں کہ جب نبی کریم علیہ السلام کو بیت المقدس کے حالات کی خبر دے رہے تھے تو وہ خبر دینا نبی کریم علیہ السلام کی رہاں مبارک سے ہا رادہ صادر ہو یا تھا یا بغیر ارادے کے تو دوسری شق کا تو کوئی دی شعور امتزاج نہیں کر سکتا تو پھر پہلی شق ہی متعین ہوگئی خان صاحب جو دہور کریں کہ جب ہم کسی کو کسی آتش کی خبر دیں تو ہم تو اپنے اپنے اور اختیار سے رہتے ہیں تو کیا نبی کریم علیہ السلام جب کسی کو خبر دیتے تھے تو کیا الفاظ آپ کے ارادے اور اختیار کے بغیر آپ کی زبان سے نکل جاتے تھے یہذا خال صاحب کچھ خدا کا خوف کریں یہ بہت بڑی بیسی سوچ ہے کہ دجاں کے مستدرجات میں تو اس ارادے اور اختیار کو تسلیم کیا جائے لیکن انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں ان کو معاذ اللہ پھر کی طرح بے اختیار سمجھ جائے کیا خان صاحب نے یہ حدیث قدسی نہیں پڑھی کہ من عادی و ولی فقد آذنتہ باعراب بخاری شریف جو میرے کسی دن کے ساتھ حدوت رکھے گا اس کے ساتھ میری طاعت جنگو ہے۔ تو جس آذنی کو نبی الامین علیہ السلام کے ساتھ بعض ہوتو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا عطا جنگ ہوگا۔ یہذا

خال صاحب سے گزارش یہی ہے کہ اپنی سوچ پر نظر ثانی کریں اور بہتر یہی ہے کہ تو نہ کر کے سنی ہو جائیں اور اپنے آپ کو جہنم کی سیاہ آگ سے بچائیں۔

خان صاحب کی ایک اور غلط فہمی:

خال صاحب ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

انہی لاعرف حجرة البكة كان يسلم على قبل ان ابعث انہی لاعرفہ الا ان مولوی سرفراز صاحب اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو پتھر کا سلام دینا یہ آپ کا معجزہ ہے اور معجزہ کا سوال بحث کے بعد ہی پیدا ہو سکتا ہے قبل از نبوت معجزہ کا کیا مطلب خال صاحب کہتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے پتھر کو یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ مجھے سلام کرے۔

خال صاحب اس عبارت میں عجیب خبط کے اندر مبتلا ہوئے جس پر ان کی یہ عبارت دلیل ہے کہ معجزہ کے اختیاری و رکبی ہونے کا سوال تو بحث کے بعد ہی پیدا ہو سکتا ہے قبل از نبوت معجزہ کا کیا مطلب اور اس سے پہلے عدم نووی سے یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ پتھروں کا سلام دینا نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ ہے تو گویا دو مقتضاد عبارتیں لکھ دیں یہ بھی لکھ دیا کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ اور نبوت سے پہلے کی بات ہے اور یہ بھی لکھ کہ قبل از وقت نبوت معجزہ کا کیا مطلب؟ تو جو آدمی ایک ہی عبارت کی دو سطروں کے اندر متوازن کلام نہیں کر سکتا تو وہ بزم خویش ملت وہابیہ کا بے ہوش ترجمان بنا بیٹھا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جس کو میں اب بھی پہچانتا ہوں وہ اس دنوں مجھے سلام کہا کرتا تھا جب مجھے جنت سے سرفراز کیا گیا تو خان صاحب نے یہ روایت بھی نقل کی ہے تو اس

روایت کو نقل کرے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگرچہ ہوت وراثت آپ کو مل چکی تھی لیکن بعثت کے بالکل ابتدائی ایام میں تو صفحہ ۱۰ پر فرمایا کہ یہ موت سے پہلے کی بات ہے اور صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ موت وراثت آپ کو مل چکی تھی لیکن بعثت نے اندازہ ایام تھے تو حضرت کو چاہیے کم از کم کچھ تو سوچ کر بات کیا کریں متعین و متناقص باتیں کرتے ہیں مگر عام ہونے کے مدئی کو رہیں ہیں مگر خاص صاحب کمال امر پر بھی غور کرتا چاہیے کہ جب نبی کریم علیہ السلام کی خواہش کے بغیر پھر آپ کو سدم پیش کیا کرتے تھے تو پھر نبی کریم علیہ السلام جب ان کو حکم رشاد فرمائیں تو پھر وہ آپ کے مطیع فرمان بردار کیوں نہیں بنیں گے نیز خان صاحب کو کم از کم اپنے شیخ ہند کی اس عبارت کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ وہ اپنی کتاب در کلام صفحہ ۱۵۲ پر لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام بعد از حداثہ ملک میں جمادات ہوں جانات نبی آدم ہوں یا غیر نبی آدم یا حیوانات سب کے آپ مالک ہیں نیز اللہ رب العزت کی توفیق سے جب پھر وغیرہ آپ کی خواہش کے بغیر آپ کی بارگاہ میں سدم پیش کرتے تھے تو پھر نبی کریم علیہ السلام مگر راہ فرماتے تو پھر وہ سدم پیش کیوں نہ کرتے کیا اللہ رب العزت کو معاذ اللہ چاہیے ہی پاک سے کوئی صدمہ ہے کہ اگر وہ راہ فرمائیں تو معجزہ کو پیدا نہ فرماتے اور اگر وہ راہ نہ فرمائیں تو معجزہ کو پیدا فرما رہے ہیں حال صاحب کو بھی یہ شریف کی یہ حدیث پاک بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ جب ہی کریم علیہ السلام حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان کی مصیبت میں احد پہاڑ پہنچے تو پہاڑ ہلنے لگا تو نبی کریم علیہ السلام نے اس کو ٹھوکر مار کر لرہا۔

اسکی احسانا عیثیٰ ہی و صدیق و شہیدان

سے پہاڑ ٹھہر جائیگا اور ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں تو جب نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے پہاڑوں پر حکومت عطا فرمائی تو پھر باقی

پتھروں پر کیوں نہ فرمائی ہوگی کیا سرکار صاحب ثابت کر سکتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے پہاڑ کو ٹھہرنے کا حکم دیا تھا تو اس کے بعد پہاڑ نے جنبش کی ہو تو جس ہستی پر صاحب السلام و اللہ رب العزت نے پہاڑوں پر حکم عطا دیا ہو تو اس سے ہمارے میں یہ تاثر دینا کہ وہ بالکل غور تھے یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے اللہ رب العزت تو نبی کریم علیہ السلام کو پہاڑوں کی حکومت عطا فرمائے اور خان صاحب نبیاء علیہم السلام کو صدور معجزہ میں پتھر کی طرح سمجھیں کہ جس طرح ہم پتھر کو پھینکتے ہیں اور پتھر کس جگہ پر پڑتا ہے اسی طرح نبیاء علیہم السلام صدور معجزات میں بے اختیار ہیں۔

خان صاحب سے ایک گز رش

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔

احد جبل یحب و یحبه

احد ایک پہاڑ ہے کہ یہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں کہ گویا پتھر بھی نبی کریم علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں حالانکہ کسی کی محبت سے جان ہونے کی مثال دینی ہو تو کہا جاتا ہے کہ وہ بزرگ سب سے ہے تو پھر حال صاحب تو پتھروں سے بھی پیچھے رہ گئے کہ جہاں کو بھی اختیار مانتے شیطان کو بھی اختیار مانتے ہیں کہ وہ نیک لمحے کہ نذر جہاں چاہے پہنچ سکتا ہے وہ سرکش جس کو بھی تخت لائے پر قادر مانتے ہیں اگر انہیں لگا رہے تو اس ہستی کو مختار مانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سے یہ دنیا وجود میں آئی اور اب تک باقی ہے۔ یہ کوئی دیداری ہے کیا یہ نبی کریم علیہ السلام سے بعض نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو تو اختیار مانتا چاہے اور جس کے دم قدم سے یہ دنیا وجود میں آئی اور جس کے طفیل سب بھی قائم ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ اس چیز کا مالک و مختار نہیں شاید اس لئے ہمارے اہم نے

فرمایا۔

۱۰ پچاس راتوں میں بھر کرے لیٹا، جو وہی سر بہر
اسے تھک کو کھائے تپ ستر حیرتے دل میں کس سے بخلا ہے

خان صاحب کی خصوصی توجہ کیلئے ایک گزارش۔

خان صاحب اپنے آپ کو شیخ حدیث کہوتے ہیں یہ حدیث تو انہوں نے
پڑھی ہوگی بلکہ پڑھائی بھی ہوگی جو بخاری و مسلم شریف میں موجود تھے کہ نبی کریم علیہ
سلام کفار کی بدسلوکی کی وجہ سے ایک مرتبہ پریشان تھے تو اللہ رب العزت نے فرشتے
آپ کے پاس بھیجے اور اس فرشتے کے ساتھ جبریل میں بھی حاضر ہوئے۔ جبریل
میں علیہ السلام نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ فرشتہ اللہ رب العزت نے آپ کی
خدمت میں بھیجا ہے۔ اور یہ فرشتہ پہاڑوں پر موکل ہے آپ سے جو حکم فرمائیں یہ آپ
کی تعمیل کر سنے گا کفار کے ہارے میں جو حکم دیں گے یہ اس پر عمل پیرا ہوگا پھر
پہاڑوں کے فرشتے نے نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کیا اور عرض کیا
کہ اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں دو پہاڑوں کو اس کے اوپر رکھ دوں گا اور انہیں تباہ کر ڈالوں
نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں میں انہیں ہدایت نہیں کرنا چاہتا مجھے یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کی پشت سے بیٹے لوگ پیدا کر دے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور
اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

نوٹ:

یہ حدیث باب بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۸۸ مسلم شریف جلد ثانی صفحہ
۱۰۹ پر موجود ہے۔ اس حدیث پاک سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ پہاڑوں کا
فرشتہ بھی نبی کریم علیہ السلام کا تابع فرمان ہے۔

خان صاحب نبی کریم علیہ السلام کو پتھروں پر بھی حاکم نہیں مانتے اور بخاری
و مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث بتلاتی ہے کہ پہاڑوں کا فرشتہ نبی کریم علیہ السلام
کے حکم کا پابند ہے اب خاں صاحب ہم یہ افسار کرنے میں حق بنیں کہ کیا
ہم وہ عقیدہ رکھیں جو بخاری و مسلم کی احادیث سے ثابت ہو یا وہ عقیدہ رکھیں جو تقویۃ
الایمان یا راہ ہدایت میں ہے؟ نیز خان صاحب سے یک گزارش اور ہے کہ وہاں
کیسے تو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ آسمان پر بھی حکمرانی کرے گا اور زمین پر بھی اس
دشمن خدا کیلئے تو آپ اسے اقتدار تسلیم کریں تو نبی کریم علیہ السلام جو محبوب خدا
ہیں ان کے لئے آپ پتھروں پر حکومت بھی تسلیم کریں تو پھر اس کے ہارے میں
بھی کیا جاسکتا ہے۔

ذکر رد کے فضل گانے نقص کا جو پاؤں رہے

پھر بھی کیے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خان صاحب کا ایک اور استدلال:

خان صاحب نے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام سمجھور
کے ہونے کے ساتھ ایک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے تو لوگوں سے آپ کیسے
ایک سہر بنایا تو سمجھور کا وہ حنک تھا اس طرح بلبل یا جیہ کہ اونٹنی بلبلاتی ہے نبی کریم
علیہ السلام منبر سے اترے اور اس کو تھکی کر دی تو وہ خاموش ہو گیا یہ حدیث پاک
بخاری شریف و ترمذی شریف میں موجود ہے۔

خان صاحب کا استدلال یہ ہے کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ تو تھا لیکن
اس میں آپ کے ارادے کو دخل نہیں ہے۔

سفر ازی مغالطہ کا ازالہ:

اس حدیث پاک سے نبی کریم علیہ السلام کا یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ایک بے جا بکجور کے ستنے کے بدر نبی کریم علیہ السلام کے جسم سے مس ہونے کی وجہ سے رینگی بھی پیدا ہوگئی۔ عقل شعور بھی پیدا ہو گیا اور نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ تنی محبت پیدا ہوگئی کہ جب سرکار علیہ السلام نے مہر کو رشتہ بخشی تو آپ کی معارف کی وجہ سے وہ بکجور کا ثنا بھلانے لگا اس حدیث پاک سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ مس ہونے کی چیز بھی حیات کی در علم شعور کی بھی مانتا نہیں جاتی ہے تو پھر جب نبی کریم علیہ السلام خود کسی کے بدر تصرف کرے کا ارادہ فرمائیں گے تو پھر ان شیاء کے کمالات کا کیا حال ہوگا اس حدیث پاک کے بدر مزید الفاظ بھی تھے جن کو خان صاحب نے غفلت کر دیا فقہاء شریف و درویش میں یہ لفظ بھی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام سے اس بکجور کے ستنے کو بے صدر قدم کے ساتھ لگایا اور پوچھا کہ مگر تو چاہے تو میں تجھ کو حیات میں لگا دوں اور مگر تو چاہے تو میں مسجد شریف میں موجود ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے اس حدیث پر اس کی حیات کے اندر لگایا اس معصی حدیث پاک سے وہاں کے عقیدہ بطلان کی تردید ہو جاتی ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا نیز اس حدیث پاک سے یہ بھی مسئلہ ثابت ہو کہ نبی کریم علیہ السلام جنت کے بھی مالک ہیں اور ستون کا بھی ایسی عقیدہ تھ کہ نبی کریم علیہ السلام مگر چاہیں تو مجھے جنت میں لگا سکتے ہیں تو گویا ستون بھی یہ سمجھتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام جس کو چاہیں جنت عطا کر سکتے ہیں لیکن اس کے برعکس فریق مخالف کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اپنا جنتی ہونے کا بھی علم نہیں ہے یہ باوجود مولوی اور عالم ہونے کے مقام نبوت اتنا بھی نہ سمجھ سکے جتنا کہ بکجور کا ثنا سمجھ گیا تھا۔

شخص کیونکر بتائے کہ بتائے
اگر مانتی پوچھے کہ دریا کہاں ہے

خان صاحب کا ایک بے جا حوالہ دینا:

خان صاحب امام ابو القاہر بغدادی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام سے متعدد معجزات صادر ہوئے مثلاً چاند کے دو ٹکڑے ہونا خشک ثنا کا رونما اور تھوڑے طعام کا بہت سارے لوگوں کیلئے کافی ہو جانا۔
تو خان صاحب سے کوئی پوچھے کہ ان امور کے معجزہ ہونے کا کسی نے انکار کیا ہے کہ آپ کو عدم بغدادی کا حوالہ دینے کی ضرورت پیش کی جاتی حوالہ تو وہاں آیا جاتا ہے جہاں فریق مخالف کسی امر کا منکر ہو تو اس امر کا ثبوت پیش کیا جائے جب ایک چتر مسلمین الفرقین ہو تو وہاں حوالے دینے کی کیا ضرورت پیش آئے گی سوائے اس کے کہ محض اپنے رسالہ کے جہم میں اضافہ کیا جائے۔

خان صاحب کا ایک اور غلط استدلال:

خان صاحب نے مشہور حدیث پاک نقل کی ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے بارہ کے گوشت میں رہڑا کر نبی کریم علیہ السلام کو گوشت کھلایا ایک قصہ آپ سے بھی اس سے تناول فرمایا اور بعض صحابہ کرم نے بھی کھایا اور ان کی وفات واقع ہوگئی اور آپ نے یہودی عورت سے پوچھا کہ تم نے اس گوشت میں رہڑا کیوں ملا یا تھا اس نے کہا کہ آپ کو کس نے بتلایا تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے ہاتھ میں جو ہر آلود بازو ہے اس نے مجھے بتلایا ہے۔

تو خان صاحب کے استدلال کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ بکری کے رہڑا کو گوشت کا سرکار علیہ السلام کو خبر دینا یہ آپ کا معجزہ ہے لیکن نبی کریم علیہ السلام کا اس

معجزے کے صدور میں کوئی دخل نہیں ہے۔

سرفرازی استدلال کا جواب:

یہ حدیث پاک بھی اہل سنت کے ہارے میں ہی دلیل ہے کیونکہ مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ جب سرکار علیہ السلام نے اسی عورت سے پوچھا کہ تم نے زہر کیوں ملا تو اس نے کہا کہ میری خواہش یہ تھی۔ کہ آپ کی نبوت کے ہارے میں پتہ چلے کہ آپ سچے نبی ہیں یا نہیں اگر سچے نبی ہوئے تو تمہیں زہر نقصان نہیں دے گا اور اگر سچے نبی نہ ہوئے تو پھر ہر موثر ثابت ہو جائے گی اور یہودیوں کی پریشانی ختم ہو جائے گی اسی طرح کے الفاظ ابو ذر شریف اور بخاری شریف میں بھی موجود ہیں اس حدیث پاک سے تو نبی کریم علیہ السلام کی شان مجازی کا ظہور ہوتا ہے کہ باوجود ہرید کھانا کھانے کے نبی کریم علیہ السلام کا ہری حیات طیبہ کے ساتھ تین سال بعد بھی دنیا میں جلوہ فردا رہے حالانکہ ہر کھانے کا نقاض تو یہی تھا کہ فوراً شکرے لیکن نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس کے فوری اثر سے محفوظ رکھا ہر اس سے نبی کریم علیہ السلام کا ایک کس یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زہریلے ہارے خود نکلا دیا کہ میرے اندر زہر نہ ہو ہے حالانکہ عادتاً کسی زندہ بکری کا بھی کلام کرنا ناممکن ہے اور یہاں اس بکری کے ذرا ہونے کے باوجود اس کا گوشت پک جانے کے باوجود اس ہارے کا یہ نکلا کہ مجھے تناول نہ فرمایا جائے میرے اندر زہر مدیا گیا ہے تو جب نبی کریم علیہ السلام کی خواہش کے بغیر اس ہارے نے نبی کریم علیہ السلام کو اپنی رہبر نمودگی کے ہارے میں گزر پیش کر دی تو اگر نبی کریم علیہ السلام اردہ فرماتے تو پوری بکری یقیناً اٹھ کھڑی ہوتی باقی رہا خال صاحب کا یہ کہنا کہ اگر نبی کریم علیہ السلام جانتے ہوتے تو خود کیوں تناول فرماتے

اور صحابہ کرام علیہم الرضون کو کیوں کھانے دیتے تو اس کے ہارے میں گزر رہا ہے کہ اللہ رب العزت بعض اوقات کائنات کی توجہ کسی حکمت کے پیش نظر کس معاملے سے ہٹا دیتا ہے جیسا کہ سرفراز کے پسندیدہ مفسر علامہ محمود حسینی روح المعانی میں رشاد فرماتے ہیں۔

قد يسد باب الفرائض عسى الكاملين بحكمهم يرسلها الله

(تفسیر روح المعانی پارہ ۱۲)

تو یہاں توجہ ہٹانے میں حکمت یہ تھی کہ نبی کریم علیہ السلام کو یہ زہر ملا گوشت کھانے کی وجہ سے شہادت سری نصیب ہوا چاہے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کرتے تھے۔

و ددت ان اقل عی مسیبن الله ثم احیى ثم اقل

بخاری شریف اور اواخر اللہ رب العزت کا یہ ارشاد بھی تھا۔ واللہ بصمک من الناس تو پھر اللہ رب العزت نے نبی کریم علیہ السلام کی دعا کو اس رنگ میں شرف قبولیت بخشا کہ آپ کو شہادت سری عطا فرمائی اور بخاری شریف میں حضرت ابن مسعود کا قول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شہادت عطا فرمائی اور سرکار علیہ السلام خود فرمایا کرتے تھے کہ اس رہبر آلود کھانے کو تناول کرے کی وجہ سے میری انتزیاں کٹ رہی ہیں تو اس حکمت کے پیش نظر اللہ رب العزت سے سرکار علیہ السلام کی توجہ اس امر سے ہٹائی نیز صحابہ کرام کیسے بھی اللہ رب العزت نے شہادت سری کا فیصلہ کیا ہوا تھا اس سے ان کو بھی شہادت نصیب ہونا تھی مگر کسی آدمی کو گولی سے مرنا ہوتا تو اس کی آنکھیں بھی ٹھیک اور سد مت ہوں لیکن جب اس کی موت کا وقت آجائے تو باوجود آنکھوں کی سلامتی کے اس کی توجہ گولی سے اور گولی چلانے والے سے ہٹ جاتی ہے اور وہ بھاگ کر اپنے بچاؤ نہیں کر سکتا اور جب اللہ تعالیٰ کو اس

کا بچا ناقص و بولہاں مگر چہ جس کو نشانہ بنایا جائے وہ بالکل مرنے ہو اور اس کو قتل کرنے کا روادہ رکھے والہ خوب دیکھ بھال کر نشانہ ہاں دے پھر بھی اس کا نشانہ ہو کر چاہا ہے خان صاحب یہاں تو ہی کریم علیہ السلام کے علم پر اعتراض کرتے ہیں مگر نبی کریم علیہ السلام کو پتہ ہوتا تو آپ ہر آلہ گوشت کیوں کھاتے لیکن خاں صاحب کو اللہ سے علم غیب کے بارے میں تو شک نہیں ہے اور اس امر میں بھی شک نہیں ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و پیارے ہیں تو پھر اللہ رب العزت کی وحی بھیج کر بتل دیتا کہ یہ کھانا نہیں کھانا چاہیے اس سے کچھ لوگوں کی شہادت ہو جائے گی اگر خان صاحب یہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں خلعت ہوتی ہے اور اس کا وحی نہ بھیجنا حکمت سے خاں نہیں۔ خاں صاحب کو یہ سب سے بتلایا کہ نبی کریم علیہ السلام کے انھماں حکمت سے خاں ہیں نیز خان صاحب اس امر پر غور کریں کہ جنگ بدر کے اندر پانچ ہزار فرشتے بھی موجود تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَمِعْتُمُوْهُنَّ

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بِمَدَدِکُمْ رَمٰکُمْ بِخِصْمَةِ اٰلَافٍ رَمٰی اَمَلٰکُمْ مَسُوْمِیْنَ

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنِّیْ مَعَكُمْ فَتٰتُوْا الدِّیْنَ اٰمِنُوْا

اس کے ہا وجود جنگ بدر کے اندر کے ہر چورہ صحابہ شہید ہو گئے یہاں خان صاحب کیا گل افشانی فرمائیں گے۔

خان صاحب کی ایک اور غلط فہمی

خان صاحب نے بخاری شریف سے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب ہم کھانا کھاتے تو اس سے تسبیح شاکر کرتے تھے تو خاں صاحب کا استدلال تو یہ ہے کہ کھانے کا تسبیح پڑھنا یہ نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ ہے اور نبی کریم علیہ السلام کا ان وہ نہیں پایا گیا۔

خان صاحب کی غلط فہمی کا ازالہ:

اس حدیث پاک سے پتہ نہیں خاں صاحب نے یہ کیسے ثابت کر دیا کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے کے بغیر صادر ہو دوسری گز رش یہ ہے کہ جب اللہ رب العزت نے درود علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وَسَخَّرَ مَعْدَنَ دَاوُدَ اِیْجَالًا بِالْعَشِیِّ وَ لَاشْرِیِّ وَ یَطِیْرُ مَحْشُوْرَةً کُلُّ لَہٗ وَ اَب
جب اللہ رب العزت نے درود علیہ السلام کیسے پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور پرندوں کو بھی مسخر کر دیا تو پھر نبی کریم علیہ السلام کو خواہش ہے مگر طعام تسبیح عیاں کرے اور وہ سنی بھی جائے تو اس میں کونسا استغناء ہے نیز خان صاحب یہ بتلائیں کہ اس حدیث کی تخریج کرتے ہوئے کسی شارح حدیث نے یہ لکھا ہے کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے کے بغیر صادر ہوا نہیں لکھا تو پھر خاں صاحب کو بتلایا یہ استدلال کرنے کی جرات کیسے ہوئی۔

خان صاحب کی ایک اور مغالطہ دینی کی کوشش:

خان صاحب ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ جنوں کے ایک وفد نے نبی کریم علیہ السلام سے قرآن پاک سنا تو سوال ہو کہ حضور صلیہ السلام کو کس سے بتلایا کہ جنوں نے سنا ہے ابن مسعود نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام کو درشت نے بتلایا کہ یہ جنوں سے سنا ہے۔

خان صاحب کی غلط فہمی کا تدارک:

اس حدیث پاک سے بھی خان صاحب کا استدلال کرنا ان کی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتا ہے۔ خان صاحب کا مدعا تو یہ ہے کہ معجزے کے اندر انبیاء علیہم السلام کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا اور اس حدیث پاک کی اس مر پر کوئی درست نہیں بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ درخت بھی نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ کلام کرتے ہیں اور درختوں کا نبی کریم کے ساتھ کلام کرنا یہ نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ ہے تو پھر ظاہر ہی ہے کہ آپ نے اس درخت سے پوچھا اور آپ کے پوچھنے پر اس سے بتلایا یا بالعرض سرکار علیہ السلام نے نہ بھی پوچھا ہو تو پھر بھی اس سے نبی کریم علیہ السلام کی شان ظاہر ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے پوچھنے کے بغیر جب درخت یہ خدمت بجا رہا ہے تو سرکار علیہ السلام اس سے دریافت کرتے تو پھر تو بطریق اولیٰ وہ یہ خدمت بجا لاتا۔

مولوی سرفراز صاحب کی ایک اور کج روی:

خان صاحب نے نبی کریم ﷺ کے فرمودات میں سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک شخص کہیں ایک تیل کو ہانک کر لے جا رہا تھا جب وہ شخص تھک گیا تو تیل پر سو رہا تو تیل بول اٹھا کہ ہمیں اس سے تو نہیں پید کیا گیا کہ ہم پر سوری کی جائے اور سے پید کرنے کی غرض تو اہل ہینچنا ہے لوگوں نے کہا بھلا اللہ تیل کلام کر رہا ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا بھی اس پر ایمان ہے اور ابو بکر عمر کا بھی اس پر ایمان ہے۔ یہ حدیث پاک بخاری و مسلم شریف میں ہے۔

خان صاحب کا اس حدیث سے استدلال اس طرح ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے دور میں تیل کا اس طرح کلام کرنا یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا لیکن

کریم علیہ السلام کا اس تیل کے بولنے میں کوئی دخل نہیں تھا تو گویا یہ آپ کا معجزہ بھی تھا اور آپ کے اختیار میں بھی نہیں تھا۔

خان صاحب کی کج روی کا جواب:

کیا خان صاحب کسی حدیث پاک کی کتاب سے دکھا سکتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے زمانہ اقدس کی بات ہے بلکہ شارحین حدیث نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے پہلے کی بات ہے اور خان صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ معجزہ کی تعریف شرح عقائد میں اس طرح کی گئی ہے کہ معجزہ ایک ایسا امر ہے کہ جو منکرین کے چیلنج کے وقت انبیاء علیہم السلام سے صادر ہو اور ایسے طور پر ظاہر ہو کہ منکرین اس کی مثل لانے سے عاجز ہو جائیں کیا معجزہ کی یہ تعریف یہاں سچی آتی ہے نیز بخاری مسلم کے شارحین مثلاً علامہ مینی حافظ ابن حجر۔ امام لودکی صاحب ارشاد الساری۔ صاحب تیسیر لقاری۔ اسی طرح صاحب مراقہ اور صاحب اشعۃ الفلکات نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ یہ پہلی اسوں کا واقعہ ہے

جب نبی کریم علیہ السلام نے واقعہ ہی گزشتہ امتوں میں سے کسی کا بیان فرمایا ہے تو یہ آپ کا معجزہ کیسے بن گیا۔ اسی طرح خان صاحب نے ایک روایت عائشہ کی کہ بھیڑیہ نے ایک بار کلام کی تو نبی کریم علیہ السلام کے فرماں پر لوگوں نے تعجب کا ظہار کیا تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر میرا بھی ایمان ہے اور ابو بکر و عمر کا بھی ایمان ہے۔ خان صاحب اگر بھیڑیہ کی روایت مکمل نقل کر دیتے تو اس میں قارئین کا بھی فائدہ ہوتا ہم وہ متصل روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک چروہا اپنی بکریاں چروا رہا تھا ایک بھیڑیہ نے آکر اس کی بکری کو اٹھا لیا تو چرواہے نے اس سے اپنی بکری کو چھین لیا تو بھیڑیہ اپنی دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ سے

مجھے روق دیا تھا تم نے مجھیں پتا ہے تو چاہے نے کہا کہ عجیب بات ہے بھیڑیا بھی
 ظلم کرتا ہے تو بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مدینہ کے
 غلاموں میں ایسے نبی ظاہر ہوئے ہیں جو ماضی و جبر بھی دیتے ہیں اور مستقبل کی بھی
 پھر وہ چہرہ نہ نبی کریم علیہ السلام کی ہر گاہ میں حاضر ہو اور ساری صورت حال یہاں کی
 تو نبی کریم علیہ السلام نے بھیڑیے کی بات کی تصدیق فرمائی یہ حدیث پاک شرح
 السنہ کے اندر موجود ہے اور علامہ لکھنوی نے مجمع الزوائد میں فرمایا کہ حدیث صحیح ہے۔

اور علمائے تشفیق الرواۃ اور دیگر کتب میں تصریح کی ہے کہ یہ روایت صحیح
 ہے تو اس حدیث پاک سے نبی کریم علیہ السلام کی عظمت شان ظاہر ہوتی ہے کہ آپ
 کے ارادے کے بغیر ہی بھیڑیا نبی کریم علیہ السلام کے عام، کان و دیکھنے والے کی
 گواہی سے جب نبی کریم کے ارادے کے بغیر ہی درمیان میں نبی کریم علیہ السلام
 کے علم غیبی گواہی دیں تو پھر جب ہی علیہ السلام ارادہ فرمائیں گے تو پھر بھیڑیا
 کلام کیوں نہیں کرے گا جبکہ ہر نبی اور گواہ نے بھی نبی کریم علیہ السلام سے کلام کیا تھا
 جیسا کہ روح المعانی میں علامہ آلوسی نے تحریر فرمایا کما صح عن جہاد بن زید عن جابر بن عبد اللہ عن
 جب نبی کریم علیہ السلام کے ارادے اختیار سے ہوں اور گواہ آپ کے ساتھ کلام کر
 سکتی ہے اور ہر نبی اپنے وعدے کے مطابق دوبارہ حاضر ہو جاتی ہے۔

نوٹ:

بھیڑیا بھی اس بات کا قائل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام، کان و دیکھنے والے کو
 جانتے ہیں تو جتنا بھیڑیا مقام نبوت کو سمجھ گیا ہمارے یہ مہربان و دجود مودوی اور عالم
 کہلانے کے سمجھ سکتے ہیں یہ صرف بھیڑیے کے بات ہی نہیں تھی ہی کریم علیہ السلام
 نے بھی بھیڑیے کی بات کی تصدیق فرمائی۔

نیر خان صاحب نے جو روایت کی ہے کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری
 اٹھان، در چہرہ نے چھڑائی تو بھیڑیے نے کہا کہ اس وقت کیا صورت حال ہوگی
 جب اس کا حفاظت کرنے والا میرے عدوہ کوئی بھی نہیں ہوگا تو خاں صاحب کی اس
 نقل کردہ روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم علیہ السلام کو بھیڑیے سے ظلم
 کرنے کی قدرت نہیں تھی کیونکہ وقوع کی لٹی سے قدرت کی لٹی نہیں ہو سکتی نیر خان
 صاحب اس امر پر غور کریں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کی سوس سے جو
 سنی لگ گئی تھی وہ ہے جان چیز یعنی سولے کے پھڑے کے من میں رکھنے سے اس
 کے اندر بوسے کی طاقت آگئی جب جبرئیل امین علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں
 سے لگنے والی مٹی پھڑے کے ظلم کرنے کا درجہ ان سکتی ہے تو نبی کریم علیہ السلام جو
 سید المومنین ہیں اور جبرئیل علیہ السلام آپ کے درمیان شامل ہیں بلکہ مثلاً قول کے
 مطابق آپ کے امتی بھی ہیں تو آپ کو اس امر پر قدرت کیوں نہیں ہو سکتی کہ آپ
 بھیڑیے سے کلام کر دیا سکتے ہیں نیز جب خاں صاحب کے شیخ الہند لکھ چکے ہیں کہ نبی
 کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بعد پوری کائنات کے مالک ہیں غنائت ہو یا جمادات
 یا حیوانات یا نبی آدم سب کے آپ مالک ہیں۔ (درد کا مدہ ص ۱۵۲)

جب نبی کریم علیہ السلام تمام اشیاء کے مالک ہیں تو پھر ظاہر بات ہے کہ
 مالک کو اپنی مخلوق پر غور کرنے کا کلی اختیار ہوتا ہے مگر خان صاحب کو
 اپنے اسماعیل دہلوی کی صارت پر غور کرنا چاہیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ادیبہ کرام کی
 حکومت عرش سے لے کر فرش تک ہوتی ہے۔ تو آپ کے، مگر تو ادیبہ کرام کو عرش
 سے لے کر فرش تک حاکم تسلیم کر رہے ہیں اور آپ ہی کریم علیہ السلام کی حکومت
 بھیڑیوں پر بھی تسلیم نہیں کرتے۔

خان صاحب کا ایک سیت کریمہ سے ناروا استدراں

خان صاحب نے آپ کریمہ۔

وما رميت اذ رميت ولكن الله وم

خان صاحب نے اس آیت کریمہ سے پنا استدراں اس طرح کیا کہ ظاہری طور پر نبی کریم علیہ السلام نے مٹھی حاک اور کنکر پوں کی پھینکی تھی لیکن اس مٹھی خاک کا ہر لشکری کی آنکھ میں پڑ جاتا اور پورے لشکر کی شکست کا سبب بن جاتا یہ نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ ہے لیکن اس معجزہ میں بھی نبی کریم علیہ السلام کے ارادے و اختیار کو دخل نہیں تھا خان صاحب کی دلیل کا جواب خان صاحب کی سیدہ زوری یہ ہے کہ اہل سنت کے دلائل کو اپنی طرف سے پیش فرماتے ہیں حالانکہ یہ آپ کریمہ تو اہل سنت کی دلیل تھی جبکہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام سنی نے تفسیر مدارک میں علامہ نیشاپوری سے اپنی تفسیر میں اور امام ربیع نے اپنی تفسیر کبیر میں اسی طرح تفسیر صادی و جمہل میں در روح المعانی اور روح البیان و سرقاہ اور مدارج النبوة میں تمام کتب میں لکھا ہو ہے کہ یہ پھینکنا اور اس مٹھی بھر خاک کا ہر سپاہی کی آنکھ میں پڑ جانا اس میں سب تو ہی پاک علیہ السلام کا تھا اور خلق اللہ تعالیٰ کی تھی اب خان صاحب کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام کے کسب کے بغیر ہی یہ معجزہ صادر ہوا ورنہ یہ اکابر فرما رہے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے و اختیار سے یہ معجزہ صادر ہو بلکہ خان صاحب کے پاس یہ مفسر علامہ محمود سلاوی صاف طور پر لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ کمال بخش کہ آپ نے ایک مٹھی بھر خاک سے پورے لشکر کو وقتی طور پر اندھا کر دیا اور آپ کے اس پھینکنے پر یہ اثر مرتب ہوا جس کا انداز کرنے سے عقول قاصر ہیں۔

نوٹ:

خان صاحب کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے ہاں اور اختیار کے بغیر یہ معجزہ صادر ہو خان صاحب خود ہی بتلا نہیں کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر پھینکی تھیں تو کیا آپ کا یہ ارادہ تھا کہ اس کا فساد کی آنکھیں اندھی ہو جائیں یہ بھگ جائیں یا نہیں یہ نہیں تھا اگر وہ کہیں کہ ارادہ نہیں تھا تو یہ تو بالکل لغو ہے کیوں ظاہر ہے کہ آپ نے اسی مقصد کیلئے خاک پھینکی ارادہ ہی نہ ہوتا تو آپ کیوں یہ خاک پھینکتے تو جب راوہ اور اختیار ثابت ہو گیا تو معجزہ کا اختیار ہونا بھی ثابت ہو گیا تو خان صاحب کا دعویٰ باطل ہو گیا خان صاحب در اختلاف کے عقائد کے امام امام باقری کی اس عبارت پر غور کریں۔

ای اصحاب ومیلث لمقصد الہی قصدت

(تفسیر باقری جلد ۲ ص ۳۳۸)

تو خان صاحب کو چاہیے کہ عقائد کے خلاف کے امام جو ہیں اس کی بات کو کم از کم تسلیم کر لیں کیونکہ آپ حنفی کہتے ہیں کہ کچھ تو اختلاف کی بھی لاج رکھیں۔ اسی خان صاحب کے لئے امام باقری کے یہ لفظ بھی قابل غور ہیں۔

ولکن الله بالغ ذلک لمقصد الہی قصدت

اسی طرح امام باقری مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

الہی قصدت انوار غشیی البصر لمشرکین فالہرموا بادلث

یعنی نبی کریم علیہ السلام نے ایک مٹھی خاک کی پھینکی اور اس مٹھی بھر خاک نے مشرکین کی آنکھوں کو اندھا کر دیا یا نبی کریم علیہ السلام نے مٹھی بھر خاک سے اس کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اسی وجہ سے وہ شکست کھا گئے۔

نوٹ:

اس سے ملتا جلتا مضمون تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۳۸-۳۹ پر مرقوم ہے اور تفسیر شیخ ز دو علی لہجہ اوی جلد ۴ ص ۳۷ پر بھی موجود ہے۔

خان صاحب نے اپنے موقف پر اپنی کثیر کی عبارت بھی پیش کی ہے کہ بن کثیر لکھتے ہیں کہ وہ تو صرف اللہ ہی کی ذات تھی جس سے یہ رہے ان کافروں تک پہنچائے اور اس کی وجہ سے اس کو ذلیل کر دیا آپ نے یہ نہیں پہنچائے۔ لیکن خان صاحب کا اس عبارت سے بی ریم علیہ السلام کے اس مجھ سے پر آپ کے کسب کی ٹی کرتا یہ درست نہیں کیونکہ اگر ہم کسی کی طرف کوئی چیز بھیجیں تو جس کی طرف ہم نے کون چیز بھیجی ہے اس تک اس چیز کا پہنچنا تو خالص اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے لیکن اس پہنچنے والے کے لئے کو بھی دخل ہوتا ہے اس لئے اگر کوئی آدمی کسی کو پتھر، بے تو اس پتھر کو اس تک پہنچانا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن وہ پتھر پہنچنے سے کسی کو نقصان ہو جائے تو اس پر تادان لازم آجاتا ہے تو جس طرح امور عادیہ کے اندر فعل کی خلق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور حقیقی موثر اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقی ہے اسی طرح سور غیر عادیہ کے اندر حقیقی موثر اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے اور کسب انبیاء، اویہاء کا ہوتا ہے۔ خان صاحب ہمیں بتا دیں کہ اگر ایک آدمی کی طرف کوئی چیز بھیجیں اور اللہ تعالیٰ نہ پہنچانا چاہے تو کیا ہم وہ چیز اس کی طرف پہنچا سکتے ہیں تو جس طرح یہاں پہنچانا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے لیکن کسب اور اختیار ہمارے ہے اسی طرح جب نبی کریم علیہ السلام نے کنگریاں بھیجیں اور تمام کفار کی آنکھیں ان کنگریوں سے بھر گئیں تو یہ کسب نبی پاک علیہ السلام کا تھا اور خلق اللہ تعالیٰ کی تھی۔

خان صاحب کا اہل سنت پر ایک بیہودہ الزام۔

خان صاحب کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے امامیت اور میت سے نبی کریم علیہ السلام کو خدا ثابت کرے کی ناکام کوشش کی ہے تو خان صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عدادہ کسی کو خدا ماننے والا کافر ہے۔ لہذا یہ خان صاحب کا اہل سنت پر بے بنیاد اور پھوٹا الزام ہے اور اس طرح کے الزام لگانے والے کیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے

الہا یلعنوی لکذب الذہابین لا یومنون

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے

لعنۃ لہ علی الکاذبین

فیر خان صاحب کہتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کو صحابہ کو بھی خدا مان لینا چاہیے کیونکہ ارشاد باری ہے۔

لعم فلقنہم ولکن اللہ قتلہم

سور کافروں کو تم نے نہیں مارا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے مارا ہے تو اس آیت کریمہ سے خان صاحب کے مددگار کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے جہاں صحابہ کرام کے قتل کی نیت ہے اور اپنے سے اس کو ثابت کیا ہے۔ تو ظاہر بات ہے ان صحابہ نے اپنی تلواریں تو چھینیں اور اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ کفار کا قتل ہمارے ہاتھ سے ہو جائے تو اللہ رب العزت نے جو ان سے لٹی لڑائی وہ خلق موت کی ہے اور اپنے لئے جس چیز کا ثابت کیا ہے وہ بھی موت کی خلق کا ہے کیونکہ یہ جہاں میں جو بندہ بھی فوت ہو جاتا ہے یا قتل ہوتا ہے حقیقت میں اس کو مارے والے تو اللہ ہی ہے لیکن اس کے باوجود جب ایک آدمی کسی کو قتل کرتا ہے تو حقیقت میں تو

مقتول کو اللہ نے ہی مارا ہے لیکن قاتل سے بھی تو رائے و اختیار رکھتا ہوتا ہے بھی تو اس سے قصاص ہو جاتا ہے ورنہ امت و صل کی جاتی ہے تو جس طرح یہاں کسب انسان کا ہے اور غفل اللہ تعالیٰ کی ہے اس طرح آیت کریمہ

وَمَارِئَاتِ الذَّمِّ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى

ورایت کریمہ

لَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ

میں خلق اللہ رب العزت کی ہے اور کسب صیہ اور نبی پاک علیہ السلام کا ہے غیر اللہ کو غیر اہل سنت ہرگز خدا نہیں مانتے بلکہ یہ تو خان صاحب کے سوا کا نظریہ ہے کہ اپنے پیروں اور مولویوں کو خدا مانتے ہیں۔ چنانچہ ان کے شیخ الہند محمود الحسن مرثیہ گنگوہی میں لکھتے ہیں۔

شہرہ کی تربت نو کو دے کر طور سے تشبیہ

کہوں ہار ہار رنی دیکھی میری بھی ناوانی

یہاں صاف طور پر اپنے آپ کو کلیم کے منصب پر فائز کیا جا رہا ہے اور اپنے پیر گنگوہی کو خدائی منصب پر فائز کیا جا رہا ہے اگر حال صاحب واقعی اپنے موعود ہونے میں سچے ہیں تو اپنے شیخ الہند پر فتویٰ لگائیں۔

اسی طرح حبیب حسین احمد مدنی کا انتقال ہوا تو اس خان مرید نے اس کے ہاوسے میں مصموں لکھا کہ کیا تم سے بھی خدا کو بھی عرش نیچے کر فانی انسانوں سے فروتنی کرتے ہوئے دیکھا ہے یا تم نے تصور بھی کیا ہے کہ خدا اپنی کبریائی پر پردہ ڈال کر ہمارے پاس رہے گا درگاہ کوچوں میں ہمارے ساتھ بھرے گا۔

(شیخ الاسلام نمبر ص ۱۵۰)

اب خان صاحب یہ بتائیں کہ اپنے پیروں اور مولویوں کو خدا تسلیم کرے

کے حوسے ان کی کتابوں میں ملتے ہیں اور التزام اہل سنت کو دیا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں کیا آخرت میں جو باری کا خوف بالکل جاتا رہا اور کیا خلق خدا و خدا سے شرم بالکل باقی نہیں رہی کہ دن دیپڑے سے جھوٹ بولنے جارہے ہیں حالانکہ جس طرح کی باتیں اہل سنت کی طرف منسوب کی جا رہی ہیں وہ تو ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہے تو اس پر تو یہی بات سچی آتی ہے کہ۔

التزام نہ کو دیتا تھا قصور پنا لکل آپ

باب کرامات کے غیر ختیاری ہونے میں خان صاحب کا استدلال

احادیث نبوی کی روشنی میں اور اس کے جوابات

نمبر ۱:

خان صاحب نے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں مہمان آئے درکھانا کھائے پر آدھا نہ ہوئے اور کہا کہ جب تک حضرت سیدنا صدیق کبر نہیں آئیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ کو پتہ چلا کہ مہمانوں نے بھی تک کھانا نہیں کھایا تو آپ کو غصہ آیا اور آپ نے قسم کھائی کہ میں کھانا نہیں کھائیں گا اس کی ہدیہ کو بھی پیش آیا انہوں نے بھی کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی اور وہ لوگ نے بھی قسم کھائی کہ ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ہم سے کام نکلے سے ہو گیا کھانا لے آؤ چنانچہ حضرت سیدنا صدیق کبر رضی

اللہ عند نے بھی کھانا کھایا مہمانوں نے بھی کھایا۔ اور جب انہوں نے کھانا شروع کیا تو جب وہ ایک لقمہ کھا پیتے تو اس سے دریا وہ ظاہر ہوتا حضرت بوکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ کیا ہے تو ان کی ہڈی نے عرض کیا کہ یہ تو پہلے سے غنیمت گناہ ریادہ بڑھ گیا ہے یہ حدیث شریف بخاری و مسلم شریف میں ہے تو خان صاحب کا استدلال اس امر سے ہے کہ یہ حضرت صدیق کبرہ رضی اللہ عنہ کی کرمیت بھی ہے لیکن آپ کو پہلے علم ہی نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے تو پھر اس وہ اختیار کیسے ہو سکتا ہے۔

جوابی گزارش:

اس حدیث پاک سے تو حضرت سیدنا صدیق کبر کی شان مبارک ظاہر ہوتی ہے کہ جب آپ نے ارادہ ہی نہیں کیا لیکن اللہ رب العزت نے آپ کی کرمیت و فری کی خاطر کھانے میں تیس من اضافہ کر دیا تو جب آپ ارادہ فرما پیتے تو اللہ تعالیٰ بطریق اولیٰ اپنے فضل و کرم کا اظہار فرما تا لفظ اہل سنت اس امر کے قائل نہیں ہیں کہ ہر کرامت وہی کے اختیار سے صادر ہوتی بلکہ جس طرح شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ

ظاہری شواہد الاقصیٰ والذی ہے قصد

نمبر ۳

خان صاحب نے ایک دوسری روایت اس طرح نقل کی ہے کہ دو صحابہ کرام سرکا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دوپہر تک گفتگو کرتے رہے جب وہیں گھروں کو جاسے گئے تو مگر چھ ان دونوں کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی اٹھیاں تھیں نہیں، اس سے ایک کی اٹھنی روشن ہوئی۔ اور وہ اس کی روشنی میں چلتے رہے جہاں سے نکل ہو کر انہوں نے اپنے اپنے گھروں کو چلا تھا تو وہاں سے دوسرے کی

اٹھنی بھی روشن ہوئی حتیٰ کہ دونوں پہنے گھروں تک پہنچ گئے اس حدیث پاک سے خان صاحب کا استدلال اسی امر سے ہے کہ یہ ان دونوں صحابہ کی کرمیت ہے لیکن اس کو اس بات کا پہلے علم نہ تھا کہ ہماری اٹھنیاں روشن ہو جائیں گی تو جب علم ہی نہیں تھا تو ارادہ و اختیار کہاں سے حاصل ہو گیا۔

جوابی گزارش:

خان صاحب کی یہ دلیل بھی ان کے دعوے کو ثابت نہیں کر سکتی ہے کیونکہ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی کرامت کسی دن کا ارادہ سے صادر ہوئی نہیں سکتی تو یہ دعویٰ اس حدیث پاک سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ایک مخصوص واقعہ میں حقیر کی لٹی سے مطلقاً اختیار کی لٹی نہیں ہوتی۔

حضرت قتادہ بن نعمان سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث پاک مروی ہے کہ ان کو بھی بنی علیہ السلام نے ایک چھڑی عطا فرمائی اور فرمایا تیرے دس ہاتھ آگے روشنی کرنے کی اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرنے کی اور میرے گھر میں ایک ساپ ہوگا اس اس کو مار دینا حدیث پاک سن کر امام احمد و صحیح ابن حبان میں موجود ہے تو شیخ محققین دونوں حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مدارج منورہ میں ارشاد فرماتے ہیں اس حدیث اول دلیل نہ بر نورانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت سے بخار ہاں درگاہ و برائے عصا و پائندہ ایشان چہ جائے ذوات و اعضائے ایشان۔

(مدارج المنورہ جلد اول ص ۱۰)

یہ حدیث نبی کریم علیہ السلام کی نورانیت پر واضح دلیل ہیں۔ بلکہ آپ کے نور القدس کے خدات ہارگاہ میں بلکہ ان کی چھڑیوں میں بھی سریت کرنے پر ان کی ذوات اور اعضا میں آپ کی نورانیت کے سریت کرنے پر اس کا اندازہ ہی کیا

ہوسکتا ہے۔ تو شیخ علیہ الرحمۃ کی اس تشریح سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا ان کی ماضیوں کو روشن کر دینا یہ سرکار علیہ السلام کا معجزہ ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ معجزہ آپ کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام نے چاہا تھا کہ میرے ان صحابہ کی ماضیوں کو روشن ہو جائیں کیونکہ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک صحابی کو آنحضرت علیہ السلام نے اپنی قوم کی طرف دعوت اسلام کے لئے اس کا فرمایا اس سے عرض کیا کہ کون یہاں نشان عطا فرمائیے جو ان کیلئے عدمت صدق بن جائے پس نبی کریم علیہ السلام نے ان کی آنکھوں کے درمیان نور پیدا کر دیا انہوں نے عرض کیا کہ لوگ تو اس کو برس خیال کریں گے تو نبی کریم علیہ السلام نے وہ نور ان کے عصا کے اندر منتقل فرما دیا اس حدیث پاک سے پہلی دو حدیثوں کی وصاحت ہوگئی کہ ان چھ نبیوں کا روشن ہو جانا نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ بھی ہے اور آپ اس کے صادر کرنے کے اندر اختیار بھی ہیں کیونکہ صحابی کا یہ عرض کرنا کہ آپ اس کو آنکھوں کے حدود کہیں اور منتقل فرما دیں یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ معجزات سرکار علیہ السلام کے ارادے سے صادر ہوئے کیونکہ اگر ان معجزات میں نبی کریم علیہ السلام کے ارادے کو دخل نہ ہوتا تو صحابی کا یہ عرض کرنا کہ میری آنکھوں والا نور کہیں اور منتقل فرما دو اس کا کوئی مطلب نہیں ہوسکتا تو اس حدیث سے جو سرمراز صاحب نے پیش کی ہے اس عقیدہ کی تائید کئی ہوتی ہے کہ معجزات کے صدور میں ایماء صبیہ السلام بے اختیار ہوتے ہیں بلکہ اس سے تو اہل سنت کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام معجزہ کے صدور میں سے اختیار ہیں۔

نمبر ۳:

خان صاحب نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رستہ بھول گئے اور سامنے سے ہر شیر ظاہر ہو گیا حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تو نبی علیہ السلام کا قدم ہوں تو شیر اپنی دم ہلاتا ہو آپ کے قریب آیا اور ان کے آگے آگے چلنے لگا حتیٰ کہ ان کو لشکر کے ساتھ جا ملایا۔

خان صاحب کا یہاں سے استدلال یہ ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی کرامت تو ہے لیکن اس میں آپ کو اور وہ کو کوئی دخل نہیں ہے لیکن خان صاحب کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ خان صاحب کو یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ای چاہتے تھے کہ شیر سے ان کو چاب چائے اور وہ لشکر میں پہنچ جائیں تو کیا اس کا شیر سے چاب چانا وہ لشکر میں پہنچ جانا اور مرفق عادت نہیں تو جب مرفق عادت کے بعد ہے وہ ان کے ارادے سے صادر ہو رہا ہے تو ظاہر امر ہے کہ یہ کرامت ان کے ارادے و اختیار کے ساتھ ہی صادر ہو رہی ہے کیونکہ آپ نے جو شیر سے کہا کہ میں نبی کریم علیہ السلام کا غلام ہوں تو آپ بھی چاہتے تھے کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کا نام سن کر مجھے نقصان پہنچانے سے ہار رہے تو آپ کی خواہش پوری ہوگئی نیز خان صاحب نے کیا قصیدہ پردہ شریف کا یہ شعر نہیں پڑھا۔

وہن تکں ہر رسول اللہ لہو دلہ ن فلقہ الاسد علی اجمہا تجم

ترجمہ:

جس کو نبی کریم علیہ السلام کی مدد حاصل ہو جائے ان کو اگر شیر بھی غاروں میں ملیں تو وہ بخود رہ جائیں اور تھلوی صاحب لکھتے ہیں یہ قصیدہ الہامی ربانی سے لکھا گیا ہے۔

نیز خان صاحب اس امر پر غور کریں کہ ہر تاج وانی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ تفسیر - حافظ بدر الدین - ماموودی، قاضی عیاض علیہم الرحمۃ نے لکھا

ہے کہ کرامت ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتی ہے۔ تو پھر خان صاحب کو مان لینا چاہیے کہ بعض اوقات کرامت اختیار اور ارادے سے بھی صادر ہوتی ہیں اور اس شخص میں احادیث مصطفیٰ علیہ السلام اور اقوال عظام ہم کثرت سے گزشتہ دراق میں نقل کر چکے ہیں۔

نمبر ۴

خان صاحب نے ایک حدیث پاک بیان کی ہے جس میں نبی کریم علیہ السلام نے تین آدمیوں کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ غار میں پھنس گئے تھے تو ان تینوں نے پانی پانی نیکی کو یاد کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ رب العزت نے ان کی نیکیوں کے طفیل غار کے منہ پر پڑا ہو پتھر ہٹا دیا تو خان صاحب اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہ حدیث پاک میں ان لوگوں کی کرامت کا ذکر بھی ہے لیکن اس کرامت کے صدور میں ان کے کسب کو دخل نہیں تھا تو خان صاحب کا یہ استدلال ان کے دعوے سے بالکل مطابقت کوئی نہیں رکھتا کیونکہ خان صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی کرامت کسی ولی کے ارادے سے صادر نہیں ہوتی تو دعویٰ عام ہے دلیل خاص ہے تو یہ استدلال کا کوئی قسم نہیں ہے کہ بلند جزوی واقعات سے قاعدہ کلیہ ثابت کر لے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ پتھر کا غار منہ سے جھٹ جانا یہ بربرگوں کی کرامت تھی جو کہ ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتی تھی خان صاحب کی مثالیں کہ جب وہ تینوں حضرات اللہ پر گاہ میں دعا کر رہے تھے کہ ے اللہ اگر ہمارے وہ عمال تیری رضا کیلئے تھے تو ان اعمال کے صدقے ہماری یہ مشکل آسان کر دے تو کیا وہ یہ چاہتے تھے کہ غار کے منہ پر پڑا ہو پتھر ہٹ جائے یا نہیں چاہتے

تھے اگر نہیں چاہتے تھے تو دعا کیوں کی اور اگر چاہتے تھے تو پھر خان صاحب کے مذہب کی نیا ذہب گئی۔

بیز خان صاحب کا یہ نظریہ بھی بڑا عجیب ہے کہ کرامت دینی ہوتی ہے جو کسی کے ہاتھ پر صادر ہو جائے کہ کرامت کا اسی چیز کے بندہ ضرور نہیں ہے بلکہ بعض اوقات ولی کرام کسی مرکی دعا کرتے ہیں اور دعا اس امر کے وقوع پذیر ہونے کا کوئی مکان نہیں ہوتا لیکن اللہ رب العزت ہے وہی کی دعا کی وجہ سے اس مر کو وقوع کر دیتا ہے مثلاً ایک آدمی کو بظاہر اور دہونے کی کوئی امید نہ ہو تو اللہ رب العزت اپنے کسی ولی کی دعا کی وجہ سے اس کو ولادت سے مرزا کر دے۔

تو خان صاحب ہی بتائیں کہ کیا یہ اس ولی کی کرامت نہیں ہوگی نیز آپ کے تھانوی صاحب بھی تو ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوئے اور اس مجذوب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میرے دو بیٹے ہوں گے ایک کا نام شرعی ہوگا اور ایک کا نام کبرعلی ہوگا جیسے یہ منہل واقعہ روح ہلالت میں مرقوم ہے۔ تو کیا خان صاحب ہی قائل ہیں کہ مجذوب کا تھانوی صاحب کی کی درست کی خبر دینا اور تھانوی صاحب کا اس کی دعا سے متولد ہو جانا کیا اس مجذوب کی کرامت نہیں ہے ورنہ آپ کے سید احمد شہید کو غوث پاک اور خواجہ نقشبندی کا قادری اور نقشبندی بنانا کیا اس بربرگوں کی کرامت نہیں در کیا یہ کرامت ان کے اختیار سے صادر ہوتی ہے یا بے اختیار صادر ہوتی ہے؟ اگر بغیر اختیار کے صادر ہوتی تھی تو پھر شاہ اسماعیل کا یہ لکھنا کہ دو بروج کے درمیان تار رہا ہا اس کا کیا مطلب ہوگا۔

نوٹ

خان صاحب نے جو غار ولی حدیث پاک نقل کی ہے اس سے ثابت

ہوتا ہے کہ اویہ کرم کے چاہنے سے غار کے منہ پر پڑے ہوئے پتھر ہٹ جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود خان صاحب کا نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں یہی نظریہ ہے کہ رسوں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اب حال صاحب کی بتلائیں کہ اویہ عظام کے چاہنے سے اللہ کی مشکل دور ہو جائے اور وہ بھی جی سر نیل کے اویہ ہوں تو پھر نبی کریم علیہ السلام کی موت کے ویسا ہی کیا شان ہوگی اور پھر سید الامم علیہ السلام کی کیا شان ہوگی؟ تو پھر حال صاحب کا یہ کہنا کہ اویہ کرام کی دعا سے پتھر ہٹ گیا اور نبی کریم علیہ السلام کے چاہنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا تو یہ ایسا گورکھ دھندہ ہے جو ہماری عقل سے ہمارے ہے۔

خان صاحب کا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ دلیا کی کرامات حق ہیں اور ان کو ایس میں احصا کا درجہ حاصل ہوتا ہے ان کرامات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عزت بخشا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے۔

تو خان صاحب کا اس عبارت سے استدلال کرنا ہماری ناقص سمجھ میں نہیں آیا کیوں کہ اس عبارت میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ کرامات کے صدور میں اویہ کے اردوے کو دخل نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس اللہ سنت کا نظریہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ کرامات کے ذریعے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے تو اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ کرامات ان کے اردوے سے صادر ہوتی ہیں کیونکہ اگر وہ اردوے کریں ورنہ کرامات صادر نہ ہوتی پھر

ان کی عزت افزائی تو نہ ہوگی بلکہ توہین ہوگی جس طرح مسیہ مد سب نے قاتلے کی جگہ پر ہاتھ پھیر لودہ کاٹا نہ رہا بلکہ اندھا بن گیا تو اگر دنیاء کرام کی کرامات کا صدور ان کے اردوے کے مطابق نہ ہو سکے تو ان کی بھی توہین لازم آجائے گی نیز ہم اس مسئلے کی وضاحت کیلئے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب جمعیت کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں۔

شاہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ باید دانست کہ ایس فقیر ۲۰ گاہا شیدہ اند کہ خوارق عادت در حد ذات خویش مورعہ یہ اندو لیں معنی کہ سلت اللہ جاری شدہ کہ چوب نفس مطلقہ کسباً وحیدہ ہر چہ وسد اور امور غیبیہ مشکشف شوند یا دعائے او مستجاب شود و علی حد القیاس ہم چنان کہ سنت اللہ جاری شدہ کہ چوں کہے تریاق حور و شہر ازوے مندرج سے گردد یا گوشت و کس تناوس کند قوی تر شود علی حد القیاس لیکن چوں مخالف عادت معروفی است و خوردق عادت گویند نیز آگاہا شیدہ اند کہ ہر نوع از خوارق کسب است کہ چوں اس تمسک نمایند آن خورق نروسے صادر شود۔

ترجمہ:

جاننا چاہیے کہ اس فقیر کو مطلع کیا گیا کہ خورق عادت بذات خود مورعہ عادیہ جس اس معنی کے لحاظ سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ جاریہ ہے کہ جب نفس مطلقہ اپنے کسب اور محنت کے ساتھ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے تو اس کیلئے مورعہ غائب مشکشف ہو جاتے ہیں و اس کی وضاحتوں ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ جاریہ ہے کہ جب کوئی تریاق کھائے تو زہر کا اثر اس سے دور ہو جاتا ہے یا گوشت و کھانے تو وہ طاقتور ہو جاتا ہے لیکن چوں کہ کرامات عام عادت کے مخالف ہوتی ہے اور مورعہ طریقہ کار کے برعکس اس کا ظہور ہوتا ہے اس لئے اس کو خوارق عادت کہتے ہیں شاہ

صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ خرق عادت میں سے ہر قسم جو ہے وہ ایک کسب ہے (کسی چیز ہے) تو جب اس کسب کے ساتھ تمسک کیا جائے تو وہ خرق عادت اس سے صادر ہو جاتا ہے۔

تو شاہ صاحب کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح عام آدمی اگر زہر کے ٹکڑے اور کرنا چاہے تو تریق کھانے سے زہر کا اثر اس سے دور ہو جاتا ہے یا جس طرح گوشت اور تھکی کھانے سے طاقتور ہو جانا عام آدمی کے لئے اس طرح کی مسرت کا صدور بھی وہیہ کرام کے ہیں ہیں ہے تو یہ شاہ صاحب فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح عام آدمی کیسے امور عادیہ ہوتے ہیں اویہ کرام کیسے امور غیر عادیہ اس کے لئے میں ہوتی ہے۔

سرکار صاحب اپنی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کے معانی سمجھنے کیلئے دس کاغذ وردیہ کی محبت اور گناہوں کے اقرار کی محبت سے جان ہونا ضروری ہے خان صاحب کہتے ہیں کہ یہ تمام عیوب اہل سنت میں موجود ہیں۔ اہل خان صاحب کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کا یہ دعویٰ تو نہیں ہے کہ وہ معصوم ہیں لیکن وہ خان صاحب اور ان کے اہم مسلک لوگوں کی طرح بارگاہ رسالت میں گستاخ نہیں ہیں کیا خان صاحب نے بخاری شریف کی حدیث نہیں پڑھی ایک آدمی بار بار شرب پیتا تھا تو اس کو سرکار علیہ السلام کی خدمت میں لایا جاتا اس کو سر دی جاتی تو بعض صحابہ سے اس پر نصیحت بھیجی تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اس پر سختی نہ کرو۔

انہ یحب لہ ورسولہ

لہذا خان صاحب کو اس طرح کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ گناہوں سے پاک ہیں اور اہل سنت و جماعت گناہوں سے محفوظ رہے ہوئے ہیں۔ اگر خان صاحب

کا بقول اس کے در کوئی گناہ بھی نہ ہو لیکن اس کی جو گستاخانہ عبارتیں اس کی وجہ سے وہ اپنے ایمان سے جب محروم ہو چکے ہیں اور ان کے نامہ اعمال میں ان محمدی اعمال کم کی وجہ سے کوئی نیکی باقی نہیں رہی تو وہ کس مسد سے اپنی نیکیوں پر نار کرتے ہیں۔

نوٹ

جو حضرات دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارت کا تفصیلی مطالعہ کرتے ہیں وہ حضور غزالی زمان کی کتاب الحق المبین - تعارف لکھنے والے دیوبند - دیوبندی مذہب - دعوت فکر اور راقم کی کتاب عبارت - قلم کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ جو دو جلدوں میں چھپ چکی ہے کا مطالعہ فرمائیں۔

خان صاحب نے یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ اہل سنت و جماعت دیوبندی ہو جائیں تو ان کے دلوں کی ستیاں آباد ہو جائیں گی تو خان صاحب سے ہم گزارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیں یہ مشورہ نہ دیں کیونکہ ہمارے اندر تو دنیاوی آگ برداشت کرے کی صداقت نہیں چھچھکیا خرو کی آگ برداشت کریں اور ہمیشہ کیسے کریں اور اس امر کے مصداق بن جائیں۔

معاذہم فیہ ابدا

ان المصطفیٰ فی اسرار الاسفل من النار

نیز خان صاحب کا یہ کہنا کہ اہل سنت بدعتی و مشرک ہیں تو اس التزام کی حقیقت کا چارو پیسے کیلئے اہل قاری میں سے گزارش کریں گے کہ عدم رشید القاری علیہ الرحمۃ کی کتاب نذر کا مطالعہ فرمائیں اور تصانیف کریں کہ جس ماری وجہ سے اہل سنت کو مشرک بدعتی کہا جاتا ہے کہ وہ امور بدرجہ اتم ان حضرات میں موجود ہیں یا نہیں

اور اپنے اکابر کیلئے نہ تمام امور کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں کرتے جن امور کا نبی کریم علیہ السلام کیسے تسلیم کرنا شرک قرار دیتے ہیں۔ ہذا حال صاحب اپنے ساتھ ساتھ ہمیں بھی غلو فی النار کا مستحق بنانا چاہتے ہیں اور موصد بننے کی دعوت دیتے ہیں لیکن ہم ایسی توحید کو بھی جس میں بزرگوارین کی تعظیم کی بجائے تو ہیں کا درس دیا جائے اس کو شیطانی توحید سمجھتے ہیں ہذا خان صاحب اس کا مصداق نہ ہیں۔

خود بھی ڈوبے تھے صنم تھ کو بھی بے ڈوبیں گے

اس لئے ہمارا بیڑہ غرق نہ کریں اور کرم کریں

باب خان صاحب کا علماء و مت کے اقوال سے غلط استدلال:

خان صاحب نے بعض علماء کے حوالہ جات اس بارے میں پیش کیے ہیں کہ اللہ رب العزت کے ساتھ نہ خلق میں نہ تقدیر میں اور نہ وجوب وجوہ کے اندر کوئی شریک ہے کسی طرح ررق دینے والا وہ ہے اسی طرح کی عبارتیں حال صاحب نے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت ملا علی قاری، امام شعرانی، شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی نقل کی ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عداوہ کائنات میں تصرف کرنے والا کوئی نہیں اور کوئی کسی چیز کا مختار نہیں سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں لیکن خان صاحب نے جتنے بھی یہ حوالے پیش کیے سب بے سود ہیں کیونکہ اہل سنت بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ رب العزت ہی کائنات میں تصرف ہے بلکہ اہل سنت و جماعت کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ ماتحت اسباب مور میں بھی اللہ تعالیٰ ہی تصرف ہے کسی مرضی کے بغیر کوئی نہ ہاتھ نہیں دے سکتا ماتحت صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ ماتحت اسباب میں تو

بندے تصرف ہیں لیکن مافوق اسباب مور میں اللہ تعالیٰ ہی تصرف ہے۔

خان صاحب نے جو اہل عہد امت کا مطلب سمجھا ہے اگر وہ مراد یہ چاہتے تو پھر نہایت کریمہ کا کیا مطلب ہوگا جن میں ارشاد باری تعالیٰ کہ اللہ رب العزت ہی تمام ملکوں کا مالک ہے جس کو چاہے سارا عطا کرے کسی طرح میسر نہیں علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کی بادشاہی عطا فرمائی جس کے بارے میں مفصل حوالہ جات ہم سمجھتے اور نقل میں دے چکے ہیں اور ہم نے قرآن کی تفاسیر معتبرہ اور بلکہ خود دیوبند پاپ کے حکیم الامت شرف علی تھانوی ورن کے شیخ الامام شبیر احمد عثمانی شیخ ابند محمود افس کے حوالہ جات سے اپنے موقف کو ثابت کیا ہے حال صاحب نے اس طرح کی بھی عبارت نقل کی ہیں کہ تمام کائنات کے معاملات کی تدبیر کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے و مخلوق کے تمام حواس اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے وابستہ ہیں لیکن خان صاحب بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ماتحت اسباب امور میں بندے تصرف ہو سکتے ہیں، فوق اسباب میں نہیں ہو سکتے تو پھر خان صاحب کی نہ عبارت سے تو پتہ چلتا ہے کہ ماتحت اسباب میں بھی بندے تصرف نہیں ہیں نہ حال صاحب ہی نقل میں کیا ملک الموت کو اللہ رب العزت نے روح قبض کرنے کی طاقت دی ہے یا نہیں کیا روح قبض کرنے ماتحت اسباب ہے یا مافوق اسباب اگر ماتحت اسباب ہے تو کیا خان صاحب بھی کسی کی روح قبض کر سکتے ہیں اور اگر مافوق اسباب ہے تو کیا ملک الموت روح کے قبض کرنے میں تصرف نہیں ہے یا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے حالانکہ ارشاد باری ہے۔

لہ یعرفی الانفس حین موتہا

اور یہ بھی ارشاد پاک ہے۔

فمن یعرفکم عند الموت ندی وکل حکم

تو حاجت ہو گیا کہ اللہ رب العزت کے متصرف ہوتے سے مخلوق کے متصرف ہوئے تھے نہیں ہوتی خان صاحب نے جو ہائیں نقل کی ہیں کہ کائنات میں ایک خدا ہی متصرف ہے تو اس کا مطلب یہی سچا ہے گا کہ حقیقی متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ رب العزت مع اللہ معطل ہے جس طرح روری و رقی دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لیکن میکائیل علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے روری پہنچانے کی ایسی سوچ رکھی ہے۔

خان صاحب کا ایک عجیب خبط:

خان صاحب نے اپنی اس کتاب راہ ہدایت میں اس امر پر بڑا زور دیا ہے کہ کوئی مافوق اسباب نہیں ہے ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے اس سلسلے میں سب سے پہلے بڑی بینا کا حوصلہ پیش کیا کہ ہر چیز کے کچھ قسمی اسباب ہوتے ہیں تب وہ وجود میں آتے ہیں پھر خود ہی کہہ دیا کہ بن علی بن ابی طالب مقتدائے نہیں ہے اب خان صاحب یہ ارشاد فرمائی کہ اگر ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہے جس طرح آپ کہتے ہیں۔ تو پھر یہ فرق کیوں کرتے کہ مافوق اسباب ماتحت اسباب پھر تو ہر چیز ہی ماتحت اسباب ہی گئی دوسری گزارش یہ ہے کہ فی الواقع ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے یہ بات مسلم ہے لیکن بزرگان دین جب یہ لفظ بولتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو چیز عام عادی اسباب کے ذریعے واقع ہو وہ ماتحت اسباب ہے اور جو چیز عام عادی اسباب سے ممت کر ہو وہ مافوق اسباب ہوتی ہے۔ جس طرح ایک آدمی پانی پی رہا ہو جائے اور اس کی پیاس بجھ جائے پانی پیے سے اس کی پیاس بجھ جانا اس کا تعلق ماتحت اسباب مور سے ہے اور کسی بزرگ کی لہان چھوٹنے سے پیاس کا بجھ جانا یہ مافوق اسباب مور میں شمار ہوتا ہے۔

خان صاحب سے ایک سوال:

گرامر آپ کے نزدیک تحت الاسباب ہی تھی تو پھر آپ نے تنقید مشین میں یہ کیوں کہا کہ ماتحت الاسباب امور میں مستعانت چاہتا ہے اور مافوق الاسباب امور میں استعانت شرک پھر حضرت کو یہ فرق کرنے کی ضرورت کیوں پیش آگئی خان صاحب کو چاہیے کہ کہ سوچ سمجھ کون بات کیا کریں تاکہ شرمندگی نہ ٹھانی پڑے۔
نوٹ:

خان صاحب اس کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ نے ملک عطا فرمایا تھا وہ ماتحت الاسباب تھا ہم قارئین کے سامنے دوبارہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی آیت پیش کرتے ہیں وہ خود انصاف فرمائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا۔
رب ھب لی منکاً لا یشکی لاحد من بعدی انت الیھ الھاب المسحون بہ لریح تجوی بامرہ رخاء حیث اصاب والشب طین کل بناء وغواص
واخرین مقربین الی الاصلاد هذا عطاؤن لامنن او امنست بغیر حساب
ترجمہ:

اے اللہ مجھے یہ ملک عطا کر جو میرے علاوہ کسی کے ہاتھ نہ ہو یہ ملک تو سب سے بڑا عطا کرنے والا ہے پھر ہم نے ہوا ان کے تابع کردی جو ان کے حکم سے جہاں چاہتے تھے چلتی تھی اور غیبتیں اور غارتیں بنانے والے اور سمندروں میں غوطے لگانے والے درجہ یوں میں بندھے ہوئے جن ان کے ماتحت کر دیتے اس کے بعد فرمایا کہ یہ ہماری بخشش ہے چاہے احسان کر یا روکے رکھو تم سے کوئی

صاحب کتاب نہیں ہوگا۔

اسی آیت کے تحت کتب تفسیر میں یہی لکھا ہو ہے کہ یہ سیماں علیہ السلام کا معجزہ تھا مثلاً تفسیر مظہری تفسیر صادی، تفسیر قرطبی، تفسیر بیضاوی، تفسیر کشاف، تفسیر کبیر اور روح البیان، روح المعانی تفسیر جمل تفسیر خازن، تفسیر مائتہ، ان تمام کتب دور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب میں تصریح ہے کہ یہ سیماں علیہ السلام کا معجزہ تھا مثلاً البحر المحیط، تفسیر زمخشری، تفسیر معالم المتوزیل، مد رک، بیضاوی، شیخ زادہ، خفاجی علی البیضاوی، تفسیر حسینی، تفسیر ابن جریر، میثاقہ ربی، ابن کثیر

اب خان صاحب ہی بتائیں کہ معجزہ امور عادیہ میں ہوتا ہے یا امور غیر عادیہ میں، مگر معجزہ امور عادیہ کے اندر صداد ہوتا ہے تو پھر اس سے تو ثابت ہوا کہ غیر انبیاء کرم بھی معجزے دکھاتے ہیں کیوں کہ امور عادیہ تو ہر کسی کے اختیار کے تحت ہوتے جناب کچھ تو عقل کی بات کیا کرو

نوٹ۔

خان صاحب ویسے تو اہل سنت پر عین کرتے ہیں کہ خواہش نفس کی پیروی اور تکبر و جد سے کفر اس پاک کو سمجھنے کی توفیق نہیں ہوتی لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہر صاحب مشہور و مقبول

لعنوا بقیس علی نفسه

حضرت نے اپنا ہی حال بیان کیا۔

خان صاحب اہل سنت کی فکر نہ کریں اور نہ ہی ان کو نصیحتیں کریں بلکہ وہ سچی فکر کریں ہم خان صاحب سے عرض کرتے ہیں۔

اے بلبل رنگیں! تجھ کو تو چڑی ہے گانے کی

مگر تجھ کو تو چڑی ہے تیرے آشیانے کی

خان صاحب کو بتا سمجھنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ ہو کا سیماں علیہ السلام کے حکم کے مطابق چلن جنوں شیطانوں کا ان کے تابع ہونا اور کچھ جنوں کا بیڑوں میں اس کی حرست میں ہونا یہ نجات، سہا، امور ہیں یا موقوف الاسباب کیا ہمیں بھی ایسے امور پر قدرت حاصل ہے جیسے کہ سیماں علیہ السلام کو تھی، نجات، سہا، قدرت میں تو سارے بندے ہی یکساں ہوتے ہیں ہم قارئین سے رو بہ روبرو کر دیں گے کہ اس آیت کی تفسیر میں اشرف علی تھانوی اور شبیر احمد عثمانی کی تفاسیر جو ہم دیکھیں اور اوراق میں ذکر کر چکے ہیں دو بارہ بار غلط فرمائیں۔

خان صاحب سے ایک استفسار۔

خان صاحب نے یہ جو عبارتیں نقل کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر واحد متصرف ہے کوئی اس کے علاوہ ملک میں شریک نہیں تو کیا جن ربوں میں اللہ رب والعزت نے سیماں علیہ السلام کو یہ سارے تصرفات عطا فرمائے تھے وہ خدا کے شریک بن گئے تھے مگر سیماں علیہ السلام بھی اتنے عالی شان ملک کے ہاں جو خدا کے شریک نہیں بنے تو نبی کریم علیہ السلام کیسے اگر میں آسمان کی حکومت اللہ تعالیٰ کی عطا سے تسلیم کر لی جائے پھر سرکار علیہ السلام خدا کے شریک کیسے بن سکتے ہیں۔

نیز خان صاحب یہ بھی ارشاد فرمائیں کیا کسی بڑے سے بڑے دنیاوی بادشاہ کو اللہ رب العزت نے اتنا عظیم الشان ملک عطا فرمایا ہے جو سیماں علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے یہ عجیب تحت و سبب تصرف ہے جو سیماں علیہ السلام کے علاوہ کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہوا جنوں پہ بھی آپ کی حکومت ہو شیطانوں پر بھی

۔ جو دس پر بھی آپ کی حکومت ہو اور آصف بن برخیا جیسے صحابی آپ کے تابع فرما رہے ہیں جو چشم زدن میں تخت، کرچش کر دیں اور پیسے تو ہی پہل جن اس کے تابع فرمان ہوں۔ جو محفل برخواست ہونے سے پہلے تخت حاضر کرنے پر قادر ہوں حتیٰ عظیم الشان حکومت کے باوجود مگر سیماس علیہ السلام صرف ماتحت الاسباب میں ہی متصرف تھے تو پھر پتہ نہیں، فوق الاسباب کس چیز کا نام ہے۔

خان صاحب سے ایک گزارش:

خان صاحب نے اس کتاب میں تفسیر القرآن کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس کے اس میں تکبیر ہو یا خواہش نفس کا پیرکار ہو اس کو قرآن پاک کی سمجھ حاصل نہیں ہو سکتی اور خان صاحب کے متکبر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ مونا تا حیس اللہ میں شاہ صاحب کو علمی گہرائی حاصل نہیں ہے اور علمی طور پر ہر وہ باطل ناقص ہیں لہذا کو چاہیے کہ کچھ عرصہ علما و دیوبند سے آکر پڑھ لیں تاکہ انہیں کچھ علم حاصل ہو جائے۔

خان صاحب کا یہ مشورہ دینا ان کے متکبر ہونے کی دلیل ہے خان صاحب یہ بتائیں کہ جو علما و دیوبند بریلی و تقسیم سے پہلے گزرے ہیں ان کو علمی رسوخ کیسے حاصل ہو گیا مدد سے دیوبند اور ہٹی دیوبندی مدد ملے تو بعد میں وجود میں آئے اور ان کا رسوخ علمی تھا ہے کہ بولی دیوبندی ہو یا بریلی ہوں دونوں کا محتاج ہے۔ تو خان صاحب کا اس طرح کے دعوے کرنا یہ دوسروں کو حقیر سمجھنے کے مترادف ہے اور حدیث شریف جو مسلم شریف میں مروی ہے اس میں نبی کریم علیہ السلام نے تکبر کی نیکی تعریف فرمائی ہے۔ رشاد دہریا

الکبر بظن الحق وطمع الناس

کہ تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کا انکار کرے اور دلوں کو حقیر سمجھے اسلئے خان صاحب کو چاہیے کہ اپنی تکبر نہ روش کو چھوڑ کر توبہ کر کے سنی ہو جائیں اسی میں اس کا بھلا ہے ورنہ آخرت کے نذر سخت عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ اپنے ٹھکانے میں جا کر یہ کہیں گے۔

سواء صلب اجر عنا ام صبرنا ما لنا من محبص

باب مدبرات امر کے بارے میں ایک بحث اور خان صاحب کے وساوس کا ازالہ:

صاحب نور ہدایت مولانا حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ نے یہ کریمہ

قالمدبرات امر

کی تفسیر میں تفسیر کبیرہ خان و معام، جمل کے حوالہ سے لکھا کہ جبرئیل و میکائیل و عزرائیل و سراقل علیہ السلام امور الہیہ کی اہل زمین میں تدبیر و تقسیم فرماتے ہیں جبرئیل علیہ السلام ہو اور متکبر۔ پر مہکل جس میں میکائیل علیہ السلام ہارٹ اور روئیدگی پر مقرر ہیں عزرائیل علیہ السلام تقصیر روح پر در سر میکائیل علیہ السلام انجیل حکم پہنچانے پر متعین ہیں اور حضرت شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی کے حوالہ سے لکھا کہ مدبرات امرا سے مراد ملائکہ عظام جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت امیر لیل اور حضرت عزرائیل مع اعمام و جنود ہم کہ ہر ایک برے تدبیر مراد امور کو تہ مقہر فرمودہ اندر تو خان صاحب بھروسے ان تفسیر کے حوالوں کا کیا جواب دے سکتے تھے اس لئے زبان درازی پر اتر آئے اور حضرت شاہ صاحب کو بخشتی اونٹ کے ساتھ تشبیہ دے دی اور خان صاحب کی بوکھڑاہٹ کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس اس آیت کریمہ سے

مستدل کا کوئی جواب نہیں تھا ہم خان صاحب کی طعنائیں کیسے مزید عرض کرتے ہیں کہ صرف ان تفاسیر میں یہ تفسیر نہیں کی گئی بلکہ تفسیر میں کثیر جو خان صاحب کی مستند علیہ تفسیر ہے تفسیر مظہری، تفسیر کشاف، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان، تفسیر زاد المسیر، تفسیر میثاق چری، تفسیر درمثور، تفسیر صاوی، تفسیر قرطبی، مد رک اور دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شمس احمد عثمانی نے بھی تفسیر عثمانی میں یہی تفسیر بیان کی ہے تو اہل سنت کا استدلال یہ تھا کہ مدبر مرقاۃ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے لیکن للہ رب العزت نے یہ صفت فرشتوں کیسے بھی ثابت کی ہے تو جب تک ذاتی عطائی کا فرق نہیں کیا جائے گا آیات میں تطبیق نہیں کی جائے گی خان صاحب اہل سنت کے اس استدلال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبیاء کرم علیہم السلام اور اویہاء عظام کا متصرف ہونا اس آیت سے ثابت نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اعتقادی مسائل قیسی نہیں ہوتے تاکہ ملائکہ مدبر اور متصرف ہونے سے نبیاء کرم اور اویہاء عظام کے متصرف ہونے پر استدلال کیا جاسکے۔

جوابی گزارش:

خان صاحب یہ رشتہ فرمائیں کہ اگر کسی غیر اللہ کا متصرف ہونا شرک ہے تو قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ قرآن عظیم سے شرک بھی ثابت ہو جاتا ہے اور پھر خان صاحب نے اپنی کتاب کے سرورق پر لکھا ہے کہ مافوق لاسباب طریقے پر مختار کل اور متصرف فی الامور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ سرورق پر یہ بات لکھنے کے باوجود اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۸ پر حضرت نے یہ تسلیم کر لیا کہ ملائکہ کائنات کے اللہ متصرف ہیں۔

تو پھر خان صاحب خود ہی بتائیں کہ جب اللہ تعالیٰ ہی متصرف فی الامور

ہے تو پھر فرشتے کیسے متصرف ہو گئے کیا خان صاحب کے نزدیک فرشتے غیر اللہ نہیں ہیں؟ صرف نبیاء کرام اور اویہاء عظام غیر اللہ ہیں نیز جب خان صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ کائنات میں متصرف ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور کسی غیر اللہ میں ماننا شرک ہے تو اپنے قوس کے مطابق خان صاحب خود مشرک ہو گئے۔

خان صاحب کا دوسرا اعتراض:

خان صاحب کہتے ہیں کہ عقیدے کے سے قطعی دلیل چاہیے اور اس کی تو کئی تفسیریں کی گئی ہیں ہر یہ تو قطعی دلیل ہے درحقیقت سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا تو خان صاحب کی اس سب سے حرکت کے جواب میں ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ ہر عقیدہ قطعی نہیں ہوتا بعض عقائد قطعی بھی ہوتے ہیں درحقیقت عقائد پر قطعی دلائل قائم کیے جاسکتے ہیں جیسا کہ شرح عقائد نیز اس اور شرح مقاصد میں اس کی تصریح موجود ہے۔

نوٹ

نیز اس کے صفحہ ۵۹۸ شرح مقاصد جلد ۲ ص ۹۹ شرح مواقف ۶۹۹ نیز عقائد مسلم میں بھی التفصیل دیکھیں ملائکہ کی بحث میں یہ تصریح موجود ہے۔

خان صاحب کا تیسرا اعتراض:

خان صاحب کا تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اس آیت کی کئی تفاسیر ہیں لہذا اس آیت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ جس آیت کریمہ کی کئی تفسیریں کی گئی ہوں مگر اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا تو پھر تو قرآن مجید کی کسی آیت کریمہ سے استدلال کرنا صحیح نہیں رہے گا کیونکہ ہر آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام کی

کئی تفاسیر فرمادیتے ہیں اس نے عداۃ عبدالکیم سیالکوٹی نے چھ شیعہ بیہادوی میں ارشاد فرمایا استدلال باحد التفسیر وہ بات ہے اور استدلال باحد الہامائین اور بات ہے صاحب نے اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کی احکام شریعت کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ اعلیٰ حضرت سے سوا کچھ نہیں کہا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دہا میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ ہوگا بواسطہ فرشتگان اور یہاں در عقول عشرہ وانی ۱۲۰۲ ہے یہ ہر آں میں بد توکل سب کے خواہم حاکم حقیقی لقمہ نشی فرماتا ہے اعلیٰ حضرت سے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ کبر حاکم حقیقی عرب و اهل پاک ہے اس سے کہ کسی سے توکل کرے وہی کیا حاکم کہہ خالق۔ کہہ مدبر ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس سے عالم سہاب میں ملائکہ کو تدبیر مود پر مقرر فرمایا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فاما مدبرات مر۱۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

خان صاحب نے جو اعلیٰ حضرت کی عبارت سے استدلال کیا ہے اس عبارت کی حال صاحب سے مدعا یہ کہ وہ بات نہیں کیونکہ خان صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ ماتحت الاسباب امور میں بندے بھی تصرف کر سکتے ہیں اور بافوق الاسباب امور میں صرف اللہ ہی متصرف ہے لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امور کائنات میں تدبیر و تصرف کرنے کے اندر فرشتوں کا محتاج نہیں ہے کیونکہ ملائکہ کا یہ نظریہ تھا کہ اصل کارکنان قضا و قدر ملائکہ و عقول عشرہ وغیرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا تو اس طرح ان کے فحاش یا بواسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو گئے۔ یہ گویا ملائکہ کا تفویض امور والا نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ فرشتوں کے حواسے کر کے خود معاد اللہ معطل ہے تو اعلیٰ

حضرت نے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مدبر متصرف ہے اور ملائکہ کرم تدبیر امور کائنات کی اسباب ہی کہیں اسباب ہیں اور چہ فوق الطبیعت ہی تینوں نہ ہوں جس طرح جبریل علیہ السلام کے حضرت مریم علیہ السلام کے گویا ان میں پھونک مارنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اگرچہ سبب اور مسبب کے باہم رہا اور تعلق اور جبریل علیہ السلام کی تدبیر سے تھا۔

كما قال الله اما رسول ربك لاهب لك علما زكيا

لیکن تو اللہ و تامل کا سبب طبیی یہ نہیں ہے تو گویا اعلیٰ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ اسباب ظاہرہ اور ان کے مسببات میں بھی حقیقی موثر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھ جائے اور نظر اسباب پر نہ رکھی جائے بلکہ مسبب پر اور سبب غیر حادثہ میں بھی نظر اس کی دات پر ہونی چاہیے و موثر حقیقی اس کو سمجھنا چاہیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت تفسیر عزیری کی یہ عبارت کا خلاصہ ہے کیونکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے تفسیر عزیری میں ارشاد فرمایا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ غیر اللہ سے استعانت اس طرح کہ غلام صرف اس پر ہو اور اس کو اللہ تعالیٰ کی عانت کا مظہر نہ جانے تو حرام ہے مگر توجہ اور التفات محض مدد کی طرف سے اور اس غیر کو اللہ کی مدد و اور عانت کے مظاہر میں سے ایک مظہر سمجھ کر اور کا خدہ اسباب اور حکمت باری پر نظر رکھتے ہوئے غیر اعتد سے ظاہری استعانت کریں تو عروس سے دور نہیں ہوگی و شریعت میں بھی جائز ہے و درست ہے ورنہ یہ عقیدہ اسلام اور اسوئے حسنہ کی اسقانت سے کی ہے اور وہ حقیقت یہ استعانت غیر سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔

(تفسیر عزیری جلد ۱ ص ۸)

مگر اعلیٰ حضرت کا یہی نظریہ ہوتا جو خان صاحب کا ہے تو آپ یہ کیوں

فرماتے۔

حاکم حکیم داد و دادیں یہ کچھ نہ دیں

مردود یہ مردکس آیت خبر کی ہے

نیز خان صاحب یہ بتائیں مگر اختیارات کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا
نظر یہ آپ جیسے ہے تو پھر اس کو غبار کل ماننے پر مشرب کیوں مانتے ہیں نیز اعلیٰ
حضرت کی حد لکھتے بخشش کے اس شعر پر شرک کا فتویٰ کیوں لگاتے ہو۔

احد سے احمد اور احمد سے چھ

سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

نیز اعلیٰ حضرت نے خود اپنی کتاب الامن والاعلیٰ میں ارشاد فرمایا کہ وہایت
کتاب حضرت اور ملائکہ عظام کائنات میں متصرف ہیں نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ
حقیقۃً یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے کیونکہ مشرکین مکہ سے جب پوچھا جاتا کہ من پر ہر امر
تو وہ کہتے وسیعہ کہ اللہ اور اللہ رب العزت نے یہ صفت اپنے فرشتوں کیسے بھی ثابت
کی ہے اس کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں وہا پاک طائفہ کی سنگت والا واجب
تیک ذاتی اور عطائی کے اس مرقع پر ایمان نہیں لادے قرآن پاک کے ان قہروں
سے مان نہیں پاؤ گے اور جب اس فرق پر ایمان لے سکیں گے تو تمہارے شرک و کفر کی
یہ پختیں ختم ہو جائیں گی اس لئے خان صاحب کو چاہیے کہ مسندہ اعلیٰ حضرت کا اس
مصرع کا حوالہ دینے سے قہر کریں اور اپنی زبان کو لگام دیں اور اعلیٰ حضرت کی
عبارات کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں تاکہ اس مصرع کی ذلت و رسوائی کا سامنا نہ کرنا
پڑے اس آیت کریمہ کی ایک تفسیر بھی ہے قاضی بیضاوی علیہ رحمۃ لہم فرماتے ہیں ہم
اختصار کی خاطر اردو ترجمہ پیش کریں گے۔

قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہ صفات خمسہ موت کے بعد کائنات کی ارواح
کی صفات ہیں وہ اپنے شرف و فضل و رتبت کی ہدایت و ہدایت امر میں سے ہیں

چاہتے ہیں یا زندہ حضرات کے نفوس فاضلہ کی یہ صفات ہیں جو حالت سلوک میں
شہوات سے لگ تھلک ہو جاتے ہیں اور عام قدس کی طرف بخوشی راغب ہوتے ہیں
اور مراتب و ارتقاء میں تیرتے ہیں پس کمالات کی طرف سبقت سے چلتے ہیں حتیٰ کہ
سنگس کے بعد تکمیل کے مرتبہ پر فائز ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر بیضاوی علی حاشیہ شہاب جلد ۸ ص ۳۱۳)

اب خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ مرتبہ دوسری کتاب بیضاوی شریف کے
اندر بھی یہ مودود موجود ہے جو شرک پر مشتمل ہے تو پھر کیوں معاذ اللہ آپ سے ایک
مشرک کی کتاب درس نظامی کے نصاب میں داخل کی ہوں ہے۔ اس کتاب کو خارج
کر کے کوئی اپنی لکھی ہوئی کتاب شامل کر میں تاکہ لوگ شرک سے محفوظ رہیں عدم
خفا بھی بیضاوی کی اس عبارت پر حاشیہ لکھتے ہوئے ہیں رقمطراز ہیں کہ ہدایت
کے لفظ سے ملائکہ بھی مراد ہیں اور اولیاء کرم بھی مراد ہیں کیونکہ اولیاء کرام کی ارواح
مقدسہ اپنے بدن سے جدا ہونے کے بعد ملائکہ کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہیں اس وجہ
سے لوگوں کا تعلق ہے کہ اولیاء کرم کے مزارات پر حاضری دینی چاہیے مگر چہ بعض
مرد سوگس امر کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے اس فعل کی شکایت
ہے اس وجہ سے کہہ گیا اگرچہ حدیث نہیں ہے۔ کہ جب تم مود میں حیراں ہو جاؤ تو
قبر دونوں سے مدد طلب کرو اسی سے ملتی جلتی عبارت تفسیر روح المعانی کے اندر بھی
موجود ہے بیضاوی کے مشہور عالم شارح عدم شیخ رودہ نے بھی قاضی بیضاوی علیہ
الرحمۃ کی تفسیر کے ساتھ مکمل اتفاق کیا ہے اور ان کی تائید فرمائی ہے شیخ محقق نے بھی
ایضاً اہل بیت میں قاضی بیضاوی کی اس عبارت کی تائید فرمائی ہے امام ابن قاضی
بیضاوی سے پہلے اپنی تفسیر بھی یہ معنی بیان کر چکے ہیں ہم ان کی کثیر عبارت گذشتہ
ورق میں نقل کر چکے ہیں تفسیر روح المعانی کے اندر بھی یہی تفسیر موجود ہے اسی طرح

شہادوں میں محدث اہلوی رحمۃ اللہ علیہ تجلۃ اللہ الہانہ جلد ۱ ص ۱۳۱ میں اویہ کرم کو بدعت میں شمار کیا ہے۔ ان کی عبارت بھی گہ شنیہ و رائق میں نقل کر چکے ہیں اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث اہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر فتح العزیز کے ہر جگہ معنی صوفیہ کرم سے نقل فرمایا ہے دیوبندیوں و ہادیوں کے سلسلہ پیشو مولوں سے حاصل دھوئوں سے اپنی کتاب صراط مستقیم فارسی کے ص ۳۶ پر تحریر کیا ہے، مگر اسی طریق و اکابر میں فریق در زمرہ مانگے۔ بدعت الہامیہ معدود اند میں حوالہ میں عظام برا حوالہ مانگے۔ کرم قیاس دیا کر دے۔

اس طریقے کے نام اور اس گروہ کے اکابر کا شمار ان مانگے میں ہوتا ہے جو فائنات کا نظام چلنے پر مامور ہیں جس ان بزرگوں کے حال کو مانگے کے حوالہ پر قیاس کرنا چاہیے۔ اب خان صاحب سے استفسار یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ اویہ کرم یہ فرشتوں کو متصرف تسلیم کرنا شرک ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہے۔ در آپ کے نام اسماعیل دھوئوں جن کو آپ شہید کہتے ہیں وہ اویہ کرم اور فرشتوں دونوں کو فائنات میں متصرف تسلیم کر رہے ہیں کیا آپ کے شرک کا فتویٰ اسماعیل دھلوی پہ بھی لگے گا یا صرف اہلسنت کیلئے ہی ہے۔ خان صاحب کہتے ہیں کہ یہاں ماتحت الاسباب مودرہ ہیں کیا انہوں نے یہ آیت نہیں پڑھی فاما قسمت امرا تفسیر انہی کثیر تفسیر در منشور، تفسیر مظہری، ابن جریر روح معانی وغیرہ میں تصریح موجود ہے کہ قسمت سے مراد وہ فرشتے ہیں جو فائنات میں رزق ہارش وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ اویہ کرم کے شیخ اسامہ شہید احمد عثمانی سے بھی اپنی تفسیر عثمانی میں یہی بات لکھی ہے یا ہارش اور رزق تقسیم کرنا ماتحت الاسباب ہے یا فوق الاسباب ہے۔ در نجی کریم علیہ السلام کا ارشاد پاک مسند امام محمد، برائے انبیا و المرسلین میں بھی موجود جس میں فرمایا اللہ یرزق وناقسم۔ خان صاحب کو چاہیے کہ سرکار علیہ السلام کے اس فرمان

کو تسلیم کرتے ہوئے اس بات کے قائل ہو جائیں کہ نبی کریم علیہ السلام دہا میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے تقسیم کرنے والے ہیں ہمارے امام سے فرمایا
انا اعطینک لکونہ کی ہماری کثرت پائے یہ ہیں
رزق اس کا ہے کھاتے یہ ہیں

مزید رشت فرمایا۔

آسمان خوان زمین خواں نہاد مہمان
صاحب خانہ کس کا لقب ہے تیرا تیر

نوٹ:

تھانوی صاحب اپنی کتاب جہاں اویہ کے صفحہ ۳۰ پر ایک بزرگ بہ العباس شاعر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ چند بیسویں صدی عجم ہارش کرتے تھے مگر ہارش بیچنا ماتحت الاسباب ہے تو پھر کیا خان صاحب بھی ہارش کر سکتے ہیں، در فوق الاسباب ہے تو پھر خان صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہو گیا کہ مافوق الاسباب مودرہ میں کسی کو متصرف سمجھنا شرک ہے یا تو اس نظریہ سے تو یہ کریں اور سی ہو جائیں یا پھر سچے حکیم، امت کو مسخ شرک قرار دیں درجہ فائز اہلسنت پر لگاتے ہیں مگر واقعی آپ میں انصاف اور دایمت ہے تو یہی فتویٰ اپنے تھانوی صاحب پر بھی لگائیں۔

خان صاحب نے اپنی کتاب عبارت اکابر میں لکھا ہے کہ ہم تھانوی صاحب کے یہانی نسخوں پر عمل کرتے ہیں اور اپنی نجات کا سامان کرتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ اس ایمان نسخے پر عمل کریں صرف ہشتی زبیر کے آخر میں رزق کیے گئے برائی نسخوں پر عمل نہ کیا۔ میں تھانوی صاحب کے قلم سے مل سنت کی تائید میں نکلنے، ان بات کو بھی تسلیم کرنا کریں۔

خان صاحب کی مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب میں من گھڑت تفریق

خان صاحب کہتے ہیں مافوق الاسباب میں اکیلا اللہ ہی متصرف ہے جب کہ نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں جس کا جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اور کسی نے نمک طلب کرنا ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اب خان صاحب ہی بتائیں کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جانے کی صورت میں یا نمک کی حاجت کی صورت میں کبھی انہوں نے کسی غیر سے ستاعت نہیں کی صرف اللہ ہی سے مانگتے ہیں یا مسجد ہر سہ کے چند کے مسجد میں بھی انہوں نے کسی مخلوق سے ستاعت نہیں کی صرف اللہ ہی سے مطابہ کرتے ہیں تو ثابت ہو گیا اصل رومہ اور شرک کا کسی غیر اللہ کو مستقل متصرف سمجھنے پر سبے بایں معنی کہ اس کو موثر حقیقی سمجھا جائے نہ کہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب ہے۔

بیر حال صاحب اس دمر پر غور کریں کہ جب نبی کریم علیہ السلام کو ایک کالر نے سچے ہاتھ میں تلوار سے کر کہا کہ تمہیں میرے ہاتھ سے کون چائے گا تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا مجھے میرا اللہ ہی چائے گا تو اس حدیث پاک سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماتحت الاسباب کے اندر بھی اصل مستفان اللہ کو سمجھنا چاہیے نیز اتفاق سے پوچھا جاتا ہے کہ کائنات کی تدبیر کون کرتا ہے تو وہ کہتے تھے اللہ تو کیا اس سے مرد وہ ماتحت الاسباب امور لیتے تھے یا مافوق الاسباب؟ اگر ماتحت الاسباب امور مراد لیتے تھے تو پھر خاص صاحب کا نظریہ تو ن سے بھی بدتر ہے کہ مشرکین مکہ بھی ماتحت الاسباب امور میں اللہ تعالیٰ کو متصرف سمجھتے تھے اور خاص صاحب کہتے ہیں کہ ماتحت الاسباب امور میں مخلوق متصرف ہو سکتی ہے اور اگر مشرکین مکہ مافوق الاسباب امور میں صرف

اللہ تعالیٰ کو متصرف سمجھتے تھے تو پھر خاص صاحب ان لوگوں کے بارے میں کیا کہیں گے جنہوں نے فی البدیہہ امر کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ جبریل علیہ السلام ہوا پر سوکل میں میکائیل علیہ السلام بارش اور روحانی پر عزرائیل علیہ السلام قبض اوداج پر اور سرئیل علیہ السلام انہیں حکم فرمانے پر مامور ہیں تو پھر کیا یہ کابر جنہوں نے فائدہ برات کی تفسیر میں ان حضرات مانگہ کا ذکر کیا ہے ورتام معتبر مفسرین سے رجوع و انتظار تفسیر اس کو قرار دیا ہے تو پھر کیا ان تمام اکابر مفسرین کو ہر قرار دیا جائے گا اور خان صاحب اس مر کو تو بشیم کرتے ہوں گے کہ ملک الموت روح قبض کرنے پر قادر ہیں کیونکہ رشاد داری ہے۔

فمن يتوفىكم ملك الموت الذي وكل بكم

تو خان صاحب ہی فرمائیں کہ روح قبض کرنا ماتحت الاسباب امور سے ہے یا مافوق الاسباب امور سے اگر ماتحت الاسباب امور سے ہیں تو پھر خان صاحب بھی کسی کی روح قبض کر سکتے ہیں اور اگر مافوق الاسباب امور سے ہے تو پھر خان صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہو گیا کہ مافوق الاسباب امور میں صرف اللہ ہی متصرف ہے نیز خان صاحب اس آیت پر غور فرمائیں تو لہذا سلطانہ اخاب صاحب کو چاہیے کہ قرآن مجید کی آیت میں فکر و پیرا کرنے سے باز رہیں کیونکہ ارشاد داری تعالیٰ ہے۔

ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً

نیز خان صاحب اس حدیث پاک پر غور کریں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

انما هلك من كان قبلكم ضرر بواكتب الله بعضه ببعض انما نزل كتاب الله يصدق بعضه بعضاً فلا تنكروا بعضه ببعض ما علمتم منه فقولوا به فيما جهنم منه فعبود ابي عالمه
(ابن ماجہ - مسند امام احمد - مسند صحیح)

بے شک تم سے پہلی امتیں اس وجہ سے داس ہوئیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا باہم تعارض پیدا کر دیا۔ قرآن پاک کی آیات ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والی ہیں قرآن پاک کے بعض کی بعض کے ذریعے تکذیب نہ کرو جو کچھ اس میں سے چاہتے ہو چال کر دیا کرو اور جو نہیں جانتے اس کو چاہنے والے کی طرف سپرد کر دیا۔

خان صاحب کی خدمت میں ایک گزارش:

حان صاحب کی پسندیدہ تفسیر روح المعانی میں مرقوم ہے کہ جو لوگ قطب کو زمین آسمان میں متصرف مانتے ہیں ان کی طرف سے یہ دلیل دی جا سکتی ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے اذن سے قطب زمین و آسمان ہی متصرف ہے واللہ تعالیٰ کے دُعا سے غیر اللہ کے متصرف ہونے پر آیت دلیل ہے فاللہ برست امر۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱۰، از بر آیت من چہ بر الامر مراد) بیخِ خیال صاحب یہ شمار فرمائیں کہ رُبا لوق الاسہاب میں غیر اللہ متصرف نہیں ہو سکتے تو پھر عیسا علیہ السلام کس مسئلے کا علم نہیں تھا کہ یہ سیاحات علیہ السلام مسائلِ توحید میں اتنا درگم نہیں رکھتے تھے جتنا اسماعیل وھنویٰ حسین علی و ہارونہ صترم عارف صاحب کو حاصل ہے تو جب سیدمان علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا۔

ایکم بائیں بحر شہ: قبل بن یاتومی مسلمین لہر عفریت من ارجس ۱۵
الہٹ بہ قبل ان تفور من مقاصت والی علیہ لقوی میں

اور خاں صاحب لکھنا چاہیں کہ آپ کا بیٹا علیہ السلام کے بارے میں کیا فتویٰ ہے تو پھر یہ آپ کے نزدیک معاذ اللہ علیہ السلام سے بھی بڑھ گئے نیز جس چیز کو آپ شرک سمجھتے ہیں جو وقت اس کی تردید میں مصروف رہتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ کے نبی کے سامنے ایک جن بدھجو کر رہا ہے کہ میں محفل پر حاضر ہوں
 سے پہلے تخت پیش کر سکتا ہوں تو عیسا علیہ السلام نے اس کی تردید کیوں نہ فرماں
 بلکہ آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اس سے بھی جلدی چاہیے تو اللہ کے ولی نے عرض کیا
 میں پلک جھپکنے سے پہلے تخت پیش کر سکتا ہوں ہذا صاحب کو چاہیے کہ اپنے فتوں
 کفر کی زد میں نبی و علیہم السلام کو نہ لے آئیں اور اپنے آپ کو نبی و علیہم السلام سے
 بڑا موصد ثابت نہ کریں مسئلہ توحید میں انبیاء علیہم السلام کو جتنی شینا سائی ہوتی ہے
 اور ان کے دس میں توحید کی جتنی عظمت چاگزین ہوتی ہے وہ چارے اور تمہارے لحاظ
 سے گھربوں اور چھ رہا رہا ہے ہذا خان صاحب کو چاہیے کہ توبہ کریں۔

خان صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲ پر تحریر فرمایا ہے کہ مسئلہ استمداد
کے بارے میں مفصل بحث ہم نے گلدستہ توحید میں کر دی ہے وہاں مطالعہ کریں ہم
قارئین کی بارگاہ میں گزارش کریں گے صرف گلدستہ توحید کے مطالعہ پر اس اکتفاء نہ
کریں بلکہ سر واقعی ان کو حق کی طلب و تلاش ہے تو گلدستہ توحید کے جواب میں
نکلی ہوئی مسودہ کتاب نکلتی توحید و رسالت کا بھی مطالعہ کریں تاکہ تصویر کے دونوں
رخ سامنے آجائیں۔ درحالیہ صاحب کے اس مقولہ کی حقیقت بھی سمجھ میں آجائے
امدھائیں اللہ شیء

خان صاحب کا شرح مواقف کی عبارت سے غلط استدلال

حال صاحب شرح موقوفہ عبارت چھٹیں کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بتا ہے
سنت دوم حسب الوجود کے قائل نہیں اور نہ وہ بتوں کو صحت الوہیت سے متصف
مانتے ہیں۔ سچہ وہ اس پر۔ کا طلاق کرتے ہیں بلکہ اس پر۔ تو بیچارہ کم و بیش
بندوب یا فرشتوں یا متاروں کی تصویریں اور خوب بنا رحمت کے طور پر مافی تعظیم

شروع کر دی تاکہ اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکیں۔

خان صاحب کے استدلال کا رد:

خان صاحب کا اس عہادت سے استدلال کرنا ہماری ناقص سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ بات یہ ہو رہی ہے کہ موقوف الاسباب امور میں انبیاء علیہم السلام متصرف ہو سکتے ہیں یا نہیں اور خان صاحب نے حوالہ اس امر میں پیش کیا ہے کہ بت پرست نبی و علیہم السلام کی بڑے بڑے گان دین کی تصویروں کی عبادت کرتے تھے تو خان صاحب سے کون پوچھے کہ ان کی اس عبادت کو کون صحیح تسلیم کرتا ہے اہل سنت بھی اس بات کے قائل ہیں کہ کسی بھی غیر اللہ کی عبادت کرنا چاہیے تصویر کی عبادت ہو یا صاحب تصویر کی یہ عبادت شرک ہے جب کہ نبی و علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور مخلوق مانتے ہیں تو پھر ہم جب ان کو نبی خدا نہیں مانتے اور نہ ہی عبادت کے لائق سمجھتے ہیں چہ جائیکہ ان کی تصاویر کو خدا تسلیم کریں یا ہمارے امام کا یہ شعر خان صاحب نے حد لقمہ بخشش میں مدخل نہیں کیا جس سے ہمارے عقیدہ کی تہجلی ہوئی ہے۔

خیرے تو وصف عیب تھائی سے ہیں بری
خیراں ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا
کہ خالق کا بندہ اور خلق کا آقا کہوں تجھے

در مشرکین مکہ سخن کے ہمارے میں خان صاحب نے سابقہ غیر متعلق حوالہ پیش کیا ہے وہ حدودی مسئلہ کے دن عرض کریں گے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا كُنَّا نَقِي صَدَل مَبِي ۛ سُو بِكُمْ يَرْبِ الْعَالَمِينَ

تو خان صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ بتوں کی صرف تعظیم کرتے تھے جبکہ مشرکین مکہ خود یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جب تمہیں اللہ کے برابر سمجھتے تھے اور تمہاری عبادت کرتے تھے ہم کبھی گمراہی میں تھے جبکہ اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ۔
لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

نوٹ:

خان صاحب کی یہ صفت قابلِ داد ہے کہ کسی چیز کا خوب بنے یا نہ بنے کسی دلیل کا دعویٰ پر اطلاق ہو یا نہ ہو کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں گویا ملاں آں ہاشد کہ چپ نہ شود کے پورے پورے مصدق ہیں۔ در غم ٹھونک کر میدان میں آئے سنے چاری طرح ہنسی ہیں آگے یہ قسمت کی بات ہے کہ خان صاحب وہ جنگ جیتیں یا ہاریں گویا خان صاحب اپنے اس شعر کے پورے مصدق ہیں۔

فکست و فتح نصیبوں دے سے میر

مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

خان صاحب نے میر سید شریف جرجانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام اہل سنت محقق شمس احمد شیں امام المتکلمین حضرت کا مگر واقعی ان کے ہمارے میں بھی نظریہ ہے کہ وہ شمس احمد شیں ہیں ورنہ امام المتکلمین ہیں تو اس شرح مواقف سے ص ۶۶۶ پر انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کی قدرت سے صادر ہوتا ہے۔ جب کہ خان صاحب نے اپنی اسی کتاب میں بار بار لکھا ہے کہ یہ نظریہ کہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں یہ باطل پرستوں کا نظریہ ہے اور غیر اسلامی نظریہ ہے اب خان صاحب ہمیں صرف بتا رہا ہیں کہ کیا جو سستی امام اہل سنت بھی ہو اور شمس احمد شیں بھی امام المتکلمین بھی ہو کیا وہ غیر

عسائی نظریہ پیش کر سکتے ہیں مگر وہ غیر اسدی نظریہ پیش کرنے والے تھے تو پھر آپ نے ان کو اتنے عظیم الشان القاب کیوں دیئے اور آپ ان کی عبادت سے استمداد کیوں کرتے ہیں یہ غیر اسدی نظریہ پیش کرنے والے کو جسے بڑے القاب دے کر اور رحمتہ اللہ علیہ کہہ کر آپ کا انجام یہ ہوگا کہ صاحب کو چاہیے کہ اس کو یہ برٹک ماننا چھوڑ دیں یا ان کے ان قوس و جوبل سنت پیش کرتے ہیں تسبیح کرنے کا دعوت کریں۔

مولوی سرفراز کی طرف سے حسین علی کی برات کی ناکام کوشش:

صاحب نور ہدایت مولانا حسین الدین شاہ صاحب نے مولوی حسین علی پر لازم قائم کیا تھا کہ مولوی حسین علی اللہ تعالیٰ کے علم عیب کا قائل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب بلفہ اخیر ان میں کل فی سنت معین کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے یہ محدثہ حصہ ہے، قبل کے ساتھ نہیں تاکہ یہ مآئے کہ تمام باتیں اس کتاب میں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہلسنت کا مذہب ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے علم لکھ رہے ہیں فرشتے۔ (بلفہ اخیر ان ص ۱۵۴)

تو اس عبارت کا خوب دیکھتے ہوئے خاں صاحب کہتے ہیں کہ بلفہ اخیر اس عبارت کی پوری تصدیق نہیں ہے بلکہ یہ حضرت کی تقاریر ہیں جو ان کے شاگردوں سے تحریر نہیں ہوئی بلکہ ان نظامیوں و مدداریں ستار پر نہیں لکھی جاسکتے۔ مگر خاں صاحب کی پیش کردہ دعویٰ سے ہمارے میں عرض یہ ہے کہ خاں صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ یہ حضرت کی پوری تصدیق نہیں ہے بلکہ حضرت کی تقاریر ہیں لیکن جس صفحہ سے حضرت نے یہ عبارت نقل کی ہے یہ تقاریر عدم اللہ و مذہب شاہ عباسی کے قلمبند کی تھیں۔ لیکن

خان صاحب اس کے بعد والا احمد چھوڑ گئے کہ حضرت نے بعد میں اس پر نظر ثانی بھی فرمائی تھی تو اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ حسین علی سے ان تمام عبارت کو مدح و تحسین کیا تو اس کی تائید و تصدیق کے بعد یہ کتاب منظر عام پر آئی اور اس کتاب کے شروع میں کافی خواب بیان کیے گئے ہیں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ نے حسین علی کو اس کتاب کے لکھنے کا بہام کیا تھا تو پھر حسین علی صاحب نے نئی سستی کا مظاہرہ کیوں کیا کہ بعض تقاریر پر نظر کی اور بعض پر نہ کی کیا ان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ جب یہ کتاب منظر عام پر آئے گی تو مگر اس میں غلطیاں ہوئیں تو میری طرف منسوب ہوں گی نیز حسین علی نے کتاب کے شروع میں یہ بھی لکھا ہے کہ تمام نبیاء علیہم السلام سے حسین علی کو کہا کہ آپ قرآن پاک کی تفسیر لکھیں تو پھر حسین علی سے میاں علیہ السلام کی فرمائش کی یہی قدر کی؟ کہ اپنی اعلیٰ تقاریر کو ہاں متیاب مدح و تحسین بھی۔ کیا یہ اس کی کوئی دیا ستداری ہے۔

دوسری گردش یہ ہے کہ فیض ہادی بھی تو نور شاہ کاشمیری کی اعلیٰ شرح ہے پھر اس شرح کو ان کی تصدیق میں کیوں شمار کیا جاتا ہے نیز بلفہ اخیر ان کی یہ عبارت بھی قابل غور ہے کہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جو آیات معجزہ کے مدہم کے خلاف آتی ہیں اس کا وہ صحیح مطلب بیان کریتے ہیں لیکن جو آیات کریمہ میں سنت کے مذہب کے خلاف آتی ہیں اس کا وہ صحیح مطلب بیان نہیں کر سکتے یہ عبارت بھی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کو حادثہ مانتے ہیں حال صاحب نے حسین علی کی مدح و تحسین کر کے کیسے ان کی کتاب تحریکات حدیث کا حوالہ پیش کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا ہونے سے پہلے بھی جانتا ہے تو خاں صاحب کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ یہ ن کی آخری کتاب ہے اور اس میں مسئلہ تقدیر کو انہوں نے دہل سے ثابت کیا ہے اس بارے میں گردش یہ ہے کہ اگر ایک

کتاب میں گستاخانہ عبارت چائے تو جب تک اس سے توبہ نہ کی جائے اور اس عبارت سے رجوع نہ کیا جائے تو اس وقت تک دوسری عبارت سود مند نہیں ہوتی اور شاہ کشمیری کے ملفوظات میں ہے کہ جب ایک جگہ لوگوں غلط ثابت ہو جائیں تو جب تک ان سے توبہ نہ کی جائے تو ہزاروں مدعیہ کلمات بھی فائدہ نہیں دے سکتے جب تک ان گستاخانہ غلطی سے توبہ نہ کی جائے۔ ملفوظات محدث کشمیری ص ۲۹

اسی طرح دیوبندیوں کے بن شیر خدا مرتضیٰ حسن دہلوی نے کتاب شد للعدوب میں لکھتے ہیں کہ مراد قادیانی نے جو عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخیاں کی ہیں تو جب تک وہ ان سے توبہ نہ کرے اور تعزیری غلطی کبنا بھی رہے تو اس کو وہ تعزیری غلطی فائدہ نہیں دیں گے۔

لہذا خان صاحب کی یہ کوشش بے سود ہے کہ تحریرات حدیث کا حوالہ دے کر اس کی جان چھڑ میں نیز خان صاحب کی حدیث کیلئے عرص ہے کہ اشرف علی تھانوی کے پاس جب بدعتہ اخیر ال بھیجی گئی تو اس نے کہہ دیا کہ میں اس کو اپنے کتب خانے میں نہیں رکھنا چاہتا اور نہ اپنے متعلقین میں سے کسی کے کتب خانے میں یہ کتاب دیکھنا چاہتا ہوں لہذا فوراً اس کتاب کو واپس بھیج دیا جائے۔

(امداد الفتاویٰ جلد ۶ ص ۲۱)

نوٹ

اشرف علی تھانوی کا یہ ظہار ناراضگی اسی عبارت کی وجہ سے تھا جس عبارت کی خان صاحب صفائی پیش کر رہے ہیں جیسا کہ امداد الفتاویٰ کے اس جلد و صفحہ پر یہ تصریح بھی موجود ہے۔

نیز خان صاحب بدعتہ اخیر ان کے دن الفاظ پر غور کریں کہ آیات قرآنیہ جیسا

کہ بعلم الذین اور حدیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر مستطبق ہیں بعض مقدم جو معتزلہ کے مطابق نہیں جتنے ان کا معنی صحیح کرتے ہیں اور اہل سنت و ائمہ معی علم ظہور جیتے ہیں تو یہاں خان صاحب دیکھیں کہ مولوی حسین علی صاحب صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ آیات واحدیت ان کے مذہب کو ثابت کرتے ہیں اور ان کے مذہب پر پوری طرح مستطبق ہیں تو یہاں صاف طور پر معتزلہ کے مذہب پر قرآن حدیث کو مستطبق کیا جا رہا ہے اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جو تمام معتزلہ کے مطابق نہیں جتنے ان کا معنی صحیح کرتے ہیں۔

خان صاحب ہی جانتے ہیں کہ اس عبارت ہی معتزلہ کی واضح تائید نہیں خان صاحب کہتے ہیں کہ حسین علی نے یہ تو نہیں کہا کہ بعلم الذین منوا آیت کریمہ کا انطباق۔ مگر مذہب پر صحیح ہے کیسے حضرت نے یہاں کوئی اچھی قایدیت کا مظاہرہ نہیں کیا کیوں کہ حسین علی ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جو آیات واحدیت معتزلہ کے مذہب کے خلاف ہیں ان کا صحیح معنی کرتے ہیں یہ عبارت اس امر کی صاف غمزدگی کر رہی ہے کہ حسین علی صاحب اس بارے میں اہلسنت کے موقف سے مطمئن نہیں اور معتزلہ کا مذہب ان کے رد ایک قوی ہے لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ حسین علی د عقیدت سے باز ہو کر اس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے حاد و مریدوں کو ہائے طاق رکھتے ہوئے پچھلے قاعدہ کا بھی غلط کریں اس سے بڑے دیوبندی ہونے میں کوئی فرق نہیں آئے گا خان صاحب نے جو اعلام اللہ خان کا حوالہ دیا ہے کہ اس نے یہاں شائع کیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ بدعتہ اخیر ان کی اصل عبارت اسی طرح تھی کہ عظمیٰ سے جو نکلی گئی جس سے اصل مطلب بدل گیا ہے۔

تو خان صاحب یہ فراموش کریں کہ کیا غلام اللہ کو کتاب کی غلطی اس وقت یاد آئی جب اہل سنت کی طرف سے اعتراض ہو چاہے ان پر اس غلطی کا کشاف کیوں نہ

ہو سکا پھر کاتب غلطی غلطوں میں ہوں یہ تو نہیں کہ عبارت ہی ساری نہ ہو کر
رہ جائے یہ طریقہ کوئی چھ نہیں کہ جب بندہ پھنس جائے اور کھڑے قوت لگے شروع
تو جائیں تو بچائے تو چہ کرنے کے ساری غلطی کا تپ کے سر قہوہ دی جائے۔

دیوبندیوں کے بندہ تعالیٰ کے علم غیب پر منکر ہونے پر
ایک اور دلیل

بلکہ اخیر ان کی عبارت کی غلطی کو تو خان صاحب نے شاگردوں اور کاتب
کے ذمہ لگا دیا ہے لیکن سہمیل دھول کی اس عبارت کے بارے میں خان صاحب
کیا رشاد فرمائیں گے وہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں کہ
غیب کا دریافت کرنا اپنے فقیر میں ہو کہ جب چاہے کر کچھ یہ اللہ صاحب کی ہی
شار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

در خان صاحب شرح عقائد پڑھا پڑھا کے بوڑھے ہو گئے ہیں اور ان کو پتہ
ہوگا کہ شرح عقائد کے اندر یہ عبارت موجود ہے۔

ن بصاد عن الشیء بانقصه ولاختیار یكون حادثاً بالضرورة

جو مر کسی سے اور اسے در اختیار کے ساتھ صادر ہو وہ بالبدیہ حادث
ہوتا ہے تو گویا سہمیل دھول کی نظریہ یہی ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ کا علم غیب حادث
ہے کیا حال صاحب یہاں بھی فرمائیں گے یہ کتابت کی غلطی ہے یا امدادی کتاب ہے
کہ شاگرد سے غلطی ہو گئی ہے در سہمیل کی تقویۃ الایمان کے بارے میں رشید احمد
کنہوی لکھتا ہے کہ اس کتاب کا رکھنا پڑھنا و عمل رنا عین اسدہم ہے اور اس قیامی
رشیدیہ کے دوسرے مقدمہ پر لکھتے ہیں کہ بندہ کے رویہ تقویۃ الایمان کے تمام
مسائل صحیح ہیں اب خان کے پیر و مرشد حسین علی صاحب گنگوہی صاحب کے شاگرد

ہیں تو ظاہر بات ہے ان کا بھی وہی عقیدہ ہوگا جو ان کے استاد کا ہے اور پھر خان
صاحب کا نظریہ بھی وہی ہوگا جو گنگوہی صاحب کا ہے بلکہ پوری دیوبندی دہریت
کا بھی یہی عقیدہ ہوگا کیوں کہ گنگوہی کا اپنے بارے میں شاد ہے کہ حق وہی ہے جو
میری رہن سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں مگر عات موقوف ہے میری اتباع پر تو اگر حسین
علی گنگوہی صاحب کے لئے کو نہ رہے کہ پوری تقویۃ الایمان پر عمل کرنا مرص ہے تو
ہریت و نبوت سے محروم ہو جائے گا در گزرتے تو اس کا مسلک بھی یہی ثابت ہوگا
کہ وہ بھی اللہ کے علم کو حادث مانتا ہے پھر خان صاحب پر گویا کہ یہ مقولہ سچا آئے گا۔

والقر رہا منہ لقرار

اسی طرح نور شاہ کشمیری نے بھی فیض ہارن کے اندر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا
علم چاہی کی طرح ہے جس طرح چاہی سے جب چاہے کوئی تا۔ کھوں سے اللہ تعالیٰ
کے پاس بھی غیب کے خزانوں کی کتبیں ہیں جب چاہے غیب دریافت کرے۔ خان
صاحب نے یہ بڑ عجیب دعویٰ کیا ہے کہتے ہیں کہ حسین علی تو ساری زندگی درس
دیتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہی علم غیب جانتا ہے وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ بدقت علم
غیب نہیں جانتا تو خان صاحب کا یہ دعویٰ بڑ عجیب ہے کیونکہ سروری تو نہیں کہ جو
آدمی کافی عرصہ ایک عقیدے کا پورا کرتا رہے تو اس سے اس عقیدہ کا لکار صادر نہ
ہوئے یہ حسین علی کے بارے میں قرآن کی آیات کی طرح ہیں کہ ان میں تصریح
نہیں ہو سکتا دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ نبیہ علیہ السلام کے علم
غیب امدادی کے نکار کی ان پر یہ غیوست پڑی ہو در اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے منکر
ہو بیٹھے ہوں جس طرح شاہ سہمیل دھول نے نبیہ علیہم السلام کی نفی کرتے کرتے
اللہ تعالیٰ کے علم غیب کو بھی حادث قرار دے ڈالا۔

خان صاحب کا ایک اور بے بنیاد دعویٰ

خان صاحب، اپنی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۱۳۶ پر لکھتے ہیں حضرت حسین علی اہل بیت کے نام اور توحید و ملت کے رمی اور شرک کے مٹانے والے تھے۔

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ خان صاحب کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے کہ حسین علی صاحبہ لو حیدر دست کے داعی تھے وراثت ملت کے نام تھے کیوں کہ حسین علی نے اپنی اس کتاب ہفتہ اخیر ال میں لکھا ہے کہ بی کریم علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ میر قبیلہ تبدیل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابھی تو تمہیں یہ قبیلہ پسند نہیں آگے چل کر پسند آجائے گا حالانکہ تمام مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ تھوہیل قبیلہ نبی کریم علیہ السلام کی خواہش کے مطابق ہوئی اور صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اس عمر کو پسند فرماتے تھے کہ میر قبیلہ وہی ہونا چاہیے جو ابراہیم علیہ السلام کا قبیلہ تھا نیز بخاری و مسلم میں حدیث پاک ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ہاؤری کہہ ، یا راع لی ہوں یا رسول اللہ ﷺ نبی کریم علیہ السلام نے آپ کے عرض کر کے ہاوجود سکوت فرمایا مگر ان کا یہ نظریہ غلط ہوتا تو سرکار علیہ السلام ان کو ٹوک دیتے اس طرح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت عمر کی یہ خواہش تھی کہ مقام برہم پر لہڑ پڑھنے کا حکم نارس ہونا چاہیے اور پردے کا حکم نارس ہونا چاہیے شرب کی حرمت واضح طور پر نازل ہوئی چاہیے تو اللہ رب العزت نے اس کی تمام خواہشات کو پورا فرما دیا بلکہ امام سیوطی نے تاریخ خلفاء میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں آیت اللہ رب العزت نے حضرت عمر کی مرضی کے مطابق نازل فرمائی ہیں اور وہابی حضرت خود بھی ایک موقع پر تسلیم کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ قیدیوں کو قتل کر دیا جائے

تو نذر رب العزت نے اس کی مرضی کے مطابق حکم نازل فرمایا اور وہاں حضرات اس واقعہ کو نبی علیہ السلام کے علم غیب کی نفی میں پیش کرتے ہیں چلاو یہ تو ثابت ہو گیا کہ نذر رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے مطابق قرآن مجید اتارا تو پھر وہاں حضرات کو کیا بغض ہے نبی کریم علیہ السلام کی ذات سے کہ آپ کی خواہش کے مطابق تحویل قبہ مانے کو بھی تیار نہیں ہیں جبکہ نبی کریم علیہ السلام کے غلاموں کیلئے کئی امور کا صدور ان کی خواہش کے مطابق تسلیم کرے کیسے تیار ہیں کم رکم وہاں حضرات اس آیت پر ہی غور کر لیتے

لمسبح اطراف النهار و آماء الين نعلث لرضى

نیز یہ آیت کریمہ کاٹش وہاں حضرت پڑھتے۔

رئیسوف پھیلپٹ ریتھ فٹرنٹری

کاش حسیں ملی اور اس کی ذریعہ اس آیت کریمہ کو ملاحظہ کریتے۔

لهم عايشاؤن عتله ربهم

اسی طرح ارشاد ہادی تعالیٰ ہے۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَا لَمْ تُشْتَهَىٰ أَنْفُسُكُمْ

جن کے ضاموں کی اللہ رب العزت اتنی عزت افزائی فرمائے گا کہ

غواہوں سے قہر بھی تہدیل نہیں ہو سکتا نیز آیت کریمہ ملک ترضی اور

و سرف یعظیٹ ریلٹ فتر صی

سے تو صاف ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کریم صلیہ السلام کی رضا کا

طلب گار ہے خان صاحب کو چاہیے کہ نسیمین علیؑ کا خاتمہ المریدین ہوے پر فخر نہ کریں

ہلکہ نبی کریم صلیہ السلام کی غد می میں داخل ہو جا میں۔

جسین علی کی مریدی کے بغیر نجات ممکن ہے لیکن ٹی کریم علیہ السلام کی

ندی کے جبر بجا ت ممکن نہیں ہے تو ہم خان صاحب سے یہ عرض کریں گے کہ آپ کس سے پنا تعلق تو رکھتے ہیں اور کس سے اپنا تعلق جوڑ چکے ہیں۔

از کے بریدی دیکھتے پھرتی

خان صاحب اس حدیث پہ غور فرمائیں نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا۔

لو کان موسیٰ حیاً ما وسعه الا تباغی

نیز فرمایا۔

یومئذ نکم موسیٰ فاتبعموه و تروکتھموسیٰ بضمیمتھم عن مواء لمسیبیل

تو خان صاحب اس امر پہ غور کریں کہ نبی کریم علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کو جس کو یہ برداشت بھی نہیں ہوا کہ قرآن پاک سے سرکار کی یہ شان کیوں ثابت ہو رہی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی خوشی سے قہر تبدیل ہو گیا تو وہ قرآن مجید کی تحریف منقوی پر اتر آیا۔ اور آیت کریمہ۔

فلم یصل قبلہ لوجہا

کا ترجمہ یہ کر دیا کہ ابھی تو آپ تو یہ قہر پسند نہیں ہے مگر چل کر آپ راضی ہو جائیں گے تو جس آدمی کو سرکار علیہ السلام کی ذات پاک سے اتنا بغض ہو کہ خاتم المرسلین بن کر آپ کی حاصل کریں گے بخاری شریف میں حدیث قدسی ہے۔

من عادی بی ولی فقد اذنتہ بالہرب

تو جب اللہ کے ولی سے عداوت رکھنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے تو پھر نبی و انبیاء علیہ السلام کے ساتھ عداوت رکھنے والے کے خلاف اللہ تعالیٰ کا کتنا سخت عدان جنگ ہو گا تو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سخت عدان جنگ ہو خان

صاحب کو چاہیے کہ ان کی مریدی سے تائب ہو جائیں ورنہ مسلک اہل سنت میں شامل ہو جائیں نیز خان صاحب کا یہ دعویٰ کہ حسین علی اہل سنت کا ہام تھا برا خطرناک دعویٰ ہے کیونکہ اس نے اپنی کتاب ہفتہ اخیر میں تحریر کیا ہے کہ نبیاء و نبیاء نعوذ باللہ شیطان میں آیت کریمہ ومن یملک بالحد غوث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ حد غوث کا معنی ہے کل عہد من دون اللہ اس لحاظ سے نبیاء کو بھی حد غوث کہا جا سکتا ہے اور دیکھو بدیوں کے حکیم از دست و شریعتی تھوڑے اپنی آخری کتاب المودار والنواذ میں حد غوث کا معنی لکھا ہے شیطان نیز ایک اور دیو بندی مولوی عہد غیوط ہیروئی سے اپنی کتاب مصباح الوصیات میں حد غوث کا معنی لکھا ہے بدی و بری کا سرخشاں خان صاحب ہی بتلائیں کہ جو آدمی نبیاء و نبیاء کو بدی و برائی کا مرقعہ قرار دے کیا وہ صاحب ایمان تو حید و ملت کا داعی قرار دیا جائے خان صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ شرک و بدعت کے مٹانے والے تھے حالانکہ نبیاء علیہم السلام کی تو ہیں گزرا یہ کتاب و ملت کے بالکل خلاف ہے۔

نوٹ۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبیاء و نبیاء کو حد غوث کہنا یہ حسین علی کا نظریہ نہیں ہے بلکہ غلام اللہ کا ہے تو ہم من حضرت سے گزارش کرتے ہیں کہ چلو غلام اللہ کا نظریہ ہی کسی لیکن گستاخ رسول علیہ السلام کا جو حکم شرعی ہے وہ انہیں غلام اللہ پر لگو کرنا۔ چاہے اگر وہابی حضرت یہ کہیں کہ یہ لفظ یون گستاخی ہی نہیں ہے تو کیا یہ کہہ جا سکتا ہے کہ خان صاحب پوری دیو بندی قوم کے حد غوث ہیں۔

قارئین کی خدمت میں ایک گزارش:

جو حضرات طاغوت والی مہارت کے مفصل رد کو مد خطہ لہرانا چاہیں تو وہ حضرات

علامہ عمر ابن ربیع رحمہ اللہ دوراں مام اہل سنت مورثا احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی کتاب مہارک مصباح کا مطالعہ فرما میں نیز راقم کی کتاب عہد اکابر کی عہدت کا تحقیقی جائزہ جلد دوم کا مطالعہ فرمائیں جس میں اس بارے میں مفصل بحث کی گئی ہے۔

خان صاحب کے مام اہل سنت کا ایک بھیا نیک خواب۔

مولوی حسین علی مدظلہ العالی ان کے شروع میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم علیہ السلام ایک صراط سے گزر رہے ہیں اور میں نے ان کو گرنے سے بچایا۔

اگر وہابی حضرات یہ کہیں کہ یہ تو خواب کی بات ہے تو وہابی حضرات ہی بتلائیں کہ اگر ایک آدمی یہ کہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں صاحب مدظلہ العالی کی جوتوں سے مرمت کر رہا ہوں تو کیا دیوبندی حضرات اس کے اس بیعت کر وہ واقعہ کو صحیح تسلیم کریں گے اور اس خواب بیاں کرنے والے کی اس بات کا برا نہیں منائیں گے۔

نیز خان صاحب سے ایک سوال یہ بھی ہے کہ جب حسین نے بقول اپنے نبی کریم علیہ السلام کو سہار دیا ہے اور نیچے گرنے سے بچالیا ہے تو حسین علی حود کہاں کھڑے تھے تو ظاہر بات ہے خود نیچے کھڑے تھے تب ہی نبی کریم علیہ السلام کو اس نے سہارا دیا ہے بقول اپنے جہنم میں ان کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ

ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ خوابوں کی دنیا الگ ہے لیکن چودہ سوسا۔ اسلامی تاریخ میں وہاں بھیا نیک خواب نہ ہم سے کسی کتاب میں پڑھا نہ کسی ہے ساجو کہ دوح بدو مجدد سے بیاں کیا نیز خوش عقیدہ آدمی کو کوئی دیکھے چاہے اس کی خبری

صوربت بھیا نیک ہی کیوں نہ ہو جس طرح امام بخاری علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم علیہ السلام کے عظام مہارکہ کو کھنڈ کر رہے ہیں یا نبی کریم علیہ السلام کے جسم اقدس سے لکھڑیوں کو دور کر رہے ہیں تو علماء سے اس کی تعبیر یہ لہرائی گئی کہ حضرت امام نبی پاک علیہ السلام کی احادیث مہارکہ کو جمع فرمائیں گے در ضعیف و موضوع احادیث کو صحیح احادیث سے جدا کریں گے لیکن چونکہ وہ خوش عقیدہ تھے اس لئے علماء نے اس کے خواب کی یہ تعبیر فرمائی لیکن حسین علی کا سرکار علیہ السلام کی ذات پاک سے بغض رکھنا اور بد عقیدہ ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ان کے چاہتے سے قہر تبدیل نہیں ہوا بلکہ آپ کی مرضی کے برعکس تبدیل ہوئے تو یہ بعض مصطفیٰ کا ہی کرشمہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی شان پر صراحتاً درست کرنے والی آیت کو پے زعم غاصد کی وجہ سے نبی کریم علیہ السلام کی شان مہارکہ کی ٹی میں پیش کرنے کی کوشش کر دی نیز غیور و اولیاء کو شیطان قرار دے دیا تو ان دنوں سے ثابت ہوا کہ وہ انتہائی بد عقیدہ شخص تھا تو اس طرح کے بد عقیدہ خواب کو اس کے خشت باطن پر ہی محمول کیا جائے گا کیونکہ علم معانی کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کہے۔

نہت الرابع البطل

تو اس کے اس قول کو کفر یہ نہیں کہا جائیگا بلکہ مجاز پر محمول کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی دہریہ کہے کہ

نہت الرابع البطل

تو اس کے اس قول کو کفر یہ نہیں کہا جائیگا اور اس کے اس قول کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا تو پتہ چلا کہ قائلین کے اختلاف سے بھی بعض اوقات حکم کی نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ گر لرق مراتب نہ کی زندگی۔

مجدد و یو ہند کی شان اہل بیت میں گستاخی:

مولوی حسین علی پٹی مشابہت اخیر ان میں آیت کریمہ افش پیش مکہ اربع کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ اے کور کور نہ مروا رکراہ چوں حسین المردہا تا غیبتی چوں حسین نذر ہوا۔

مولوی حسین علی نے اس آیت کی تفسیر میں گمراہ آدمی کی مثال بیان کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کا ذکر کر دیا اور ان کو اس آیت کا مصداق بتا دیا کہ جو آدمی دندھا ہو کر چلے۔

دیکھیں یہ کتنی بڑی گستاخی کا اس نے ارتکاب کیا حالانکہ مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک قرآن و دوسری اہل بیت ایک کی شاہ دوسرے سے زیادہ ہے ہمد میرے بعد ان دونوں سے تمسک کرنا تب ہی تم نجات پا سکو گے۔ اسی طرح جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے فرمایا کہ میں تمہارے بعد دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم اس سے تمسک رہو گے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اور یہ دونوں اکٹھے رہیں گے حتیٰ کہ حوض کوثر میں میرے پاس حاضر ہوں گے۔

تو جس ہستیوں کے واسطے تھانے کو نبی کریم علیہ السلام ہدایت کا درجہ قرار دیں یو ہندیوں کے مجددان کو گمراہ قرار دیں تو ثابت ہو کہ دیو ہندی مجدد کی سوچ اور نبوی سوچ کے درمیان آسمان کا فرق ہے نیز جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

حسین منی و ناس حسین

تو جس ہستی پاک کے پاس میں نبی کریم علیہ السلام فرمائیں کہ وہ مجھ سے ہیں میں اس سے ہوں تو اس کو گمراہ قرار دینا یہ کہاں کی دیوانہ داری ہے۔ یہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

من احببت فقد احببتی ومن بغضت فقد بغضت

جس نے حسین سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی و جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

اس حدیث پاک کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور امام حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے اس کو صحیح قرار دیا اور علامہ رحمی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا۔ جن کی محبت کو سرکار علیہ السلام اپنی محبت قرار دیں و جن سے بغض رکھنے کو سرکار علیہ السلام اپنے ساتھ بغض رکھنے قرار دیں کہ پنا کہاں کی شرافت ہے۔ یہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اذا حارب لمن حاربهم و سلم لمن سلمهم

جس نے پختن پاک کے ساتھ جنگ کی میری بھی اس کے ساتھ جنگ ہے و جس نے اس کے ساتھ صلح کی میری بھی اس کے ساتھ صلح ہے جامع ترمذی شریف میں بھی یہ حدیث پاک موجود ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ مدظلہ ہو تقریب تہذیب انتہا یہ نیز مدظلہ ہو تنقیح الرواۃ مسلم شریف میں بھی روایت ہے۔ کہ جب آیت کریمہ۔

تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نسائنا و نسائکم لندعکم

تلاں ہوئی تو نبی کریم علیہ السلام نے حضرت علی (ع) حضرت فاطمہ الزہراء (ع) حضرت حسین (ع) کو فرمایا کہ۔ ہوا اہل بیٹی اور صحیح مسلم شریف اور مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے آیت کریمہ۔

اسما پرید اللہ لہدھب عنکم لو جس اہل بیت و مطہرکم تطہرو
نازب ہوئی تو نبی کریم علیہ السلام نے حضرات حسین کو یمن اور حضرت علی
اور حضرت فاطمہ الزہراء کو اپنی کھلی میں سے کر لرایا۔

انہم ہؤلاء اہل بیٹی ذہب عنہم الرجس و عہوہم تطہرو
اب خان صاحب ارشاد فرمائیں کہ جن ہستیوں کو اللہ رب العزت ہر قسم
کے مہابوں سے پاک رکھنے کا عدل کرے اور سرکار علیہ السلام بھی س کی تطہیر کیجئے
دعا فرمائیں اور حسین علیہ السلام کی ہارگاہ میں دریدہائی کام بیٹے ہوئے انہیں گمرہ قرار
دے تو کیا اس کی یہ حرکت قرآن کی اس آیت اور حدیث رسول علیہ السلام کا ملحق
بنانا نہیں۔ نیز پہلی آیت کریمہ جس میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ تم فرما دو کہ
ہم اپنے بیٹوں کو بدلتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اس آیت کے اندر ان بھی من
حضرت کی عظمت و شان کا ظہار ہے۔ پھر پتہ نہیں اس مصوغی شیخ لقرآن کو یہ
آیات اور احادیث کیوں نظر نہ آئیں یہ بخاری شریف میں حدیث پاک ہے نبی کریم
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اللہم الی احبہم فاحبہم واحب من یحبہم
جس ہستیوں کی اللہ رب العزت کی ہارگاہ میں اتنی عزت ہو کہ ان سے محبت
کرنے وے بھی اللہ کے محبوب بن جائیں تو ایسی ہستیوں کو گمرہ قرار دینا اور اس
آیت کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے س حضرات پر مستحب کرنا یہ کہاں کی
دیاننداری ہے نیز حدیث پاک ہے احسن و احسین سید شباب ال اربعہ۔

حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور علامہ ذہبی نے بھی ان
کی موافقت فرمائی۔ جن ہستیوں کو نبی کریم علیہ السلام جتنی جوانوں کا سرور قرار
دیں ان کو کفار کے بارے میں نازل ہوئے و آیات کا مصدق بنانا کسی سنی کا کام تو

نہیں ہو سکتا بلکہ کسی جسے عارضی کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کا یہ بھی
ارشاد پاک ہے۔

مثل اہل بیٹی لیکم کمثل سفیفة نوح من ذکبہا نجاو من یخلف عنہا ہلک
میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں
سور ہو گیا نجات پا گیا تو جن ذلت قدسیہ سے تعلق جوڑنے کی سرکار علیہ السلام
ترغیب دل میں جب کہ یہ دست شریفہ ان کو گمرہ قرار دے دے تو پھر اس کا نبی کریم
علیہ السلام کی اہل بیت بلکہ خود نبی پاک سے کیا تعلق ہو سکتا ہے یہ حدیث پاک مسند
ام احمد میں موجود ہے در سن کی ساد ہیں مجموعہ سنیہ کی وجہ سے یہ روایت حسن
درجے کی ہے نبی کریم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں

احبوا اللہ سما یحدوکم من نعمہ و احبوا لہ و احبوا اہل بیٹی محبہ
یعنی نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ اللہ
تعالیٰ تمہیں پاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور میرے اہل
بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے یہ حدیث پاک جامع ترمذی میں ہے اور
حسن حدیث ہے اور مشکوٰۃ شریف کی تخریج کے اندر بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا گیا
ہے جامع ترمذی شریف، درسنائی شریف میں حدیث پاک ہے۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم دعا کرو اور درود پاک پڑھو پھر
تہجدی دعا قبول ہوگی اور درود پاک کے اندر نبی کریم علیہ السلام کا کربھی ہے اور
اہل بیت کرام کا بھی تو جن کی دست پاب پر درود پڑھے کی وجہ سے ان کی دعا میں
قبول ہو جاتی ہیں ان پر کفار کے بارے میں نازل ہونے و آیات کے چہاں کرنا
پرے ار سے کی شقاوت اور حماقت ہے یہ حضرت سیدنا صدیق کبر رعی اللہ عنہ کا
قول مبارک جو بخاری شریف میں مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا۔

ارزقہ محمد ﷺ فی اہل بیتہ

نبی کریم علیہ السلام کے اہل بیت کے بارے میں سرکار علیہ السلام کا خیال کیا کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ۔

هل نبت الشجر على رؤسنا لا الله و لعم لا صابه

کے اندر رہے کہ اس کی سند صحیح ہے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو ارشاد فرمائیں کہ ہمارے سر پر جو ہاں اُگے ہیں وہ اللہ نے لگائے ہیں اور آپ نے لگائے ہیں اور حسین علی تکی مقدس ہستیوں کو راہِ راست سے بھٹکا ہوا قرار دے تو پھر اس کا اور حضرت عمر کے نظریہ کا آپس میں بولی تو فتنہ نہیں ہو سکتا بخاری شریف میں حدیث پاک ہے نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

لقد کن لہما قبکم من الامم مبدلون فون یلث فی اہنی احد فعمر

بہکی متوں میں، پسے ہوئے تھے جن کو اللہ کی طرف سے بہام کیا جاتا تھا مگر میری امت میں کوئی ایسی ذات ہے تو حضرت عمر کی ذات ہے۔ نیز مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے۔

ان الحق یسطق علی لسان عمر

مسند امام احمد مہرانی میں صحیح حدیث ہے بک اللہ رب العزت حضرت عمر کی رہبان پر بولتا ہے جن کا ظام الہام رہاں سے صادر ہوتا ہو وہ تو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اس قدر عقیدت کا ظہر فرمائیں اور جن کے بارے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے ان میں وہ امام حسین علیہ السلام کو گمراہ قرار دینا اس پر یہی کہا جاسکتا کہ۔

بہم راہ لغاوت از کما مست تا کجا

نوٹ:

حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے حسین علی کے بارے میں چند سخت الفاظ لکھے تو خان صاحب کو فوراً حدیث قدسی یاد آگئی۔

من عادی لی ولہا فقد اذنبہ بالحبوب

حالانکہ یہ حدیث قدسی تو حسین علی پر بھی آتی ہے کیونکہ حبیب ایک عام دن کے ساتھ عداوت رکھنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عداوت جنگ ہے جن کے قدموں کی خاک سے گردوں کی تیار ہوتے ہوں ان سے عداوت رکھنے والے کا کیا اچھام ہو سکتا ہے خال صاحب پورے حسین علی کی ایک عبارت کا جواب دیتے دیتے نبی مصیبتوں میں پھنس گئے گویا ان پر یہ شعر بھی آتا ہے۔

عجب ابھرا ہے سینے والا چاک دامن ماہ کنک ن کا

جو دھرے ناکا ادھر سے دھڑ دھرے ناکا ادھر سے دھڑ

خان صاحب نے امام شعرانی کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ اصل شارع اللہ تعالیٰ ہے نبی کریم علیہ السلام کو شارع کہنا یہ مجاز ہے اس کے جواب میں ہم امام شعرانی کی مفصل عبارت پیش کریں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ امام شعرانی کا بھی وہی مسلک ہے جو اہل سنت و جماعت کا ہے ہم اختصار کی خاطر ان کی عربی عبارت کا اردو ترجمہ پیش کریں گے چنانچہ امام شعرانی علیہ الرحمۃ کتاب میزان الشریعت جلد ۱ ص ۵ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ موکد ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا جبکہ اللہ عزوجل نے حضور علیہ السلام کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کریں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔ اسی طرح اسی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے نبی

علیہ کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرم فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام سے وہاں کی گھاس کاٹنے سے منع فرمایا تو حضور علیہ السلام کے چچا حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ اذخر کی گھاس کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا چھ لکاب دی وہ اس کا کاٹنا جائز کر دیا مگر اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام کو رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور علیہ السلام ہرگز جرات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

(کتاب الامیر جلد اول ص ۴۵)

اسی طرح اسی کتاب میں ص ۷۰ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام جس کچھ چاہیں جائز کر دیں اور جو چاہیں کسی کچھ حرام کر دیں۔

اسی طرح اپنی کتاب کشف الغمہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو یہ حق حاصل تھا کہ جس کو چاہیں کسی حکم سے مستثنیٰ کر دیں جس طرح آپ نے حضرت خزیمہ کی گواہی دے کے بربر کر دی اور حضرت ام علیہ کو نوحہ کرنے کی جائزت دے دی حضرت سہام بنت عیسٰی کیلئے سوگ معاف کر دیا اور ایک آدمی کا سلام صرف اس شرط پر قبول کر لیا کہ وہ دونوں چیزیں پڑھے گا اور حضرت انس کو رخصت دی کہ وہ سورج کے طلوع ہوتے وقت روزہ رکھ سکتے ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۵۰ مرقاۃ جلد ۱ ص ۵۵۰)

کذا فی فیض القدر لہذا وی ج ۵ ص ۴۵ - ۴۶ نیز ملاحظہ ہو خصائص کبریٰ

مستدعی علیہ الرحمۃ

دیوبند میں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی عبارت جو اسی مضمون پر مشتمل ہے المصادر المستوفی کے صفحہ ۴۱ پر موجود ہے اور اسی مضمون کی عبارت فیل الاذکار جلد ۲

ص ۲۹۵ پر موجود ہے مسکب النکاح جلد ۲ ص ۵۱۲ پر موجود ہے اسی طرح دیوبند میں کے انور شاہ کشمیری بھی لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے جو اوصاف شریف میں جماع کرنے والے کو کفارہ معاف کر دیا تھا یہ نبی کریم علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔ (فیض الہادی جلد ۳ ص ۱۶۲)

خان صاحب کا شیخ محقق کے نام سے دھوکا دینا

خان صاحب نے حضرت شیخ کا نام لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ نبی کریم علیہ السلام کو تشریفی طور پر عقائد نہیں مانتے۔

تو اس کے بارے میں ہم یہ گزارش قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ شیخ علیہ الرحمۃ الامعات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کی طرف حکام پہنچا دیں جو چاہیں کریں اور جو چاہیں نہ کریں اور جس کیلئے چاہیں تخصیص فرمادیں نیز ملاحظہ ہو مدارج النبوة جلد ۱ ص ۳۷ الامعات جلد ۲ ص ۳۰۲ الامعات جلد ۲ ص ۳۸۵ مدارج النبوة شریف جلد ۲ ص ۱۸۳ نیز ملاحظہ ہو الامعات جلد ۳ ص ۲۳ نیز ملاحظہ ہو الامعات جلد ۱ ص ۴۰۹۔

خان صاحب کی خدمت میں ہاؤس گزارش ہے کہ اسکا وہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا نام اس مسئلہ میں پیش نہ کریں بلکہ توبہ کریں۔

نوٹ:

جس طرح کی عبارت حضرت شیخ صاحب نے تحریر فرمائی ہیں اسی طرح کی عبارت لودوی شرح مسلم جلد ۱ ص ۳۰۴ نسیم الریاض جلد ۲ ص ۳۵۔ مؤہب بدیع جلد ۵۔ ررقان علی المؤہب جلد ۵ ص ۳۲۵ دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کی شرح مسلم جو فتح المہم کے نام سے موسوم ہے اس کی جلد ۲ پر بھی اس طرح کی

عہد امت موجود ہیں نیز ملاحظہ ہو خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۲۶۴ زرقانی جلد ۵ ص ۳۲۲
خان صاحب کو چاہیے کہ عہد امت کا بغور مطالعہ کریں اور نبی کریم علیہ السلام کو بخیر نقل
مان میں اس میں ان کا فائدہ ہے۔

خان صاحب کی توجہ کیلئے ایک ضروری نوٹ

دو ہزاروں کے معتبر عالم فاضل احمد رضا دیوبند کی کتاب ہدایہ لکھنؤ میں لکھتے
ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو خلق حاصل ہے کہ جس چیز کو چاہیں فرض کر دیں اور جس
چیز کو چاہیں کسی پر حرام کر دیں جس کو چاہیں فرائض معاف کر دیں۔

(ہذب النکح جلد ۳ ص ۲۲۲)

خان صاحب کو چاہیے کہ کم از کم اس حوالہ کو تسلیم کرتے ہوئے نبی کریم علیہ
السلام کو بخیر نقل مان میں یہ اسباب سے جو عبادتیں پیش کی ہیں کہ شارع صرف اللہ
تعالیٰ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہی طور پر شارع اللہ تعالیٰ ہی ہے نبی کریم صلیہ
السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قائم مقام بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دس سے نبی کریم صلیہ
السلام بھی اگر چاہیں تو فرض کر سکتے ہیں اور چاہیں تو حرام و ناجائز کر سکتے ہیں۔ جس
طرح ابن تیمیہ نے کہا۔

قد اقمہ لہ مقدم بنفسہ فی امرہ ومہیہ ومبارکہ ومہالہ فلا یجوز ان یفوق
بہن ملہ ورمولہ فی شئی من ہلہ لامور

(نصارم المسلمون علی شاتم الرسول ص ۴۱)

خان صاحب کی غلط بیانی اور غلط مطالبہ

حضرت مولانا حسین الدین شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ خبر واحد کے
عقائد میں جھٹ ہونے کے بارے اگر تصریح درکار ہو تو شیخ مکتوب کارکن ثانی ملاحظہ

فرمایا نہیں جس کہ عدم تفتار فی رحمۃ اللہ علیہ جو شرح عقائد کے مصنف ہیں اسباب سے
تحریر فرمایا۔ تو صاحب صاحب اس کے جواب میں پہنچ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ کوئی
توضیح و تلوغ سے اور اس نالی ہے جس کا مولف اور ہدایت نے حوالہ دیا ہے تو خان
صاحب کو چاہیے کہ یہ آگاہیں خود توضیح و تلوغ ص ۴۶۴۔ ہم خان صاحب کی
تسلی لینے توضیح کی ایک عبارت پیش کر رہے ہیں۔

شاید کے تیرے دل میں ترجمان میری بات

بدلتی ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

ن الا احادیث فی احکام الاخرۃ اما وردت بلفظ القسب واما جزم بالحقم
وفی غیرہا للعلم دون الاعتقاد فوحي لا تیار بما کتبنا فی کل مہما
وراس سے چند سطر اوپر لکھتے ہیں۔

ن لاحادیث فی باب لا غروۃ مہما ما اشتهر بموجب علم طمانیہ ومہما
ما هو غیر لوحد فیحد لفظی ودلت فی التفاسیر اور اصول و متہ
ما تواتر واعتصد بالکتاب وهو فی اصول فیحد بقطع

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کے معادات کے بارے میں جو
حدیث ہیں اس میں سے بعض مشہور ہیں وہ علم طمانیہ کا فائدہ دیتی ہیں اور بعض
جہاد حدیث جو طس کا فائدہ دیتی ہیں تو حشر تشریف و غروۃ کی تفصیل کے
بارے میں وہ جھٹ ہیں اور بعض بارے میں سے متاثر بھی ہیں تو وہ اصول میں درج
عقیدے کے بارے میں جھٹ میں مطلب یہ عبارت کا یہ ہے کہ کوئی آدمی حشر کا
وحدی طور بھی نہ ہو نہ وہ کافر ہو جائے گا اور اگر حشر کی تفصیل کا انکار کرے اور
آخرت کے مرتبہ اور درجات کی تفصیل کو نہ مانے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

مکتوب کی منقولہ عبارت سے ثابت ہو گیا کہ مرتبہ کے عقیدہ کیلئے قطعی

بل درکار ہیں ہونے بندہ جس سے عقائد بھی ہوتے ہیں جو جب احادیث ثابت ہو
تے ہیں۔

خان صاحب اسی مسئلہ میں کہ حسب کے درجات کی تفصیل اور بحث سے فصل
واقعات کیا قرآن پاک کی قطعی الحدیث ثابت درجہ متوازیہ سے ثابت ہیں
تو پھر کیا خان صاحب کاٹ پر بیان نہیں ہے کہ ان کے توپ مال کا عدل
ان میں درجہ ہے تو یہ ہے ان نظریہ و چھوڑ دیں کہ وہ عقیدہ بھی نہیں ہوتا میرے
خان صاحب کو تو صحیح کتب کی عبارت نظر آجائے گی اور ان کو یہ سمجھ آجائے گا کہ جس
عقائد قطعی ہوتے ہیں اور بعض قطعی نہیں ہوتے ہیں یعنی ظنی ہوتے ہیں۔

خان صاحب سے ایک استفسار:

خان صاحب یہ رشاد فرمائی کہ حضرت بوکر صدیق حلفاء و محدث سے اصل
تین یا نہیں؟ ورنہ باقی حلفاء سے اصل بھنا الی حدیث کا عقیدہ ہے یا نہیں تو کیا یہ
عقیدہ بھی قطعی ہے اور کیا اس عقیدہ کے اثبات کیسے آپ کے پاس قطعی دلائل موجود
میں ہیں یہ قلم میں نہ لکھ سکتا ہوں کہ بی رحم علیہ السلام کے روضہ اقدس کی
شان عرش سے زیادہ ہے اور اس امر و اپنا عقیدہ قرار دیا گیا ہے تو کیا یہ بھی قطعی
عقیدہ ہے؟ اس کے بارے میں بھی آپ کے پاس قطعی دلائل موجود ہیں یہ خان
صاحب کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ جیہ علیہ السلام پٹی قبور میں رمدہ ہیں اور اس بارے
میں حضرت سے ایک کتاب بھی لکھی ہے سبکیں الصدوق تو یہ کتاب میں حال
صاحب سے ہے اس عقیدہ کے اثبات کیسے دلائل قطعی پیش کئے ہیں یہ خان
صاحب بتل میں رشیدیہ میں لکھا ہے کہ اس عمل قطعی جتنی سے وہاں کے قطعی
جتنی ہونے میں آپ کے پاس کوئی آیت یا خبر متو ہے۔

خان صاحب کا ایک عجیب خط:

مولانا حسین الدین شاہ صاحب نے اس امر پر دلیل دیتے ہوئے کہ بعض
عقائد ظنی بھی ہوتے ہیں یہ دلیل دی تھی کہ شرح عقائد میں انبیاء علیہم السلام کے
فرشتوں پر انصاف ہونے پر یہ دلیل دی گئی ہے۔

و لہ صطفی ادم و نوحا و الہیہم و لہ عسری علی العالمین

اب اعتراض یہ درج ہوا کہ اس آیت کے یہاں مذکور لفظ الہیہم اور الہم
نہیں اپنے عموم پر نہیں ہے اس سے وہ لوگ منہی ہیں جو جیہ علیہ السلام اور حضرت
عمران کی آل میں سے تو ہیں پر مبنی نہیں تو ان کو تو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم میں پر حقیت
نہیں دی تو اس آیت کے یہاں سے جب بعض افراد مستثنیٰ ہو گئے تو پھر یہ کہ یہ میں تخصیص
ہو گئی اور جب عام میں تخصیص ہو جائے تو وہ ظنی ہو جاتا ہے اور ظنی دلیل سے عقیدہ
ثابت نہیں ہوتا۔ تو شرح عقائد علامہ تفتازانی نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ
یہ مسند ظنی ہے یہاں ظنی رائے بھی کافی ہے خان صاحب کہتے ہیں جھگڑا سننے کا نہیں
عقیدہ کا ہے اور کوئی عقیدہ ظنی نہیں ہوتا۔

لیکن خان صاحب جو رشاد فرمائی ہیں یا شرح عقائد میں فقہ کے مسائل
میں کیسے کہے گئے یا عقائد کے جس بحث میں جیہ علیہم السلام کو فرشتوں سے اصل قرار
دیا گیا ہے یہاں یہ عقیدہ سے متعلق ہے یا کسی درجہ سے متعلق ہے فرشتوں سے اصل
ہوے؟ مسئلہ اگر عقیدہ سے متعلق ہے پھر خان صاحب کا یہ جہاں کہ جھگڑا عقیدے کا
ہے مسئلہ کا نہیں ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ تو کیا یہ مسئلہ عقیدے کے متعلق نہیں تھا یہ
شرح عقائد کے شارح علامہ پرہاروی نے بھی اس کی شرح میں یہی ارشاد فرمایا کہ
عقائدی مسائل دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ قطعی ہوتے ہیں کچھ ظنی ہوتے ہیں اور

انصیت رس بر ملا نکلے وہ عقیدہ ظنی ہے جس میں ظنی دلائل کافی ہیں۔

نیز صاحب صاحب یہ رشاد قرہا میں کہ روایات کا جس حدیث میں آکر ہے وہ بھی تو حیر واحد ہے وہاں آپ یہ بحث یوں نہیں چھیڑتے کہ حیر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا کیا روایات کو مختار مانے کیلئے حیر واحد حجت ہے اور نبی کریم علیہ السلام کو مختار مانے کیلئے خبر و حد حجت نہیں ہے۔

خان صاحب کا اہل سنت پر ایک انزام:

خان صاحب نے اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اہل بدعت کی گاڑی ضعیف شاذ و منکر یا بکھر خبر و حد سے چلتی ہے۔

خان صاحب کے انزام کا جواب

یہ بات تو اہل سنت کوئی نیا چاہیے تھی جو خان صاحب نے کر دی کیوں کہ ان کے قاسم معلوم و اذیت قاسم نالوتوی نے ایک شاذ اور منکر اثر سے قرآن کریم کی آیت میں تحریف معنوی کر دی۔ ثرا بن عباس جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس زمین کے عدادہ باقی چھ زمینیں اور بھی ہیں جن میں آدم علیہ السلام جیسے چھ آدم ہیں نوح علیہ السلام جیسے چھ نوح ہیں ورنہ کریم علیہ السلام جیسے چھ نبی اور موجود ہیں حالانکہ محدثین سے فرمایا کہ یہ ثرا بن عباس میں سے ہے اور شاذ ہے جیسا کہ عدم مذہبی نے تلخیص المستدرک میں امام بیہقی نے شعبہ روایات میں عدم بھی نے عمدۃ القاری میں حافظ ابن حجر نے فتح ہادی میں اس اثر کو شاذ قرار دیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے سہد یہ تنبیہ میں حافظ سخاوی نے المقامد میں امام سیوطی نے اغاوی لفظاوی میں عدم علی قاری نے موضوعات کبیر میں علامہ ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ میں عدم اسماعیل حنفی نے روح البیان میں علامہ آلوسی نے روح المعانی میں عدم قسطلانی

صاحب حدیث میں عدم رفاق نے اس شریعت میں اس اثر کو منکر اور منہیات سے باخبر قرار دیا ہے۔

لیکن اس کے باوجود قاسم نالوتوی اپنی کتاب کا نام رکھتے تھے یا اناس عن لکار ثرا بن عباس یعنی دوسرے لوگوں کو وہ ڈرنا چاہتے ہیں کہ اس اثر کا انکار نہ ہو بلکہ اس کو تسلیم کرو و دوسروں سے اس منکر اثر کو منکر چاہتے ہیں اور خود قرآن کی آیت سے منکر ہو گئے کیونکہ جب آیت پر یہ حاتم البیہقی کا معنی باطلت ہی کر دیا گیا تو قرآن کا انکار کر دیا تو اس مجید لفظ و معنی دونوں کا نام ہے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہے۔

اسم منظم و معنی جمیعہ

قرآن پاک لفظ اور معنی دونوں کا نام ہے جس طرح کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ منظم حاتم البیہقی قرآن مجید میں واقع ہی نہیں ہو۔ جس طرح وہ کافر ہے اسی طرح اس آیت کا معنی تبدیل کر کے کون، معنی کر لینا یہ بھی صریح کفر ہے۔ جس طرح وہ آدمی یہ تو تسلیم کرے کہ قرآن مجید میں البیہقی قصہ و قائلہ آیا ہے لیکن اس کا معنی درش کرنا ہے جو علم اس شخص کا ہوگا وہی نالوتوی صاحب کا ہوگا بعد خان صاحب کے اکابر پر اہل سنت کی طرف سے یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایک شاذ و منکر اثر کو سے کر قرآن مجید کی قطعی آیت کا انکار کیا تو خان صاحب پہلے تو فکر کریں کہ یہ بات تو سچی نہیں آ رہی کہ الزام اس کو دیتا تھا قصور پہ نکل آیا۔ اور جہاں تک خان صاحب کے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ اہل سنت و جماعت حیر واحد سے شذوذ کرتے ہیں یہ ال کا اعتراض بھی بے نفع و بے یونکہ خبر و حد سے شذوذ کرنا کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔

چنانچہ خان صاحب کے پسندیدہ محدث اور شارح علامہ علی قاری مرقاۃ جد

اس ص ۹۲ پر فرماتے ہیں حق یہ ہے کہ عہد بیٹ مبارکہ کو اپنے ٹھکانہ ہری معوں پر حمل کیا جائے ورنہ پر خیر و حد کہہ کر طعن نہ کیا جائے محض سنے کہ وہ اس شخص کے عقیدہ اور نظریہ کے خلاف ہوں اور جو شخص ایسا قدم کرے گا تو وہ خیر کثیر سے محروم رہے گا و سلف صالحین کے طریقہ کا مخالف ٹھہرے گا کیونکہ وہ ایک ایک راوی کی نبی کریم علیہ السلام سے ہوں کردہ روایت کو ثابت و برحق ماننے لگے اور سی کو سنت تسلیم کرتے تھے جو اس کی پیروی کرتا اس کی تعریف کی جاتی ورجو مخالفت کرتا اس کو عیب لگایا جاتا۔

خان صاحب اپنی کتاب مد علی قاری و مسئلہ علم غیب میں لکھتے ہیں کہ مد علی قاری کی متصل عہد رات حجت ہیں لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ اس عہد رات کو بھی قبول کریں۔

خان صاحب کا سرکار علیہ السلام کے اختیارات پر پیش کردہ دلائل کا جواب:

مولف ابو بدایت مورنا سید حسین الدین شاہ صاحب نے نبی کریم علیہ السلام سے نبی کریم کے مخالف ہونے پر ایک دلیل یہ دی تھی کہ سرکار علیہ السلام کو در ہائی عہد کو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہیں تو یا میں چاہیں تو بندہ تعالیٰ کی مداخلت کو ترجیح دے دیں۔

تو خان صاحب اس سے جواب میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اختیار دیتا ہے کہ تمہارا وقت وفات آچکا ہے گرم و دات پانا چاہتے ہو تو ملک و موت حاضر ہے ورنہ اگر دنیا میں قیوم پر رہنا چاہتے ہو تو تمہاری عمر بڑھادی دیتے ہیں کیونکہ ہم اس مراد قادر ہیں تو خان صاحب لکھتے ہیں کہ عہد علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی مداخلت کو

ترجیح دیتے ہیں اور دوا آخرت میں جلوہ گر کی فرماتے ہیں۔

سرفراز کی تاویل کا رد

خان صاحب نے اس تاویل سے ماخوذ اہل سنت کا مسلک ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ اہل سنت کا نظریہ یہ تھا کہ عہد راہبوں کے برعکس نبیاء علیہم السلام نبی وفات میں باختیار ہوتے ہیں کیونکہ عہد راہبوں کو اس طرح کا قلعی ولی اختیار نہیں دیا جاتا کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو دنیا بھائی طرف منتقل ہو چاہیں تو اس سے تو وہاں کے عقیدہ باطلہ کی تردید ہوتی ہے۔ اس کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا

یہ اس کے کسی عقیدہ فاسدہ کی بھی تردید ہوتی ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا لک مختار نہیں جبکہ بخاری کی حدیث میں یہ صریحاً موجود ہے کہ۔

ہامس بی یحضر الاوقد یخیر بین الدین والاخرة

یہ نبی کریم علیہ السلام کا یہ رشتہ پاک۔

ان اللہ خیر عبدہیں بدب والاخرة فاختار ما عہدہ

یہ حدیث پاک بخاری و مسلم میں منقول ہے ان دونوں حدیث سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نبیاء علیہم السلام نبی وفات کے بعد باختیار ہیں۔ اور خان صاحب کے پاس اہل سنت کی اس دلیل کا کوئی جواب نہیں یہ عہدہ بات ہے کہ وہ کچھ نہ سمجھتے رہیں یا لکھتے رہیں اہل سنت کی طرف سے پیش کردہ ایک اور حدیث پاک اور خان صاحب کا جواب دیے سے فرار۔

مولف ابو بدایت نے نبی کریم علیہ السلام کے مخالف ہونے پر ایک دلیل یہ دی تھی کہ نبی کریم علیہ السلام سے ایک صحابی کے بارے میں فرمایا کہ خدا اس پر رحمت رے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب عمار پہنچے تو

شہادت واجب ہوئی آپ نے نوحہ سے یہ باقی کیوں نہ رکھا تاکہ ہم سے
 یہ مدعا نہ اٹھائے تو ایسٹ کا استدلال یہ تھا کہ صحیحہ کے مظاہرین میں متفق علیہ روایت
 سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے فرماؤں سے ان وفات جلدی ہو گئی
 اگر سرکار علیہ السلام یہ ارشاد فرماتے تو صحابہ کرام ان سے زیادہ عرصہ سستا کر سکتے
 تو اہل سنت کا استدلال اس امر سے ہے کہ موت گہری ہے وقت پر ترقی و سراف علیہ
 السلام یہ جملہ نہ ارشاد فرماتے تو ان کا بھی وصال ہوتا تو نبی کریم علیہ السلام
 کے وصال کا جو بھی کافی ہو تھا آپ فرماں سے قدم نہ دیا اگر تین کی موت کا وقت
 یہی مقرر تھا تو سراف علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے یا نہ فرماتے تو اس سے کوئی
 فرق نہ پڑتا تھا لیکن حضرت عمر کا یہ عرض کرنا کہ بات پر دلیل ہے کہ سرکار کی دعا
 کی وجہ سے ان کی وفات قبل از وقت ہو گئی اگر یہ صورت نہ مانی جائے تو حضرت عمر کا
 یہ فرمانے کا مطلب کیا ہوگا کہ آپ سے ہمیں اس سے فائدہ کیوں نہ پہنچاؤں گے
 علامہ قسطلانی نے شرح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی کہ آپ سے
 ہمیں اس سے فائدہ کیوں نہ پہنچاؤں شرح کرتے ہوئے لکھا کہ آپ نے ان کو
 ہمارے لئے باقی کیوں رکھا تاکہ ہم ان کی امت سے فائدہ لھاتے میں یہی مطلب
 اس حدیث پاک کا مامودہ نے بھی بیان کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ صحیحہ کے مامو
 معلوم تھا کہ حضرت علیؓ جب ایسے موقع پر ملاحظہ سے کی گئے رہا کرتے ہیں
 اس کو شہادت کی صحت عطا ہوتی ہے۔

تو علامہ نووی در عدمہ قسطلانی کی عبارت میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں کا
 معنوں میں ایک ہی ہے حال صاحب سے بدوہ مامودہ کی عبارت پیش کر کے رعب
 جہاز سے کی کوشش کی ہے۔ چونکہ امام نووی نے خود سے بھی اہل سنت کے مسلک
 کی بھرپور تائید ہوتی ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ مسند بھی ثابت ہو کہ جب نبی کریم

علیہ السلام کی دعا سے موت کا وقت مقدم ہو سکتا ہے تو مؤخر بھی ہو سکتا ہے۔

ایسٹ کی طرف سے پیش کی گئی ایک اور دلیل کا خان صاحب کی طرف سے جواب

مولف اور ہدایت نے بخاری و مسلم کے حوالہ سے سرکار علیہ السلام کی ایک
 حدیث پاک نقل کی تھی کہ ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور روح
 قفس رلی چاہی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کو تھپڑ مارا اور اس کی کھانکوں کی
 تو اس سے اہل سنت کا استدلال یہ تھا کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اتنا
 تصرف عطا فرمایا ہے کہ وہ تھپڑ مار کر ملک الموت کی کھانکوں سے نکال سکتے ہیں تو پھر نبی کریم
 علیہ السلام کو جو موسیٰ علیہ السلام سے بھی آقا ہیں آپ نے تصرفات کا کیا عام ہوگا۔

تو خان صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام قسطلانی نے
 بخاری شریف کی شرح میں فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو پتہ کھنک چلا کہ یہ ملک الموت
 علیہ السلام ہیں اس سے آپ نے اس کو تھپڑ مارا لیکن خان صاحب یہ تو تسلیم کریں
 تاکہ چلو اس کو پتہ نہ بھی چلا ہو ان کا اختیار تو پھر بھی ثابت ہوتا ہے کہ چاہے کا اردو
 کرنے والے کو تھپڑ مار کر وہ اس بھیج دیا پھر اللہ رب العزت نے بھی موسیٰ علیہ السلام کو
 یہ نہیں فرمایا کہ میرے پیسے ہوئے رسول فرشتے کے ہاتھ تو نہ کہ سلوک کیا ہے بلکہ
 اللہ تعالیٰ سے ملک الموت کو فرمایا کہ اس کا ہاتھ میں عرصہ اس کے تیل کی پست
 پر ہاتھ رکھو جتنے ہاں نیچے آئیں گے اتنے سال تمہارے عمر بڑھادی جائے گی تو اس
 حدیث پاک سے بھی ثابت ہو کہ موسیٰ علیہ السلام چاہتے تو چھٹی عمر میں اصالہ فرما
 سکتے تھے۔

اور خان صاحب اس امر پر غور کریں کہ کیا ہماری عمر جو اب ہم کتنی ہی نو ہوتی

کیوں نہ کریں بدھ لکتی ہے؟ تو پھر خاں صاحب کا سوچنا چاہیے کہ نبیہ علیہم السلام موت و حیات تک کا اختیار کھتے ہیں پھر ہمارے سامنے اس کی حیثیت ہو سکتی ہے نیز خاں صاحب کو اپنے اس نظریے پر بھی غور کرنا چاہیے جو کاعیل دھوئی سے پیش کیا ہے کہ نبیہ علیہم السلام اور بت یہ ایک جیسے ہی عاج اور سبہ خلیا ہیں کیا جو سستی ملک الموت کو وہیں بھیج دے اور سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار بھی ملے کہ تم نیل کی پشت پر ہاتھ کھو جتے چچے ہاں آئیں گے سنے ہی ہر تہہ بدن عمر بڑھادیں جائے گی تو کیا ایسی مقدس ہستیاں جن کو جھکی ہے اختیار اور عاجز ہو سکتی ہیں نیز دو بدیوں کے بن حجر ثانی کی یہ عبارت خاں صاحب کے مدحہ نہیں کی جو یہاں نے اپنی کتاب فیض ہارن شرح بحری جلد ۳ ص ۳۸۶ پر لکھی ہے۔

چنانچہ کشمیری صاحب کی اصل عبارت یہ ہے۔

والما فقد عبہ فقد لایہ کاب ملکت لموب و لالا بدھت السموات لمسیع
من لعملة غضبه

ترجمہ:

موسیٰ علیہ السلام کی صرف کچھ شکست پر کشف کیا ہے ورنہ موسیٰ علیہ السلام کے تھپڑ کی طاقت یہ ہے کہ مات آسمان کے تھپڑ سے تباہ ہو جائیں۔

تو خان صاحب کو چاہیے کہ اپنے بن حجر ثانی کی اس عبارت کو ہر بار پڑھیں اور موسیٰ علیہ السلام کے حدود و انصرافات پر ایمان سے آئیں اور اس باطل نظریہ سے تو یہ کریں کہ معجزات کے صدور میں نبیہ علیہم السلام اس طرح ہوتے ہیں جس طرح کاتب کے ہاتھ میں قلم ہوتی ہے کاش خان صاحب یہ باطل نظریہ نہ لے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کے اس ورثہ پر غور کرتے۔ جو قرآن پاک میں موجود ہے

جو انہوں نے چادوگر وں کو فرمایا۔

فالقوا عما انتم ملفون

مگر موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر اعتماد نہ ہوتا اور یہ یقین نہ ہوتا کہ میرا عصا ان کے تمام جادوں کو باطل ٹھہر دے گا تو آپ اتنی بے نیازی سے یہ ارشاد فرماتے کہ تم پھینکو جو بھی چاہتے ہو گو یا آپ یہ فرما رہے تھے جو قدرتیں اور طاقتیں اللہ نے مجھے بخشی ہیں ان کے سامنے تمہاری تمام شہدہ ہاریاں بیکار ہیں۔

خان صاحب کے ایک اور استدلال کا جواب:

خان صاحب نے نبی کریم علیہ السلام کے بے اختیار ہونے پر ایک دلیل یہ پیش کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

و ربت یخلق ما یشاء ویختار ما کان لہم الخیرة

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چیز چاہتا ہے اختیار فرماتا ہے ان کو اختیار حاصل نہیں ہے۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ کفار مکہ نے یہ کہا تھا کہ ہمیں نبی کیوں نہ بنا دیا گیا حالانکہ ہم ہمارے درمیان میں نبی کریم علیہا السلام پر فوقیت رکھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے پیدا کرے۔ اور جسے چاہے منصب نبوت کے لئے منتخب کرے۔ کفار کو اس چیز کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ پر ہماری پٹی مرضی ہے کہ جس کو چاہیں نبوت عطا فرمائیں۔ جس طرح فرمایا۔

لہ اعلم حیث یجعل رسلہ

اہم یفسدون ورحمة ربک

تو اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ نبوت عطا فرمانا یہ اللہ تعالیٰ ہے اختیار میں ہے جس کو چاہے نبوت عطا فرمائے۔ نیز خان صاحب پر دلیل تب دیتے جب ہم نبی کریم علیہ السلام کو نبوت عطا کرنے والے سمجھتے۔ نیز اگر آیت کا وہ مطلب یہ جائے۔ خان صاحب نے سمجھا ہے کہ کسی مخلوق کو کوئی خلیفہ حاصل نہیں۔ تو یہ جبر یہ و عقیدہ بن جائے گا۔ حالانکہ خان صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ عام لوگوں کو بھی امور عادیہ کے بندر اختیار حاصل ہے۔ تو پھر کیا خان صاحب عام انسان کو امور عادیہ میں اختیار دانتے ہیں اور نبی کریم علیہ السلام اور دیگر نبیاء کرام علیہم السلام کو امور عادیہ کے بندر بھی یا خلیفہ نہیں دانتے۔ تو خان صاحب کی پیش کردہ آیت کا وہی مطلب ہے جو تم نے عرض کیا ہے۔ یہ گروہاں صاحب آیت کریمہ۔

ویمختار اور عاکان لہم الخیرۃ

میں اختیار کا اصطلاحی معنی سمجھا ہے تو پھر اپنے قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتوی کے اس شعر پر بھی غور کرنا چاہیے۔

لکھ پائیں اور ہیں تو خیر سب

میں پر جوہ لہ ہیں حمد و ثناء

اسی طرح علامہ آدنی کی اس عبارت پر غور کریں جو انہوں نے آیت کریمہ۔

قد جاءکم من لدنہ نور

کی تفسیر میں لکھی ہے۔

ہو نور الامور و سبب الاختیار

پھر خان صاحب کو چاہیے کہ یہاں اس اشعار، عبارت بھی کا وہی معنی سمجھیں جو انہوں نے آیت کریمہ کا سمجھا۔

حالانکہ صاحب کو نانوتوی صاحب کے اس شعر پر بھی غور کرنا چاہیے۔

سو شر میں دو گلوے یوں قر کا جگر

کوئی شر ہمارے بھی دس کے ہو جائے پار

اور اسی قصائد کا ہی میں لکھتے ہیں۔ *

عرش پر اگر فرش بھری ہے تو ہے اس خاک سے

جس میں کو خوب ہے کون و مکان کا تاجدار

خدا تیر تو جہاں کا ہے جب الطاعت

جہاں کو تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار

(قصیدہ قاضی صاحب نمبر ۶۵)

نیز اپنے مشہور مصنف عاشق علی میرٹھی کی اس عبارت پر غور کریں۔ وہ لکھتے

ہیں کہ سیدنا علیہ السلام دوسرے بادشاہوں کی طرح بیت المال کے صرف میظل

نہیں تھے بلکہ مختار مل، مالک و متصرف اور مجاز تھے کہ جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ

دیں۔ (ترجمہ القرآن عاشق علی میرٹھی)

سیدنا علیہ السلام کے اختیار کا دائرہ کتنا وسیع تھا اس کی وضاحت گذشتہ

ورق میں کر چکے ہیں۔

خان صاحب کی ایک مضحکہ خیز حرکت:

اہل ملت کی طرف سے جب یہ دلائل پیش کئے گئے کہ نبی کریم علیہ السلام

نے کھجوروں کے خشک خوشے کو حکم دیا تو وہ مجدد کرتے نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ

میں حاضر ہوا جیسا کہ صحیح بس جہاں میں حدیث سے وہ اسی طرح جامع تفسیر میں بھی

حدیث پاک سے جو لازم ہر حدیث میں بھی پیش کی گئی تھی کہ نبی کریم علیہ السلام سے ایک

آدنی کو عمر دیا کہ اگر میں اس کھجور کے خوشے کو بد دیاں اور وہ رسالت کی گواہی دے تو

کہا تم مسلمان ہو چاؤ گے۔ تو نبی کریم علیہ السلام نے ہدے پر وہ خوشہ نیچے بھی اتر
در پھر واپس پٹی جگہ پر جا کر گھٹ بھی گیا۔ اور وہ آدمی مسلمان بھی ہو گیا۔ اسی طرح
نبی کریم علیہ السلام کا حضرت ابو جہرہ کو حافظہ عطا فرمایا۔

تو صاحب ان تمام احادیث کے جواب میں لکھتے ہیں کہ یہ مخبر ہے
اور مجرہ میں نبی کریم علیہ السلام کے راوی کو دخل نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان احادیث سے
و طبع طور پر یہ پتہ چل رہا ہے کہ یہ معجزات نبی کریم علیہ السلام کے ارادے سے صادر
ہوئے۔ خاص صاحب ای قتل میں کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے مجرہ کے خوشے کو
بدیا تھا یہ حضرت ابو جہرہ کو حافظہ عطا کیا تھا کیا نبی کریم علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ
خوشہ نیچے آئے اور حضرت ابو جہرہ کا حافظہ قوی ہو جائے یا جب نبی کریم علیہ السلام
نے حضرت جابر کے کھالے میں لعاب دہاں مہرک ڈالا تو آپ علیہ السلام یہ چاہتے
تھے یا نہیں کہ یہ کھانا ہزار آدمی کا کفایت کرے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر کو سرکار
نے کچھ جو عطا فرمائے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے جو ایک صاع کی مقدار تھے
اور ان میں ایسی برکت تھی کہ کافی عرصہ تک کھاتے رہے حتیٰ کہ جب ایک
بوفی نے انہیں باپ دیا تو وہ ختم ہو گئے کیا یہ نبی کریم علیہ السلام نے یہ راہ فرما
یا تھا یا نہیں کہ یہ جو انہیں کافی عرصہ تک کفایت کریں۔

حان صاحب کو چاہیے کہ احادیث مبارکہ میں غور و غوض بھی کریں میر
یہ مر بھی ہو چیرا کہ ہے کہ خان صاحب کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ معجزات میر
اختیار دی ہوتے ہیں۔ ورنہ کیل بھی ہی دیتے ہیں کہ معجزات غیر اختیار دی ہوتے ہیں گویا
دعویٰ بھی وہی کیل بھی وہی حالانکہ یہ مصدقہ علی المصداق ہے۔ جبکہ احادیث
میں دی سا غور کرے سے یہ ان عقل والے کو بھی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ
معجزات جو کہ ہزاروں ہزاروں کی تعداد میں نبی کریم علیہ السلام سے صادر ہوئے ہیں

آپ کے ارادے اور مرضی سے صادر ہوئے صاحب نور ہدایت نے حضرت ابو جہرہ
واقی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد الساری کے حوالہ سے ایک عبارت لکھی
تھی جس کا جوہر خان صاحب گویا کر گئے ہیں ہم اس عبارت کا ترجمہ دوبارہ
تقریباً حدیث میں پیش کر رہے ہیں۔ صاحب ارشاد الساری ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ یہ واقعہ نبی کریم علیہ السلام کے روش معجزات سے ہے کہ نبی کریم علیہ
السلام نے حضرت ابو جہرہ سے یہاں کو دو جو کہ سات کے وزرات سے ہے۔
یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ لفظ لسان لسان سے مشتق ہے۔ اور اس کا حصوں چاروں کے
پھیلنے میں ایک یہ مر ہے کہ جس میں عقل کیلئے دم مارنے کی جگہ نہیں۔

ویسے تو خان صاحب کا دعویٰ کہ وہ ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکے پھر پتہ
کیس یہ عبارت جو ارشاد الساری جلد ۱ ص ۳۷ پر موجود تھی حضرت کی ٹکا ہوں سے
یوں اوجھل رہی شاید خان صاحب مطالعہ تو کرتے ہوں گے لیکن جب کون مقدم
اپنی طبع قدس پر گراں گزرتا ہو گا کتاب کو بند کر دیتے ہوں گے کیونکہ جو آنکھیں ہر
وقت نبی کریم علیہ السلام کے کمالات کی مدح و تحسین کرنے لگی ہوں تو ان کو پھر یہی
کریم علیہ السلام کے کمالات پر درست کرنے والے حوالہ جات کیسے نظر آئیں۔ اور
حضرت علامہ قسطلانی صاحب ارشاد الساری نے حضرت عطا سے یہ بھی نقل فرمایا تھا
کہ حضرت ابو جہرہ کا لسان دور کرنا نبی کریم علیہ السلام کا فوق ناساب تصرف ہے۔
تو اس نے یہ عبارت بھی اس مرقیہ میں ہے کہ یہ مجرہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادہ
سے صادر ہو یہ لفظ تصرف سے بھی مجرہ کا تعلق ہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر لفظ
تصرف سے نبی علیہم السلام کا مقنا ہونا ثابت نہ ہوتا تو شاہد سائل ہوں تقویۃ
ایمان میں ہرگز نہ لکھتا کہ جو کسی مخلوق کیلئے کائنات میں تصرف ثابت کرے گا وہ
قدرت سے یا عطائی قدرت سے کرے تو وہ ہر جوہل شرک میں ہر پرہیز بلکہ خان

صاحب اپنی کتاب تفسیر انصار میں لکھتے ہیں کہ مشرب کا مصدر ہی جدا ہے وہ غیر اللہ کو مشرب میں متصرف۔ مشرب سمجھتا ہے وہ یہ عقیدہ کفر یہ ہے ہر حال صاحب تفسیر میں کہ اگر لفظ تصرف سے انبیاء علیہم السلام کا فائدہ ہوتا ثابت نہیں ہوتا تو اس کو اعلیٰ حضرت کہ اس شعر پر اعتراض کیوں ہے۔

دی تصرف بھی ماؤن بھی بخار بھی ہے عبدالقادر

کا ر عام کا بد پر بھی ہے عبدالقادر

نیز خان صاحب اہی بتائیں کہ اگر تصرف کا لفظ کسی نبی یا ان نبینے ہوا جائے یا پرانے اکابر اس لفظ کو انبیاء و اہل کے سے استعمال کریں۔ تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے جسے لکھنے والے کے ہاتھ میں قلم ہے اور اصل طاقت اللہ تعالیٰ کی ہے تو پھر یہ وہابی حضرت انبیاء و اہل کے لئے یہی مفہوم ہے کہ لفظ تصرف ہو میں گئے۔

ثابت ہو گیا کہ جب لفظ تصرف ہوا جائے تو اس کا مقصد یہی ہوتا ہے۔ کہ جس کے لئے لفظ بولا گیا اس کے ارادے اور اختیار سے یہ مراد ثابت ہوتا ہے۔ جیسے کہ تھانوی صاحب نے اپنی سخی کتاب ہجو و ردائو و میں تحریر کیا ہے کہ تصرف میں ظاہر یہی ہے کہ وہ اختیار سے صادر ہوتا ہے۔ لہذا حال صاحب سے تفسیر سے یہ توپا کریں اور تحقیق ثنائیات باب حمیدہ سدوم سے ہوا آج میں شب اہی کو بی پاک علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی کسی راہ پر چلتے رہے جس پر اب گلاں ہیں تو اس کو ہرگز نبی کریم علیہ السلام کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ کیونکہ ارشاد باری ہے۔

ما لظہمیں میں انصار

میر ارشاد ہار کی ہے۔

ما لظہمیں میں حمیم ولا شعیب بطل ع

میر ان تبت کریمہ پر غور کریں ارشاد ہار کی خاں سے

وجوہ یومہ۔ خاشعہ عامۃ صاحبہ تصنی دار حامیہ

میر ان تبت کریمہ پر غور کریں۔

یہم من فوقہم ظلیل من لیل ومن تحتہم ظلیل

میر حال صاحب نے یہ غلط پات پڑھا کی کہی ہوگی وہی کی تک سے

جنم کی آگ ۶۹ نمبر میں زیادہ گرم ہے اور اگر خان صاحب تائب ہو جائیں تو پھر اس

تبت کریمہ کی دو سہ ان کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

قل لیسید کفر و ان یدتھو یفقر لہم ما قد سلف

(پارہ ۹ سورہ انفاس)

نیز ارشاد رسول علیہ السلام ہے۔

الاسلام یہدم ما کان قبلہ

(بخاری شریف)

مردہ نصیحت بود کردید

خواست باطلہ کردیم در حقیر

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راہ پر چلنے کی

توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آہم رانا الحق حق اور وقتا جاہ

اور باطل باطل اور وقت جتنا ہے

کئے لوگ تم نے ایک ہی غوثی میں کھو دیئے
جنہیں آسمان نے دھوڑا تھا خاک چھن کر

تحریر کی اس مذکورہ حال عبارت سے سرفراز صاحب کی اس بات کا جواب بھی
ہو چاہے گا جو علامہ ابن حاتم کی کتاب مسایرہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو علم غیب کا حقیقہ
رکھے وہ کافر ہے تو مسایرہ کی اس عبارت سے مراد الٰہی علم غیب پیدا پڑے گا کیونکہ
علامہ ابن حاتم خود تحریر کے اندر علم غیب ثابت کر رہے ہیں تو کیا معاذ اللہ وہ اپنے آپ
کو کافر بنا رہے ہیں۔ لہذا ہر رگان رین کی عبادت سوچ سمجھ کر نقل کرنی چاہئیں۔ تاکہ
عند اللہ اور عند الناس رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اس بات کو بھی اہل حق میں رکھنا
چاہیے کہ اگر غلط متدبر کیا گیا۔ جب کوئی خادم جو نبی کا روٹی کرے گا تو پریشانی کا
سامنا کرنا پڑے گا۔

حر عاقل کند کار کہ باز آید بشارتی

مولوی سرفراز صاحب کے شعبہ کا ازالہ

حضرت اپنی کتاب دس کا سرور میں ارشاد فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے
اپنے اوپر شہد کوثر مٹھرایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلَمْ نَحْصُرْ مَا احْلَی اللہ
ذلک۔ (سورہ تحریم پاره نمبر ۷۸ آیت نمبر ۱) سرفراز صاحب نے اس آیت کا ترجمہ یوں
کیا ہے کہ سے نبی ﷺ آپ اپنے اور اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ
نے آپ کیلئے حلال کی ہے۔ سرفراز صاحب کا اس طرح کا ترجمہ کرنا محض غلط ہے۔
کیونکہ تمام معتبر مفسرین نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ”آپ اس چیز سے منع
فہانے سے کیوں رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال کی ہے۔ اس آیت کا
یہی مطلب علامہ آقوی نے روح المعانی میں علامہ رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں بیان
فرمایا ہے۔ بلکہ امام رازی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ کے حلال کو حرام کرنا تو کفر ہے تو نبی

پاک ﷺ کی طرف اس امر کو کیسے منسوب کیا جاتا ہے لہذا اس آیت کریمہ کا یہی
مطلب مریدینا۔ جب ہے کہ آپ باوجود حلت کے اعتقاد کے شہد کے استعمال سے
کیوں گریز فرماتے ہیں۔ اس آیت کا یہی مطلب روح البیہاں ’یوسفوذا البحر المحیط اور
حکام القرآن ’مختصر‘ تفسیر بیضاوی ’تفسیر ابن جریر‘ تفسیر مظہری ’تفسیر خازن‘ تفسیر
مدارک ’تفسیر صاوی‘ تفسیر جمل ’تفسیر حداد‘ تفسیر کشاف ’تفسیر قرطبی‘ تفسیر معانم ’تفسیر
حسینی ’تفسیر بیضاوی‘ شیخ رودہ عنایت لقاخی وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔

اب اس آیت کی تفسیر میں علامہ میں اہلسنت کے حضرت علامہ امام ابو منصور
ماتریدی رحمہ اللہ کا حوالہ پیش کر رہے ہیں۔ حضرت اپنی کتاب تاویلات اہل سنت میں
ارشاد فرماتے ہیں۔

ومن قال بانه حرم ما حلت الله له فقد قال امر منكر اولو يعتقد
ذلت كان كھرا منه اذ من حرم ما حلت الله تعالیٰ كان كافرا ومن كان
عقاده فی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هذا فهو کافر۔

(مس ۳۱، سورہ تحریم ج ۵)

”جو آدمی یہ کہے نبی پاک ﷺ نے اس چیز کو حرام کیا جو اللہ نے آپ کیلئے
حلال کی تھی تو اس سے بہت بری حرکت کا ارتکاب کیا“ گراں نے اس طرح کا عقیدہ
رکھا تو یہ اس کا کفر ہوگا۔ کیونکہ جو حرام ٹھہرے اس چیز کو جو اللہ نے حلال کی وہ کافر ہے
تو جس کا عقیدہ ہی الٰہیاء ﷺ کے بارے میں یہ ہو تو وہ کافر ہے۔ مزید آگے
ارشاد فرماتے ہیں۔

لكن الامر عند الله ليس على ما ظنه ابو بكر ولا على ما سبق اليه
وهم بعض تجهال من رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم شي۔
لیکن معاملہ ہمارے نزدیک ایسا نہیں ہے جیسے ابو بکر اہم نے بیان کیا ہے اور

اس طرح کہ بعض چاہوں نے گمان کیا۔ بلکہ جو نبی پاک ﷺ بہت اس طرح کا گم کرے تو اس سے گویا نبی پاک ﷺ کی طرف کفر منسوب کیا۔ (تاویذ اصل سنہ ص ۷۷ طبع پشاور)

تو سرفراز صاحب نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے تقاسیر کو بالکل ملحوظ میں رکھا اور تفسیر بارے کر کے وادی حدیث میں بھٹکتے رہے۔ اور مورثا سید حسین دہلوی شاہ صاحب کے سامنے چھوٹے تقاسیر کی یہ عہد رات تھیں اس لئے آپ نے اس آیت کا مطلب صحیح بیان فرمایا اور سرفراز صاحب کے بیان کردہ مطلب کی تفسیر فرمائی۔ لیکن سرفراز صاحب بجائے اس کے غور کرتے انہوں نے شاہ صاحب کے بارے میں سو فی صد الفاظ استعمال کر کے شروع کر دیے۔ اور ان کے بیان کردہ مطلب کو جو بالکل صحیح تھا۔ ناچھی کی وجہ سے اور عقل کی کمی کی وجہ سے غلط قرار دے دیا۔ سرفراز صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ بغیر سوچے سمجھے کسی بات کو غلط نہ کہا کریں۔

گر حق بشنوی را اصل در گو خط است
خون شناسائی دل بر خط میں جا است
کم من خائب قود صلیا و صلیا من بھم
آکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس سے بھلا کیا قصور ہے آفتاب کا

آیت کریمہ کا صحیح مطلب

اللہ رب العزت فرماتا ہے چاہتے ہیں۔ اے نبی مکرم ﷺ ہم نے شہد عدل کیا آپ کی خاطر آپ پر استعمال نہ فرمایا میں پھر ہمارے حلال کرنے کا کیا فائدہ۔ سرفراز صاحب اگر اس بات پر غور کر لیتے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک عذر کی وجہ سے فرمایا تھا میں اونٹ کا گوشت استعمال نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے

آپ اس کے استعمال کیوں کر رکھ رہے ہو۔ لیکن خدق عظیم رشاد فرمادے ہے آپ اپنی ازواج مطہرات کا لحاظ تو فرما رہے ہیں لیکن میری مرضی کا خیال تو نہیں فرمایا ہم نے حلال ہی آپ کی خاطر نہیں دیا ہے۔ جس طرح فرمایا

اللم نشوح لك صلوک۔ ہم نے آپ کی خاطر آپ کا بیت کھول دیا۔

وودع لك ذکولہ۔ ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ڈاکر ہٹا کر دیا۔

اصل وجہ یہ تھی کہ اللہ رب العزت نے نبی پاک ﷺ کی توجہ ہشامی تاکر امت کو مسئلے کا علم ہو جائے جتنی کسی حلال چیز کو حرام کہہ دیا جائے تو شرعاً حرام نہیں ہو جاتی بلکہ قسم کا کفارہ دکرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

قد فرضی للہ لم یحکم۔

مولوی سرفراز صاحب کے اور شبہ کا ازالہ

صحیح مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے کہ جب سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر حج فرض ہے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر حال حج کرنا فرض ہے تو سرکار ﷺ خاموش رہے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے تو سرکار ﷺ خاموش رہے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے تو سرکار ﷺ خاموش رہے۔ پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا لو قلت نعم لوجبت۔

اس آیت کا جواب دیتے خائف صاحب رقمطراز ہیں کہ سرکار ﷺ کے ہاں فرمانے سے مراد یہ ہے کہ اگر میں خداوند قدوس کی وحی کے ذریعے ہاں کہہ دیتا تو پھر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ آگے سرفراز صاحب نے آیت نقل کی ہے کہ وما یسطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی۔ لیکن سمجھ نہیں آتی کہ خائف صاحب کو یہ آیت کریمہ اس وقت یاد کیوں نہیں آتی جب وہ یہ استدلال کر رہے تھے کہ اگر نبی پاک

ﷺ عمار کل ہوتے تو قدر ب اعزاز آپ ﷺ کو کیوں رشاد فرما تا کہ آپ شہد کو
کیوں حرام ٹھہرتے ہیں۔ اس وقت خاص صاحب یہ تاویل کر دیتے کہ نبی پاک ﷺ
کا یہ فرمانا کہ میں شہدا استعمال نہیں کروں گا یہ بھی اللہ کی وحی سے تھا۔ یہ آیت کریمہ اس
وقت کیوں بھروسہ لگتی تھی یا جنگ تبوک کے قید پور سے فدیہ لینے، لے معاہدے پر جب
آپ اعتراف کرتے ہیں یا جنگ تبوک کے موقعہ پر منافقوں کو جاذب دینے والے
معاہدے پر اعتراض کرتے ہیں یا جب آپ سے تین واقعہ کے بارے میں سوال کیا۔
اصحاب کہف روح و رزق اقرعین کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ میں کل جواب
دوں گا لیکن ہندوہ دن وحی نہ آئی تو وہابی اس کو بھی اپنے دعویٰ علم غیب کی لٹی میں پیش
کرتے ہیں اس وقت یہ آیت کیوں نہیں یاد آئی۔ وما یسطق عن الہوی ان ہو
الا وحی بوحی۔

سرفراز صاحب اور ان کے پیروکاروں کی مزید توجہ کیسے ہم عرض کرتے ہیں کہ
چوتھی صدی کے چوٹی کے فقیہ حضرت ابو بکر حصامؒ اپنی تفسیر احکام القرآن میں ارشاد
فرماتے ہیں۔ ولو قلت نعم لوجبت فاسخ انہ لو قال معہم لوجبت بقومہ اور
یہی بات علامہ قاریؒ صاحب نے بھی رشاد فرمائی جن کے بارے میں سرفراز
صاحب لہرتے ہیں کہ ان کی مفصل مہارات جنت ہیں پتہ نہیں سرفراز صاحب میاں
کرم کرتے ہیں یا نہیں۔ علامہ قاریؒ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ کا معہم فرمانا عام
تھا۔ وحی سے ہوا یا اجتہاد سے (احکام القرآن ج ۲ ص ۲۸۳ مطبوعہ سکیل اکیڈمی مرتاۃ)

موسوی سرفراز صاحب کی بہت بڑی خیانت مجرمانہ

موسوی سرفراز اپنی کتاب ”دس کا سرور“ میں صحاح ستہ کی حدیث پاک جو امام
بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر کرام ثقہ محدثین نے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی جس نے
دن بعد رمضان شریف میں بیوی کے ساتھ جماع کر کے دورہ قاسد کر دیا تھا تو سرکار

ﷺ نے پندرہ صاع کھجوریں اس کو عطا فرمائیں کہ جاؤ ان کے درمیان کفارہ اور کر
دو درمب کہیں کو کھل دو۔

حالانکہ معمول کے مطابق کفارہ کی مقدار ساتھ صاع ہونی چاہیے تھی کیونکہ
ساتھ مسکینوں کو دوہر اور شام کو نصف نصف صاع دینا ہوتا ہے یا ان کو ایک ایک صاع
کھجور عطا کر دے۔ اس میں بھی سرکار ﷺ کی خصوصیت تھی کہ آپ نے پندرہ صاع
کا حکم فرمایا۔ دوسرا یہ کہ جب اس اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے لے دو
فقیر اس پورے شہر میں نکلتے ہیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا چلو تم خود کھاؤ۔

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے کفارہ معاف نہیں فرمایا تھا نہ کہ
آپ کی کوئی خصوصیت ہے بلکہ آپ نے اس کا کفارہ اس کی خوشحالی تک موخر کر دیا
کیونکہ ابھی تک وہ غریب تھا۔ اس سلسلے میں سرفراز صاحب نے فتح القدیر ص ۲۶۵ کا
حوالہ دیا ہے حالانکہ فتح القدیر کے اندر درہری کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ صرف اس اعرابی
کی رخصت تھی مگر آج کوئی اس طرح کرے گا تو اس کا کفارہ کے بغیر چارہ نہیں ہوگا
در صاحب فتح القدیر نے فرمایا و جمہور العلماء علی قول الزہری اور اس کے بعد صاحب
فتح القدیر نے فرمایا والظاہر اللہ خصوصاً لاہ و وقع عبداللہ قطس فی حدیث
الحدیث فقد کفر اللہ عنہ۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۲۶۵) ویسے تو موسوی سرفراز
صاحب صفحہ جمہور جمہور کی رست لگاتے رہتے ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ اعرابی سے کفارہ
معاف نہیں ہوا تھا بلکہ موخر ہو تھا۔ حضرت نے یہاں جمہور کی بیروی کیوں نہیں کی
حالانکہ جمہور خصوصیت کے قائل ہیں اور رخصت کے قائل ہیں اور امام ابن شہاب
تاہلی کا بھی یہی قول ہے اور سرفراز صاحب نے احسن الکلام میں تحریر کیا ہے کہ حدیث
کا راوی حدیث کی مراد بہتر جانتا ہے تو یہاں بھی ابن شہاب زہری حدیث کے راوی
بھی تھے تو حضرت نے ان کی بات کو بھی نظر انداز کر دیا اور حضرت کا وہ کلیہ کہ ہر گناہ

راہن خلق کو فہارہ خلد سمجھو اور حضرت کا ہار ہار یہ رشا فرماتا۔ اور لوگوں کو تلقین کرنا کہ حق جمہور کیساتھ ہیں اور پھر صاحب پنج تقدیر کی عبارت نقل کرے میں ہدیائی نام لفظ ہرہ کرنا یہ حرکت ایک عام آدمی کو ایسا نہیں دیتی چہ جائیکہ وہ آدمی اس حرکت کا در تکاب کرے جو اپنے آپ کو شیخ خدیث کہلاتا ہے اور اس کیساتھ ساتھ روحانی پیشو ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہے اور لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا مدعی ہے اور پیری مریدی کا ڈھونگ بھی بچائے ہوئے ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کی تضاد بیانی

ابوداؤد شریف ص ۱۶۹ اور مستدرک معاکم میں حدیث پاک ہے جس کو حاکم اور ذہبی سے صحیح قرار دیا ہے۔ سرکارِ مدینہ نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کی پابندی کیا کرو۔ ایک صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تو بڑے مصروف آدمی ہوں یہ حکم رشا فرمایا میں کہ پانچ نمازیں بھی نہ پڑھی پڑیں دوران کے ترک کا گناہ بھی نہ ہو۔ سرکارِ مدینہ نے رشا فرمایا کہ فجر اور عصر کی پڑھ لی کرو۔ اب اس حدیث پاک سے سرکارِ مدینہ کا اختیار و کمال ثابت ہو رہا تھا تو سرفراز صاحب اس روایت کو شہید کرنے پر مصر ہو گئے اس کے راوی داؤد بن ابی ہند پر جرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ بعض محدثین نے رد یک نقہ ہے لیکن امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ کثیر الاضطراب و کثیر الخلاف ہے یعنی حضرت ہمایہ چاہتے ہیں کہ توثیق کرے واسے صرف بعض محدثین ہیں جبکہ تعصیب کرنے و سے زیادہ ہیں اور جو صرف امام احمد کا پیش کیا گیا کہیے امام احمد اس کے رد میں جمہور ہیں اور حضرت اسی روایت کی توثیق کرتے ہوئے اپنی دوسری کتاب احسن الکلام میں فرماتے ہیں۔ دو روایتیں ہیں ہند کو امام علی علیہ السلام امام احمد علیہ السلام سفیان ثوری علیہ السلام ابن مسین ابوصالح اور فی ثقیف کہتے ہیں۔ یعقوب بن شیران کو ثقہ اور ثبت کہتے ہیں ابن جہاں کو مصنفین میں شمار کرتے ہیں ابن خراش

اس کو ثقہ کہتے ہیں اور ابن سعد ان کو ثقہ اور کثیر حدیث کہتے ہیں۔ ابوحاتم ن کو ثقہ کہتے ہیں۔ ذہبی ان کو الائمہ اور ثبت کہتے ہیں۔ (حاشیہ احسن الکلام ص ۹۵) لوٹ حضرت کی تضاد بیانی یہاں سے بھی ثابت ہے کہ امام احمد کو جرحین کے اندر بھی شمار کر دیا بلکہ صرف ان کی جرح نقل کی اور توثیق کرنے والوں کے اندر بھی نہ شمار کر دیا۔

سرفراز صاحب نے اس امر پر بھی غور نہیں کیا کہ جب ابن حنین امام ناسی اور ابوحاتم جیسے ثقہ محدثین جب اس راوی کی توثیق کرتے ہیں تو صرف امام احمد کی جرح مبہم کا کیا غماز ہے اور پھر سرفراز صاحب کے پیشوا ظفر احمد عثمانی تو یہ علوم حدیث میں لکھتے ہیں کہ جب ایک ہی محدث سے کسی راوی کی توثیق بھی منقوس ہو اور تصحیف بھی منقوس ہو تو ترجیح توثیق کو ہوگی۔ پھر امام احمد کی جو جرح نقل کی گئی ہے وہ جرح مبہم ہے اور خود سرفراز صاحب نے ارفع الکلیں سے نقل کیا ہے کہ جرح مبہم قبول نہیں ہوتی۔ نیز اگر مان بھی لی جائے کہ جرح مفسر ہے تو پھر جب ان سے توثیق بھی ثابت ہے تو ہو جب قاعدہ اذا التزمنا فقد دونوں اقوال سا قیام ہو جائیں گے نیز سرفراز صاحب نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ جب امام حاکم جیسے ہر محدث اور ذہبی جیسے ناقد جو نہایت ثقہ و آدمی تھے وہ اس روایت کو علی شرطہ مسموح قرار دیتے ہیں پھر ان کو اس پر جرح کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اپنے مطلب کی روایت میں خود اس راوی کو ثقہ قرار دے چکے ہیں تو سرفراز صاحب کو اب یہی کہا جاسکتا ہے کہ

ابنی سمجھ خلد کسی کو نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ ہدایت دے

سرفراز صاحب کے پیشوا غلیل احمد الانصاری اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ہم تفسیر کی خاطر صرف ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث

سے بالکل یہ بات ظاہر ہے کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں تین نمازیں معاف کر دی تھیں اور سرکار ﷺ کے خاصہ میں سے یہ بات ہے کہ جس کو چاہیں جس حکم سے مستثنیٰ کر دیں اور جس سے چاہیں جو فرض معاف کر دیں۔ (بذل المجہود ج ۳ ص ۲۳۴)

امید ہے کہ اب سرفراز صاحب یہی کہتے نظر آئیں گے۔

من از مکان گاہ ہرگز نہ تالم
با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد

مولوی سرفراز صاحب کا ایک اور مغالطہ

مسند احمد کے اندر حدیث پاک ہے حضرت اسماء بنت عمیس کے خاوند جب شہید ہوئے تو نبی پاک ﷺ نے ان کو ارشاد فرمایا کہ تم تین دن سوگ کرو پھر جو مرضی چاہے کرو۔

مولوی سرفراز صاحب امام طحاوی کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ پہلے سوگ تین دن ہوتا تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ اس کے بارے میں سرفراز صاحب کی خدمت میں گزارش یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں متفق علیہ حدیث پاک ہے کہ ”سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی عورت کیلئے حلال ہے کہ کسی پر سوگ کرے جس کی مقدار تین دن سے زیادہ نہ ہو سوائے بیوی کے کہ وہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کر سکتی ہے“ اور سرفراز صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ بخاری و مسلم کی تمام روایات صحیح ہیں بلکہ ملا علی قاری رحمہ اللہ جو خان صاحب کے مدوح ہیں۔ وہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں کہ بخاری و مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث کا انکار کرنے والا زندقہ ہے۔ سرفراز صاحب کا رسالہ ”ملا علی قاری اور علم غیب“ میں لکھتے ہیں کہ ملا علی قاری کی مفصل عبارات حجت ہیں نیز سرفراز صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ جس روایت میں ذکر ہے کہ حضرت مولا علی کی نماز کی خاطر ڈوبا ہوا سورج واپس آ گیا تھا۔ اس روایت کو امام طحاوی نے شکل الاثار میں صحیح قرار دیا ہے بلکہ ان

کے علاوہ درجنوں محدثین اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں۔ جن کی تفصیل راقم کی کتاب عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ میں منقول ہے۔ مجملہ کوششیں کرنے والوں میں قاضی عیاض، ابن حجر عسقلانی، ابن سید الناس، ابو ذرہ، علامہ بدر الدین عینی وغیرہ ہیں لیکن اس کے باوجود سرفراز صاحب اپنی کتاب ”دل کا سرور“ میں اس کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ یہاں امام طحاوی کا قیلولہ کیوں منظور نہیں ہے حالانکہ ان کے ساتھ درجنوں محدثین اور بھی ہیں پھر خاں صاحب اس بات سے بے خبر تو نہیں ہوں کہ پہلے قرآن مجید میں حکم یہی تھا کہ بیوہ عورت اُحدت سال ہوگی۔ اس کے بعد نیا حکم آیا کہ بیوہ عورت کی اُحدت چار ماہ دس دن ہوگی تو ظاہر ہے بیوہ کی اُحدت ساری کی ساری سوگ پر ہی مشتمل ہے کیونکہ خوشبو نہیں لگا سکتی، مہندی دوسرہ وغیرہ نہیں لگا سکتی بلکہ سرکار ﷺ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ پیری کے سچے سر پر تھوپ لے“ جمہور کے قول کے مطابق غزوہ موتہ ۸ھ میں پیش آیا۔ حضرت جعفر طیار اسی میں شہید ہوئے تو ظاہر امر تو یہی ہے کہ آیت کریمہ کی جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں وہ چار ماہ دس دن اُحدت گزاریں غزوہ موتہ سے بہت پہلے نازل ہو چکی تھی یا سرفراز صاحب ثابت کریں کہ غزوہ موتہ پہلے پیش آیا ہو اور یہ آیت کریمہ بعد میں نازل ہوئی ہو۔ ورنہ خطر الفتاویٰ۔

خاں صاحب اگر امام طحاوی کی بات مانتے ہیں۔ انہوں نے اسی کتاب میں حدیث پاک نقل کی ہے جو حضرت اُشی مازنی سے مروی ہے ایک آدمی نے سرکار ﷺ سے عرض کیا یا مالک الناس مجمع الرواۃ میں ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ کیا سرفراز صاحب اس روایت کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کا اپنی عین اسلام کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہے۔ نیز اس حدیث سے استدلال کرنے میں اہلسنت منفرد تو نہیں ہیں بلکہ امام ذرقانی رحمہ اللہ اپنی مواہب کی شرح جلد ۵ ص ۳۲۵ پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے

اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے خاصاً کبریٰ میں اس امر کو سرکار علیہ السلام کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ علامہ خفاجی رحمہ اللہ نے نسیم الریاض ج ۳ میں اس حدیث میں بیان کی گئی رخصت کو سرکار علیہ السلام کی رخصت قرار دیا ہے۔ خانصاحب اپنے آپ کو شیخ القرآن کہلاتے ہیں کیا ان کو یہ آیت کریمہ یاد نہیں ہے۔ واتبع مسہیل من اداب الی تو پھر حضرت بزرگان دین کی راہ پر کیوں نہیں چلتے اور بجائے ان کی راہ پر چلنے کے بزرگان دین کی پیروی کرنے والوں کو مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں۔

ایک گزارش

صحاح ستہ کی حدیث پاک جس میں اعرابی کو خود اس کا کفارہ کھلادیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا قول تھا کہ اس اعرابی کی خصوصیت تھی کہ اب اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر رمضان شریف کے اندر جماع کرے گا تو اس کو کفارہ دیئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ زہری کا یہ قول درست نہیں ہے۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ نے یہ کفارہ مؤخر کیا تھا معاف تو نہیں کیا تھا تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ اور سیر میں تصریح کی ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ کا شمار بہت بڑے فقہاء میں ہوتا ہے اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے تہذیب الہدیب میں تحریر کیا ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ اجل فقہاء میں سے ہیں نیز یہ بھی فرمایا کہ امام مالک رحمہ اللہ ان کے شاگرد ہیں نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ نبی پاک ﷺ کی وہ احادیث جو احکام کے بارے میں ہیں ان کے بارے میں امام زہری رحمہ اللہ سے زیادہ کوئی نہیں چاہتا امام بخاری رحمہ اللہ جن کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اجتہاد کے اندر اور مسائل کے استنباط میں ان کی کوئی نظیر نہیں تھی۔ مقدمۃ البعہ المصنعات میں یہی بات تحریر فرمائی ہے۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے شیخ نورالحق

صاحب تیسیر القاری میں فرمایا ہے۔ اس کے باوجود امام بخاری رحمہ اللہ اپنے صحیح میں ان کے اقوال بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ صاحب مشکوٰۃ نے الاکمال میں امام زہری رحمہ اللہ کو اجل فقہاء اور محدثین میں شمار کیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ ۱۳۹ صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ فقہاء حدیث کے معنی بہتر جانتے ہیں۔ سرفراز صاحب خود اس بات کے قائل ہیں کہ فقہاء حدیث کے معنی بہتر جانتے ہیں تو لہذا یہاں ان کی بات وہ کیوں نہیں مانتے؟ حدیث پاک کی بات یہ بہتر جانتے ہیں یا وہ

وما علینا الا البلاغ المحبین

علامہ خفاجی کا ارشاد

اشرف علیہم نوره الروحانی الربانی وصارت فی ارواحهم
قوی مستعمده لاطهار المعجزات کمالا ولبا امة
ترجمہ: جب انبیاء علیہم السلام پر سرکار والا صفات کا نور چکا اور ان کی ارواح میں ایسی قدرتیں
پیدا ہو گئی جن کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام اظہار معجزہ پر قادر ہو گئے جس طرح نبی پاک ﷺ کی
امت کے اولیاء کا حال ہے۔ (نسیم الریاض جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۹۳)
اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ پر ارشاد فرماتے ہیں اللہ نے نبی کریم ﷺ کو معجزہ پر قدرت بخشی اصل
عبارت حاضر خدمت ہے۔

لان المعجزة مع التحدی من النبی قائم مقام قول الله الذی
اقدروه علی ذلك

ترجمہ: ہر امر ہے کہ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف کے شارح ہیں اور انہوں نے شفاء شریف کی
ہزاروں صفحات میں شرح فرمائی ہے۔ اگر شفاء شریف کی یہ عبارت جو سر لڑا صاحب نے نقل کی
ہے کہ معجزہ اللہ ہی کا فعل ہوتا ہے۔ اگر یہی مطلب ہوتا جو انہوں نے کشید کیا ہے کہ معجزہ نبی کے
ارادے کے بغیر صادر ہوتا ہے تو پھر شارح شفاء شریف کو اس بات کی سمجھ کیوں نہ آئی
خان صاحب نے معجزہ کو مقدور انبیاء ماننے والوں کو کافر قرار دیا ہے تو کیا معاذ اللہ علامہ خفاجی اس
عبارت سے کافر ہو گئے ہیں۔ علامہ صاحب (خفاجی رحمۃ اللہ علیہ) اسی کتاب کے صفحہ ۲۹۳ پر
یوں رقمطراز ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو تمام بھانوں میں تصرف حاصل ہے۔
الحقیقة المحمدیة صورة الاسم الاعظم الجامع لاسماء قلة
التصرف فی العوالم۔ (کذا فی زوائد جلد نمبر ۸ صفحہ ۱۸۱ و فی صفحہ ۱۸۲)
علامہ صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۹ پر نبی کریم ﷺ کو معظم ﷺ کی کثرت کا بیان فرماتے
ہوئے یوں گویا ہیں۔

انه کنتی به لانه یقسم الجنة بین اهلها يوم القيامة

